خدا بخش لائبریری

جرنل

۱۳ ۱۴ ۱۵

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

خدا بخش لائبریری

Khuda Bakhsh Library
20087

جرنل

۱۳ ۱۴ ۱۵

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

رجسٹریشن نمبر ۳۳۲۲۴/۸۰

مجلسِ ادارت

- قاضی عبدالودود (چیرمین)
- سید حسن عسکری
- افسر الدولہ فیاض الدین حیدر
- عابد رضا بیدار (سکریٹری)

تیرھواں، چودھواں اور پندرھواں شمارہ

۱۹۸۰/۶

اس سہ ماہی مجلّے میں انگریزی، اُردو، فارسی یا عربی میں ایسے مضامین شائع ہوں گے جو خدا بخش لائبریری کے نادر مواد پر مبنی ہوں، یا لائبریری سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق رکھتے ہوں۔

قیمت: ۳۵ روپے

سالانہ زرِ خریداری:
- اُردو ملک: ۶۰ روپے
- پاکستان: ۱۲ ڈالر
- یورپ: ۸ پونڈ
- امریکا اور دیگر ممالک: ۱۴ ڈالر

محمد حسین نے نبراسی آرٹ پریس، پٹوری ہاؤس، دریا گنج، دہلی میں چھپوا کر خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے شائع کیا

پیارے لال شاکر

کے

مسئلہ العصر

(۱۹۱۳ء - ۱۹۱۷ء)

کا انتخاب

خدا بخش لائبریری پٹنہ

۱۹۸۰ء

'العصر' کے اس انتخاب میں شامل لکھنے والے اور تصویر والے

اشاریہ

آزاد عظیم آبادی، فضل حق ۲۴۲
آغا رفیق بلندی شہری ۳۱۶
ابراہیم، حافظ سید ۵۷۲
ابراہیم محب، سید ۲۵۲
ابوالکلام آزاد ۳۹، ۴۳، ۴۸۰، ۵۳۰
اختر جوناگڑھی، احمد میاں ۳۵۸
ارشد تھانوی، رشید احمد (تصویر ۲۸) ۲۲۵
اقبال ۲۴۰
امیر علی، سید (تصویر) ۱۳۰۹
انصاری، مختار احمد (تصویر) ۹
اوج گیاوی (تصویر) ۲۳
ایشور چند وڈیا ساگر (تصویر) ۱۰
ایڈی بسنٹ (تصویر) ۹
بشیر الدین احمد دہلوی (تصویر ۳۹) ۳۳۹
بیان یزدانی میرٹھی (تصویر) ۱۹
پراگ نرائن بھارگو (تصویر) ۲۵
تفتہ لکھنوی (تصویر) ۲۰
تیرتھ رام فیروز پوری ۷۰، ۳۸۵، ۳۸۱، ۵۲۹، ۵۵۱
جالب دہلوی، سید ۲۱۹
جے۔ آر۔ رائے ۳۲۹، ۳۵۷، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۹، ۵۲۲
حالی، خواجہ الطاف حسین (تصویر ۳) ۲۵۳
حبیب الرحمن، حکیم ۲۲۳
حسن برنی، سید ۳۰۲
حمد لکھنوی، محمد محمود احمد ۲۵۸
تعلیق دہلوی ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۳۹
خوشتر نگرولی ۳۵۲
دت، آر۔ سی ۲۹۳
ذوالقدر بیگ، نواب (تصویر ۲۶) ۱۹۲
رام پرچھپال سنگھ شید اوہلوی ۱۸۱
رشید احمد صدیقی ۶۰
سپرو انند ستیہ (تصویر) ۱۵
'سخن دوست' ۱۵۲
سروجنی نائیڈو (تصویر) ۱۲
سرشار، رتن ناتھ (تصویر) ۱۷
سری رام، لالہ (تصویر) ۲۹
سرفراز حسین بلگرامی (تصویر) ۲۱
سلطان احمد، مرزا (تصویر ۲۲) ۳۲۲، ۳۳۹
سید القلم ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۶۱، ۲۷۸
سید نگرولی ۲۴۲
شاکر، پیارے لال (تصویر ۱۸) ۸۵، ۹۰، ۱۲۲، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۷۳، ۲۲۶، ۲۳۵، ۲۷۲
شرر، عبدالحلیم ۲۰۱
شفق عماد پوری ۲۳۶، ۲۷۱
شمس اللہ قادری ۳۳۰
صمیم بلند شہری (تصویر) ۲۲
ضیاء الدین احمد برنی ۲۶۸، ۳۸۳
ضیاء عباس بدایونی ۲۲۹
عبدالرزاق، مولوی (تصویر) ۳۰
عبدالماجد بی اے ۱۷۳
فراق، عبداللہ ۵۹
عشق ۱۵۷
فاروقی، سید محمد ۱۰۰، ۱۱۸، ۱۲۷
فہیم لکھنوی، موہن لال ۳۱۲
فیروز الدین مراد، شیخ ۴۸۱، ۴۹۸، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۵، ۵۵۰
قطب الدین خاں راتی ۲۳۰
قمر ۲۶۲
قیصر بھوپالی ۲۵۱
کیول سنگھ، پادری پی ۳۰۶
گھوشال، پی (تصویر ۲۵) ۲۸۳
لطافت حسین خاں ۲۶۳
مالا جالبی (تصویر ۳۷) ۳۲۸
مرزا نوک چند (تصویر) ۳۲۱
مخمور الحق حسن عظیم آبادی ۹۲
محمد مسلی (تصویر) ۸
مضطر خیرآبادی (تصویر) ۳۱
مجوی لکھنوی (تصویر ۲۳) ۳۰۵
منظر الحق (تصویر) ۷
نادر کاکوروی ۲۵۲
'ناظر' ۱۴۷
نعمت میرٹھی ۶۳
نصیر حسین خیال (تصویر) ۲۷
'نقاد سخن' ۲۶۱
ولی الدین چشتی، حکیم سید شاہ ۲۶۰
یوسف تریشی (خیگ) ۱۸۷

پیشگفتار

پیارے لال شاکر میرٹھی باشندۂ میرٹھ، شاگرد حضرت شوکت میرٹھی، ذہیناً عیسائی ... مدتوں منشی نوبت رائے نظر سے دوستی اور رفاقت رہی اور کوام میں بھی ان سے مشورہ کرتے تھے۔

پیدائش میرٹھ میں ۱۳ راپریل ۱۸۸۰ء کو ہوئی، ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو وفات پائی۔ قبرستان دہلی کے مسیحی قبرستان میں ہوئی۔

جوانی اور ادھیڑ عمر لکھنؤ میں بسے اور آخر عمر دہلی میں دریا گنج دہلی کے محلہ کلاں محل میں، واقع مسیحی بستی میں گزری۔ (اس انتخاب میں لکھنؤ کے العصر ہی عہد کی ایک تصویر کے ساتھ آخر عمر کی ایک تصویر مشرٹھا مس کی عنایت سے شائع کی جارہی ہے)

انگریزی، اُردو، فارسی پر عبور تھا اور سنسکرت اور ہندی سے واقف تھے۔ "میگھ دوت" کا ترجمہ ان کی یادگار ہے۔ آخر میں مسیحی لٹریچر کی طرف توجہ تھی اور پادری اسٹیورڈ کے ساتھ مدتوں یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ بہت سے مضامین لکھے، بہت سے ترجمے مسیحی دعاؤں اور نغمات حمد کے بھی کیے۔ ایک رسالہ "کوکن ہند" بھی نکالا تھا، اور میتھوڈ ازم کے ساتھ مل کر ایک رسالہ "زندگی" بھی مدت تک نکالتے رہے۔

اولاد میں ایک بیٹا جسے رکھا تھا "جو بچپن ہی میں گھر سے نکل گیا تھا اور پھر اس کا کچھ پتا نہیں چلا۔ ایک بیٹی پریم لتا ہیں[1] یہ پونہ کے مشرلے[2] ڈبلو ٹھامس کی بیوی ہیں۔ بڑی بیٹی پربھاوتی کی شادی بمبئی میں ماسٹر علی بخش سے ہوئی تھی۔ ان کی تین لڑکیاں تھیں، خورشید، مینا کماری اور مدھو۔

الہ آباد کا ماہنامہ "ادیب" اور لکھنؤ کا ہفت روزہ "العصر" اُردو کے دو چوٹی کے رسالے تھے، جن سے شاکر کا نام وابستہ ہے۔ "ادیب" انڈین پریس الہ آباد کا پرچہ تھا۔ یہ جنوری ۱۹۱۰ء میں نکلا اور ساڑھے تین سال چل کر جون ۱۹۱۳ء کا پرچہ نکل کر بند ہو گیا۔ ایک سال چار ماہ نوبت رائے نظر اس کے ایڈیٹر رہے، ان کے بعد ایک سال آٹھ ماہ پیارے لال شاکر نے مرتب کیا اور آخری چھ مہینے حسین عظیم آبادی نے۔

انڈین پریس کی ملازمت چھوڑنے کے بعد شاکر نے "العصر" کے نام سے اپنا ذاتی پرچہ نکال کر "ادیب" کی پیاس بجھائی۔ مارچ ۱۹۱۲ء میں اس کا پہلا شمارہ نکلا اور دسمبر ۱۹۱۷ء میں آخری۔ کافذ، کتابت اور طباعت کے ساتھ ساتھ مشتملات کا وہ اعلیٰ معیار جو "ادیب" کو مخصوص کر کسی دوسرے اُردو پرچے میں کم ہی مل سکے گا ذاتی پرچہ ہونے کے باوجود "العصر" نے برقرار رکھا، یہ غیر معمولی بات ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مضامین کا تنوع اور خالص ادب کے ساتھ ساتھ سماجی اور سائنسی علوم پر متوازن زور بھی اسی انداز پر قائم رہا۔

یہ "العصر" کے اٹھائیس شماروں کا انتخاب ہے، جو پانچ سال (مارچ ۱۹۱۲ء تا دسمبر ۱۹۱۶ء) پر پھیلا ہوا ہے۔ اس انتخاب میں ۴ تقریریں "العصر" کے تعارف کے طور پر، ۳۲ مشاہیر کی تصویریں، ۹ مشاہیر کی تحریریں (ابوالکلام آزاد، عبدالستار عباسی، نذرت میرٹھی، رشید احمد صدیقی، عبدالماجد دریابادی، شرر، نادر کاکوروی اور اقبال اور عباسی) ۱۲ مشاہیر پر تفصیلی مضامین اور ۹ نظمیں، ۱۵ مضامین اور ۳ نظمیں دو زبانوں

۱۔ خواجہ جاوید (م ۱۹۲۶ء) ۲۔ پیارے لال شاکر کے داماد مشرلے۔ ڈبلو ٹھامس کے خطوط سے اخذ۔

مسائل پر، ۵ تحریریں غالب کے بارے میں، ۴ مضامین اسلام، ہندوستان، پاکستان کے تحت علمی و فنی ترقیوں پر، ۳ تاریخ ہند پر، ۵ ایسے، ۵ مضامین خاص فنکاروں اور فنکار پر ——— اور ۱۰ مضامین فلسفہ و سائنس اور صنعت و حرفت پر ہیں۔

یہ سب وہ تحریریں اور تصویریں ہیں جو 'العصر' کے سوا شاید کہیں اور نہ ملیں گی۔ تصاویریں: پیارے لال شاکر، نظم طباطبائی، راشد، ناتھ پیلگوڑ، سروجنی نائیڈو، گھوشال، تعشق، اوج گیاوی، رشید احمد، فیروز الدین مراد، اور مانی جائسی کی یہ تصاویر کسی دوسری جگہ مشکل ہی سے ملیں گی۔ ابوالکلام آزاد کے یہ مضامین کسی دوسری جگہ شائع نہیں ہوئے۔ عبداللہ عمادی، ندرت عبرتی اور رشید احمد صدیقی کے مضامین اپنے مضمونوں کی طرف نسبت کے سبب اہمیت رکھتے ہیں۔ ایشور چند و دیاساگر پر اردو میں اتنا اچھا مضمون کسی دوسری جگہ اتفاق ہی سے مل سکے گا۔ سیاد الملک، نصیر حسین خیال، عالی، تعشق لکھنوی، برہان دیزدانی، عبرت لکھنوی، مضطر خیرآبادی، نظم طباطبائی اور نولکشور کے وارث پراگ نرائن کے بارے میں معاصرانہ شہادت کی اہمیت رکھنے والی ایسی تحریریں کسی دوسری جگہ کم ملیں گی۔ اردو زبان کی ترقی کے مسائل اور اردو صحافت کے بارے میں ۱۹۱۴ء کے آس پاس کی صورت حال پر لکھا اتنا مواد خاص جمع کرکے، مرزا غالب کے خطوں میں اس رسالے میں منظوم و منثور جو بھی اہم چیز نظر انتخاب میں لی گئی ہے۔ اقبال کی ایک نظم 'دمشق' کا بھی نقش اول 'العصر' میں مل جائے گا۔ زبان اردو اور اکابر ہندوستان کے بارے میں مستوات کو بھی کریدا گیا ہے۔ ساتھ ہی آثار بھوپال کی دو نادر نظمیں بھی منتخب کرلی گئی ہیں۔ سماجی، زبان اور صحت زبان کے مسائل چٹکلوں کے ذیل میں یا عام مضمون کے طور سے جو تحریریں قابل توجہ نظر آئیں انہیں لیا گیا ہے۔ پھر اسلام، ہندوستان اور پاکستان کے بارے میں چند علمی و فنی مضامین کے حامل مضامین کے ساتھ تحریر، چاند اور ہندوستان کی تاریخ پر مضامین منتخب کئے گئے ہیں۔ تین مضمون تاریخ ہند کے بارے میں ہیں۔ پانچ تحریریں اخلاق کے طور سے ہیں۔ پھر حکمت و اخلاق (مذہبی افکار) اور اس کے بعد فلسفہ و سائنس پر سے بھاری بھرکم حصہ مضامین ہے، جو صنعت و حرفت پر ختم ہوگیا ہے۔ آخر میں تمام) علوم و فنون کی فہرست مضامین تمام کردی گئی ہے۔

لکھنے والوں میں کچھ تو معروف نام ہیں: فضل حق آزاد، ابوالکلام آزاد، عالی، اسشور، بشیر الدین احمد دہلوی (سر راس مسعود کے والد) بیخود، آثر، رائے (لاہور کے مورخ)، قاضی احمد میاں، اختر جونا گڑھی، رشید احمد صدیقی، عبدالماجد دریابادی، سید جالب دہلوی، تیرتھ رام فیروزپوری، حکیم حبیب الرحمٰن (ڈھاکہ)، سید حسن برنی (صاحب البیرونی)، آغا رفیق جنڈ شہری، شمس اللہ قادری، ضیا الرحمٰن احمد بزمی (خلعت رفعت) وغیرہ کے مضمون، اسمٰعیل یوسف قمر بھوپالی، شفق بھوپالی، عالی جائسی، نادر کاکوروی، عزت عبرتی، نواب ذوالقدر جنگ، رشید احمد ارشد تھانوی، فیروز الدین مراد، علی گڑھ یونیورسٹی کے جملہ پروفیسر، مرزا سلطان احمد، مرزا فتح احمد، دیانی کے بھائی، موہن لال، نیم لکھنوی، قلق کانپوری، دت (مشہور مورخ)، رام رچھپال سنگھ رشید (دہلی دربار سے ایک گزٹ نکالتے تھے)۔

کچھ لکھنے والے وہ ہیں جو عام طور سے نامعروف نہیں لیکن ادیب، زمانہ، اور العصر میں مستقل لکھتے تھے، یعنی عبدالخالق خلیق دہلوی، سید محمد فاروق شاہ پوری، قطب الدین خاں راقی، لطافت حسین خاں، محمد ابراہیم خاں نجمی۔

کچھ نام بالکل غیر معروف ہیں یعنی نیر نگر دہلی، نوشتہ نگر دہلی، عشقی، قمر، ولی الدین عشقی، کیول سنگھ، سید ابراہیم، محمد عبدالخالق آسی، یوسف قریشی، ضیب، عباس یاد پوری۔ ناظر، سخی دوست، فقا، کاظمی اور سید علم غائبا عبدالماجد دریابادی اور نظر لکھنوی کے قلمی نام ہیں۔

اس انتخاب کی اشاعت اردو علوم و ادبیات کے ارتقا میں ایک مثبتی قسم کی بازیافت ہے۔ یعنی بازیافت ہے ماضی میں بھلا دی آپہنا ہے اور مستقبل بنانے اعتماد اور حوصلہ مندی۔

عابد رضا بیدار

فہرست

العصر :——
العصر ، آئین پرچہ کا سرورق ۱
العصر کے قواعد ۲
آئین شمارہ کا اداریہ ۳
تصاویر :——
پیارے دل شاکر ۵
مظہر الحق ۷
ذکر احمد انصاری ۸
محمد علی ۸
اینی بسنٹ ۹
ایشور چندر ودیا ساگر ۱۰
راجندر ناتھ شیگور ۱۱
سروجنی نائیڈو ۱۲
سید امیر علی ۱۳
نواب الملک سید حسین بلگرامی ۱۴
سپروانند سرسہا ۱۵
لہ گھر شال ۱۹
رتن ناتھ سرشار ۱۷
الطاف حسین حالی ۱۸
بیان ویرداتی میرٹھی ۱۹
تعشق لکھنوی ۲۰
مضطر خیر آبادی ۲۱
صبیح بلند شہری ۲۲
حافظ محمد یعقوب اوج گیاوی ۲۲
پرتاپ نرائن بھارگو ۲۵
لالہ سری رام ۲۶
نواب ذوالقدر بیگ ۲۷
نصیر حسین خیال ۲۷
محمد حسین محوی ۲۸
مرزا سلطان احمد ۲۸
رشید احمد ارشد تھانوی ۲۸
بشیر الدین احمد دہلوی ۲۹
مولوی عبد الرزاق ۳۰
سرفراز حسین عزمی ۳۱
فیروز الدین مراد ۳۲
تولک چند محروم ۳۳
مانی جائسی ۳۳
کتابات و خطوط :——
کتبہ برج کادر یہ الجور ۲۵
کتبہ فرزند سلطان ابراہیم قلی قطب شاہ دلی گولکنڈہ ۲۶
خط از جامع مسجد الجور ۳۷
خط از قبر پیر دن قلعہ گولکنڈہ ۳۸
ابو الکلام آزاد کے مضامین :——
الاخلاق ۴۹
فلسفہ ۴۴
روح اور اس کا مسکن ۴۸
غرائب الالفاظ ۵۴

عبد اللہ قراری کا مضمون ، سائنس کا ایک سبق ۵۹ ، شعیب احمد ندارت میرٹھی کا مضمون ، عالم خیال ۶۲ ، رشید احمد صدیقی کا مضمون : حیات بعد الممات ۹

مشاہیر کے بارے میں

ایشور چندر ودیا ساگر — تیرتھ رام فیروز پوری ۷۰ — پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی ۱۱۸
آذر بیل مولوی سید حسن بلگرامی — ایڈیٹر ۸۵ — صبیح تعشق لکھنوی ۱۲۶
ایضاً — " ۹۰ — سید محمد تقی بیان ویرداتی میرٹھی ایڈیٹر ۱۳۳
نواب نصیر حسین خیال — محفوظ الحق احسن عظیم آبادی ۹۶ — انبالوی جناب مضطر خیر آبادی ناظر ۱۴۷
شمس العلما خواجہ حسن — سید محمد فاروقی ایڈیٹر ۱۰۰ — "من دوست" ۱۵۲

زبان: مجھ کو سُن کر یہ ہاتھ کہتے ہیں / میں جانتا ہوں زبان کا اعتبار نہیں — شاکر میرٹھی — ۱۵۵

راے بہادر منشی برگ نرائن بہار گو — اسامۃ سہول مشتی — ۱۵۷

اُردو: اور اُردو صحافت:

کھنؤ کا قومی ہفتہ: اُردو کانفرنس / اُردو پریس کانفرنس آل انڈیا پریس ایسوسی ایشن / انڈین ایکسٹری کانفرنس تیسویں / آل انڈیا سوشل کانفرنس اکتیسویں — ایڈیٹر — ۱۶۰

اُردو انسائیکلو پیڈیا — عبدالماجد بی اے — ۱۸۳

انجمن ترقی اُردو: انجمن تعلیم ابتدائی: — ایڈیٹر — ۱۸۲

دیسی زبانوں سے ہماری غفلت: رسالہ ادیب الہ آباد

اُردو پریس کانفرنس کا خطبۂ صدارت — راجہ محمود آباد — ۱۸۱

اُردو اور اس کی ترقی کی صورت — یوسف قریشی بیگ — ۱۸۶

تقریر: خطبۂ استقبالیہ اردو کانفرنس گلبرگہ — نواب ذوالقدر جنگ — ۱۹۲

ہندوؤں کا تعلق اُردو سے — عبدالحلیم شرر — ۲۰۱

خیالات پریشاں: [اُردو زبان و ادب کی موجودہ صورت حال پر] — محوی لکھنوی — ۲۰۹

الٰہ آباد یونیورسٹی اور اُردو زبان — سید جالب دہلوی — ۲۱۹

ایک ہفتہ بھوپال میں [ادبی روداد] — ایڈیٹر — ۲۲۱

آسام میں اُردو حکومت — حکیم حبیب الرحمٰن خاں — ۲۲۳

ردّ تحقیق [اوّلین اردو رسالہ] — ایڈیٹر — ۲۲۸

غالب:

مرزا غالب کی ایک غزل، حسن غمزہ کی — ضیاء عباس بلرامپوری — ۲۲۹

مزار غالب — ایڈیٹر — ۲۳۵

مزار غالب: نظم — محمد ظفر الحق بلخی بی اے — ۲۳۶

شبیہ غالب: نظم — بشیر احمد اللہ قدوائی — ۲۳۸

موتیوں کی لڑی: تخمیس غزل غالب — مانی جائسی — ۲۳۸

منظومات:

اقبال کی ایک نظم: دمشق — اقبال — ۲۴۰

زبان اُردو — محمد ظفر الحق خلیق دہلوی — ۲۴۱

سر سید مرحوم کی یاد — سید منگرولی — ۲۴۲

ہماری زبان — آزاد عظیم آبادی — ۲۴۳

حضرت گورو نانک — خلیق دہلوی — ۲۴۳

امیر مینائی — شفق محمد پوری — ۲۴۶

زبان اُردو — خلیق دہلوی — ۲۴۸

خیر مقدم انصاری — ایضاً — ۲۴۹

مسٹر رابندر ناتھ ٹیگور کو مبارکباد — ایضاً — ۲۵۰

مسز سروجنی نائیڈو — سید محمد تیغ زبیری — ۲۵۱

ترجمہ رباعیات عمر خیام — سید ابراہیم رحیم — ۲۵۲

کلام نادر: نادر کاکوروی مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ نظم — نادر کاکوروی — ۲۵۲

حالی کا مخمس: جو دار العلوم نقشۂ اعلیٰ کے یوم تاسیس پر گورنر یوپی کے سامنے پڑھنے کے لیے بھیجا گیا مگر کسی مصلحت سے پڑھا نہیں گیا تو اب تک شائع بھی نہیں ہو سکا — حالی — ۲۵۳

مسائل زبان و بیان:

کتابوں پر تبصرے

مبادۂ نکہت بہار نسیم — سید القلم — ۲۵۴

خیال جاناں: دیوان جنون منگرولی — سید القلم — ۲۵۶

پائیں اور لگائیں بفتح تنوینی — محمد ظفر الحق احمد لکھنوی — ۲۵۸

نظم ہاشمی فرید آبادی: ناشر یاس — نقد و سخن — ۲۹۱
مطبوعہ المآثر

مشاہیر یونان و روم: سید ہاشمی فرید آبادی — قسط — ۲۹۳

قیود و تقلید، تجدید و تنسیخ — سید عرفی شفق عارفپوری — ۲۹۱

مولوی محمد حسین حیدرآبادی کی نئی کتاب — ۲۹۲

حیات الذکیہ مقدمۂ افتخار عالم — سید القلم — ۲۹۸

تاریخ علوم و فنون (و مذاہب):

اہل اسلام کے علمی کمالات — بی گھوشال — ۲۹۲

ہندوستان کے قدیم مذاہب — آر۔ سی۔ دت (مترجم) — ۲۹۳

قدیم ہندوؤں کے عبادت و معیشت — تیرتھ رام — ۳۰۱

تقویم پارسیہ — پادری پی۔ کیول گھوکھ — ۳۰۶

فن تحریر — جوالا فہیم گھوشی — ۳۱۲

سحر — آغا رفیق جندشہری — ۳۱۶

ہندسہ کی تاریخ — ماخوذ — ۳۲۲

متفرقات ہندی:

حرکت آسفیہ کرۂ زمین و اخلاق انسان — شمس اللہ قادری — ۳۲۰

آگرہ کی دو پرانی یادگاریں — بشیر الدین احمد دہلوی — ۳۲۹

جھانسی کی رانی — قطب الدین خاں ثاقب — ۳۴۰

ایشیا:

نیک ارادہ — مرزا سلطان احمد — ۳۵۰

دوست — فوشتر سنگروانی — ۳۵۲

تعلیم و چند خیالات — قاضی محمد میاں الشہر بہ نگرامی — ۳۵۸

اخلاقی اور تمدنی رنگ میں جزئیات — مرزا سلطان احمد — ۳۶۲

سادگی (ترجمہ) — محمد ابراہیم خاں تجلی — ۳۹۲

مذہبی افکار:

خدا کی تعریف — ترجمہ: ضیاء الدین مہوبی — ۳۰۰

معاد — حکیم شیخ ولی الدین چشتی — ۳۸۰

دعا کی حقیقت — ترجمہ ضیاء الدین مہوبی — ۳۸۴

مایا کی فلسفی — نسیم تھورام فرشوری — ۳۸۵

ذات کی اصلیت و ماہیت — ماخوذ: از انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا — ۴۰۲

ہادیان چین اور ان کی حکیمانہ و اخلاقی تعلیمات — سید حسن برنی — ۴۰۲

فلسفہ و سائنس:

مذہب و سائنس — ماخوذ — ۴۱۵

فلسفہ — جے۔ آر۔ رائے — ۴۲۹

العصر — مرزا سلطان احمد — ۴۳۱

اثبات واجب الوجود — جے۔ آر۔ رائے — ۴۵۷

سائنس — لطافت حسین خاں — ۴۶۴

انتہائے سائنس — شیخ فیروز الدین مراد — ۴۸۱

علم الخلایت: ایوجینکس — جے۔ آر۔ رائے — ۴۸۲

نظام شمسی — ایضاً — ۴۸۱

نور یا روشنی — ایضاً — ۴۸۶

زمین کی حرکت محوری کے بعض اہم نتائج — شیخ فیروز الدین مراد — ۴۹۸

کیا زمین کی حرکت سمت جاری ہے — ایضاً — ۵۰۸

حرکت کا پہلا قانون — ایضاً — ۵۱۶

تحصیل سائنس کی اہمیت — جے۔ آر۔ رائے — ۵۲۴

اشاعتی ذرائع کی اہمیت — تیرتھ رام فیروزپوری — ۵۲۹

سائنٹفک اردو یا اکائیاں — فیروز الدین مراد — ۵۳۵

مبادیٔ حیات — ترجمہ: پیر قمر الدین صاحب ۵۵۱
[illegible] ۵۵۰
ذاتی — منقول از ترقی ۵۶۲

صنعت و حرفت: ———

معلومات دکن — حافظ سید ابو محمد صاحب ۵۷۰

فہرست مضامین: ———

جلد اول — ۵۸۰
" دوم — ۵۹۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر دیے جائیں۔

[illegible]

ہمارے لال شاستری مدر انڈیا
ایڈیٹر ادیب و العصر

ادب اردو کا ہفتہ وار تصویری رسالہ

الناظر

مرتبہ

پنڈت سالگرام شاکر بریلوی

جلد اول

مارچ تا نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

جس میں

ساٹھ سے زیادہ نامور اہل قلم کے تقریباً پچاسی مضامین

بوسیلہ تین سو صفحات میں درج ہیں

اور

تیس نایاب و نادر تصاویر شامل ہیں

مقام اشاعت فتح الناظر لکھنؤ

القصے کے قواعد

ایڈیٹوریل

بکھری سنت

مسز اینی بیسنٹ

[illegible]

ہوگئیں جو کبھی شک نہیں کہ اخبار
خلد کو بہت مدد حاصل ہوگی۔

پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر

حاجی محمد طاهر خان صاحب مغفور (والد صاحب)

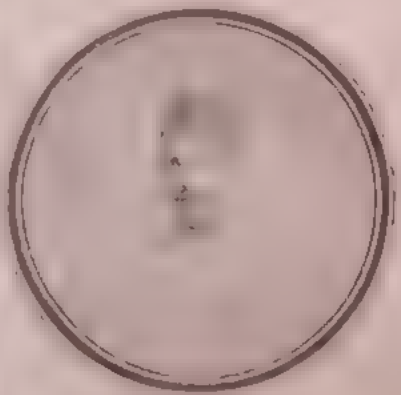

مولوی بشیرالدین احمد صاحب دہلوی

مولوی محمد اسحاق صاحب

سفیر جاپان و آنگلستان

[سفیر جاپان که صباحیه‌نامه احکام بانی تا ق]

شیخ فیروز الدین مراد ایم اے

SHEIK FIROZ UD DIN MURAD M A M R

مسٹر سید کلب احمد صاحب جانسی (جانسی)

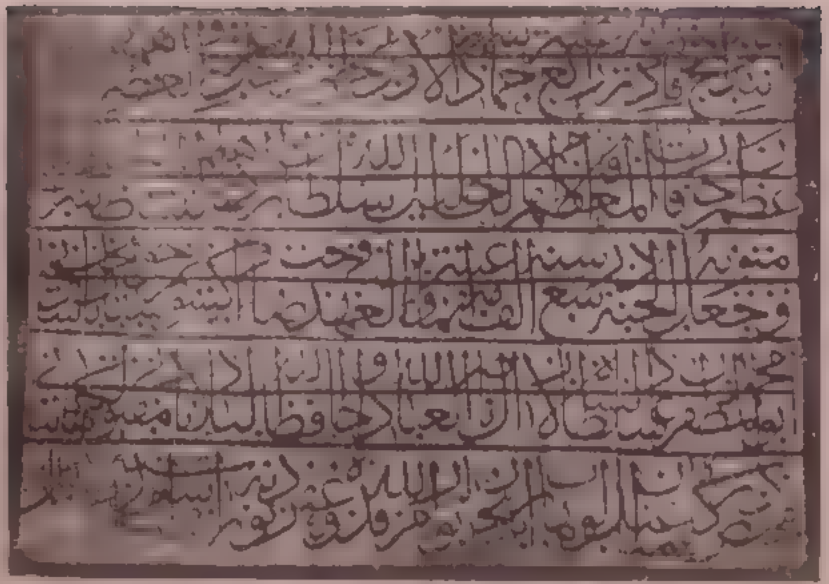

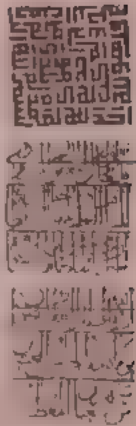

هذا قل اعوذ برب الناس برجانح
بيرون

الاخلاق

تمہید

مشرق کے علوم و فنون مذہب و تجارت معاشرت سیاست مختصر یہ
کہ تمام مظاہر زندگی اصلاح طلب ہیں اس سے یہ نہیں ہے کہ مشرق کو کسی اصلاح
سے مستثنا نہیں کیا ہے ایک قابل اعتراض صداقت ہے کہ ہم میں ہی سیاسی
اجتماعی وغیرہ کوئی اصلاحات کامیاب نہیں ہوئیں جب تک کامیاب نہیں
ہوا جب تک کہ مسلمانوں میں یکسر بیداری نہ ہو جو ہو جس پر طول نظر
حسن نیز اصابت رائے اور جرات عالی ہو۔

اگر ہم نظر غائر سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم میں نہ ہو جائے
کی مانند تعلیم کے بدلے عوام کی اور عدالتوں میں عوام کو
مریض پسندی، تجارت کی اور مذہب کی طرف بڑھاتی ہیں یہ سب کیسے صحیح

کا فرض کیسے ہو جو ان قوم کی اخلاقی اور روحانی پیدائش ہو۔

تعریف

جس طرح کہ سنگ بنیاد میں رنگ یا شیشہ اور ہر کسی طرح انسان میں
گو۔ کون صفت، قوی یا شیشہ دین اس کی سے جسے کہ کہا جاتا ہے
زکسی نہ خود کھلے کی صفت ہوتی دین جب عادت ملکہ
سلسلہ ستاں جاری، بنا دو جو ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے اس
بستر اس کیے فعل دوام کی صفت نہیں ہوتی کہ جب تک
کا عادہ ہو سکتے ہیں۔ اگر مدت یا دوسرے تک کا استعمال
یا ان دونوں ہو تو صفت جیسے دوام کی خاصیت میں کہ ان سے حاصل ہوتی ہے
صفت دائمی ضرر ہے ہوتی اور نہ مفید ہوتی ہے

کے استعمال کا اس درجہ تک خوگر ہو جاتا ہے تو یہ خوگری عادت یا خلق کہلاتی ہے۔

خلق کی تشکیل پذیری

قرنے بارہا دیکھا ہوگا ایک سبق تار، نقل سیدھا تار جب اس شکل پر لپیٹا گیا تو اس میں وہی شکل ہو گئی، دو اگر دو، وہ خانہ تک نہیں ہوا تو وہ شکل نہیں رہے گی جو اب ہو گئی کہ اس کلیہ حالت دستور ہو گیا تو اخلاقی کی بھی ہیئت ہی حالت ہے وہ جبلت قابل تشکل ہونے میں ٹیکل جب مرحلہ تک ایک مخصوص سلوب پر استعمال کیے جاتے ہیں تو وہ ایک ہیئت تشکل اختیار کر لیتے ہیں۔

آب و ہوا اور خلق

کو ہوا میں خلق کا استعمال کیا خلق مسئلہ کو خلق مسئلہ کی ایک جامع جس صفت یعنی عادت کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ خلق حسنہ اس شخص کے کہتے ہیں جو عادت میں حسن و الفات کو کام فرماتا ہو۔ خلق کا اخلاق کا [illegible] میں خلق حسنہ میں [illegible] کا [illegible] ہیں [illegible] جس [illegible] ہو اور اگر [illegible]

[illegible] خلق [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] خلق [illegible] [illegible]

خلق بیان (جیسا کہ ہوا)

خلق تعلیم [illegible] [illegible] [illegible]

...ملک سے لوگ عموماً ...ت طلب، ...یز ...ور کامل ہوتے ہیں لیکن ...ملک کے لوگ چاق چوبند، ...ت چالاک، محنتی اور جفاکش ...ہیں۔ یہ معتدل ملک ہیں اگر یہ ملک کے باشندے ...ح الاعضا ...ہوئے ہیں۔ ...بقہ رجلہ خوش شکل، ...ن ...ی خوبصورت ہوتے ہیں۔ ...ملک کے باشندے نظیل الاعضا ہوتے ہیں۔ ...باشندے نحیف الجثہ ہوتے ہیں۔ ...ہوجاتے ہیں تو ...زیادہ ...ل نہیں ہوتا۔ وغیرہ

...اخلاق ...ہ ...ملین ...یک ...صفت ...ایسا ...۔

...ہیں ...ن ...اپنے ...ہ ...ہیں ...ہوتا ...ہوسکتا ...ہیں ...ایک ...کے ...ہیں ...ہوتے ...ہیں ...ہوسکتا ...ہیں ...ہوتے ...ہیں ...ہوتا ...ہیں ...ہوتے ...ہیں ...ہوتا ...ہیں ...ہوتے ...ہیں ...ہو

کے مناسب ہوں۔

۲۔ زبان کی تین کیفیتوں سے اظہارات اور اس کی طبیعت کے غیر مناسب ہوں۔

مشق ۱۱ سوالیہ

مثلاً انسان کی معمولی شکل پیدائش سے ہمیشہ کی حیات تک ہماری بحث کے استعمال تحلیل میں اعتقاد اس حیوان کی صورت میں نوع نوع نوع

ہ ان ہر کہ کہ ۔ ملا ما ۔ ہو سکا ہو ۔ کیے ۔ ا ملا کا ہیں ۔ ا کا
ں ا ہیں ں کا ک ۔ ۔ ں ں ا ق ہیں ہیں ت ص ف ب کی
ں ا ہ ۔ ا ف ہیں ا ت کا ق ۔ ا ں ت ا ق ت کی
ہ ف ا ہ ہ

ا ا ہ ں ہیں یہ کہ ف ب ک ہ ش ف ا ر ہ ق ک ں ہ ش
ہ ب ہیں ج ں ک ہ ہ ا ر ہ ں ہ ت خ ص ت ہ ت

ک گ ہ ت ہیں ا ق ہیں ں ک ا ل ہ ں ز ہ خ ا ل ہ ک ہ ہیں
ک ہ ہ ر ت ا ج ا ا ہ ں ں ک ہ ں ز ہ ا ل گ ک ت ے
ہ ہ ر ت ا ا ت ہ ش ہ ہ ں ک ہ ہ ں ا ں ک ا ق ہ ب ا ک
ش ق ک ز ہ ں ف ہ ر ں ک ہ ہ ف ب ک ز ہ ں
ا ق ہ ں ہ ہ ہ ں

ابو الکلام آزاد

العصر

فلسفۂ تشکیکیہ

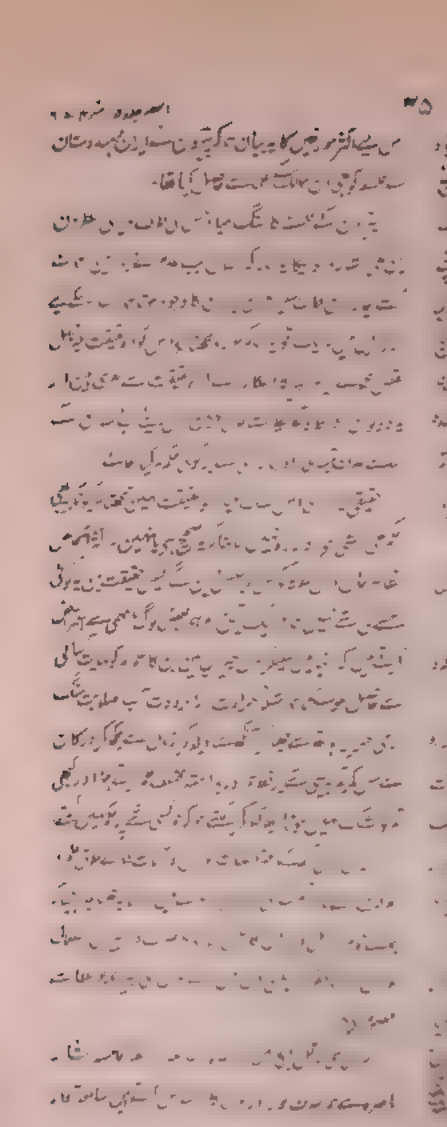

کہ جب ہم ان سے آزاد ہوتے تو ہم کیا کرتے؟

ان اصول عقلیہ کے علاوہ وہ تفصیلیہ کے اور بعض ہم اصول بھی ہیں جن کی تفصیل وقت طلب ہے۔

فلسفۂ تعطیل کا مسئلہ یہ ہے کہ ہم جس قبل کو لیتے ہیں اس پر ہم یہ سکتے ہوں ان اصول عقلیہ کے ہیں ہیں ہیں

الحکم

بحث روح اور اُس کا سکن

اور حکما، ماضیین کے احکام و آراء

شارحہ علما کے احکام و آراء

ہمارے علمائے حال کی تحقیق سے واقف ہیں اُن کے لیے یہ بحث
نہیں کہ حیات انسانی میں روح کی کیا حقیقت ہے اور کیا شعور یعنی
مادہ یا جسم میں کس طرح داخل ہوتا ہے اور کس طرح نکل جاتا ہے
اور وہاں جو کا سکن جاتا ہے۔ ہمارے علمائے حال کی یہ
بحث ساری عمر کی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر ختم ہوئی ہے
چیزی ہے۔

[illegible] تحقیقات کے بعد ہمیں [illegible]
تفصیلی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے [illegible] مقدمہ
[illegible] ہو گیا کہ [illegible] ہوں تو وہ اس مقام پر [illegible]
تنا اور جڑیں آ کے ملتی ہیں۔

[illegible] ہو گیا ہے [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں

حجاب حاجز

بذبات اور مختلف اضطرابی شکم

برق اور عرقی نسخہ خصی

کی ہے۔

کہتے ہیں۔

رنج اور پی ٹی اے گلینڈ

اس کے بعد اس میں ایک مقامی حیثیت پیدا کرنے کے لیے اس کی گئی اس کا ایک ٹرسٹیوں کا بورڈ بنایا گیا جس میں ڈیکان کالج پونا کے ممبر بھی شامل کیے گئے۔ اس کے بعد اس کی ترقی کا سلسلہ جاری رہا۔

اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔

اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔

اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔

اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد اس میں ایک نئی عمارت کا اضافہ کیا گیا۔

یونان کے تمام اصناف میں مشترکہ
اقتصادی اساسات و خصوصیات کے علاوہ بھی دوسری بعض وجوہ ایسی تھیں
جن کی بنا پر [illegible] یونان کے [illegible] کو
موجودہ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

مگر یہ [illegible] کیا [illegible] ہم [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

جسمانی عمل کا فرق پیدا ہوتا ہے جیسی حس تو خاص کام کرتے ہیں تو انکے ساتھ تو جسمانی بھی کام کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان دونوں حالتوں میں نہایت تعجب یہ ہے کہ ایک ایسا امر ہے جسمیں کسی کو شک نہیں۔

ابھی تھوڑے عرصہ قبل تک علماء نفسیات، سیر حاصل تھے کہ وہ احساس کے حالت کو کوئی عصبی تغیر یا کسی حالت پر محمول کر دیا کرتے تھے جو ایک دوسرے رنگ کے مادہ میں ہوتے ہیں۔ یہ مادہ ایک خلاف میں پایا جاتا ہے جس نصف دائروں میں ہوتا ہے جو دماغ کے اندر ہوتے ہیں۔

لیکن تجسس ڈاکٹر ٹیب ڈاکٹر ٹیب نے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ انہوں نے بعض ایسی شہادتیں پیش کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس حصے کے نقطے میں ہمارا تجسس ہوتا ہے کہ حواس آکے ملتے ہیں اس طرح جیسے حساس کا مرکز ہی خیال کیا جاتا ہے۔

یہ مسئلہ تمام تر خصوصیین، ایکسپرٹس کی دلچسپی کا ہے اور ابھی سلجھ نہیں گیا ہے۔

لیکن اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے جب بھی یہ واقعہ تو مسلم باقی رہے گا کہ حواس کی ایسی قسم کو جس کا علم نہیں ہوا ہے بلکہ جو کچھ سکے علم و تجربہ میں آیا ہے وہ ہے ایک خاص قسم کا تموج جس کا تعلق حس سے کی بجائے ترقی سے ہے جس کو ہم نفس کہتے ہیں۔

ابوالکلام آزاد (ندوی)

غرائب الافلاک

گرہ کشائی

میں مدد لی اس تجربہ میں جب سکہ کامیابی ہوا تو اسی اصول پر ایک بڑی دوربین بنائی اس بڑی دوربین کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ مشتری کے گرد گردش کرنے والے چار تابع کو دیکھا۔

گلیلیو کی دوربین یک خاص حد تک بڑھائی جا سکتی تھی بس اگر آلات رصدیہ کی ترقی اس دوربین تک نہ کی جاتی تو جینا چانقلاب اسقدر عظیم وسعت فضا پذیر نہ ہو سکتا۔

لیکن جب ٹوٹ پھٹا تھا اور عدسہ تک ہوئے پانی میں حرکت شروع ہو گئی تھی یہ خاصہ ہے کہ جب کسی موجود طویل کے جذب حرکت شروع ہوتی ہے تو پھر بغیر کسی شدید مانع کے دیر تک کسی حد تک چلتی ہی رہتی ہے اسی اصول پر بلوے سے دوربین بنائی گئی جو بہت بڑھائی جا سکتی تھی جینا نچہ اس زمانہ میں ہرشل نے اتنی بڑی دوربین بنائی جس کا پہلا تجربہ ہی یہ تھا کہ اس دوربین سے ٹمس سات ستارے دیکھے جو کہ جبرین آفتاب سے بہت زیادہ بڑے ہیں مگر ان کی بہت زیادہ مسافت کی وجہ سے کروڑوں سال میں ان کی روشنی ہم تک پہنچتی ہے یاد رکھنا چاہئے کہ نور کی رفتار فی ثانیہ ۱۲۰ ہزار میل ہے۔

دوربین کی اس غیر معمولی ترقی سے انکشافات کا دروازہ کھل گیا اور ایسے ایسے عجیب و غریب حقائق ہیئت منکشف ہوئے جنکا گمان بھی قبل کو نہ تھا۔

تم نے اب تک دن بھر میں بیسیوں چھوٹے چھوٹے ستارے کبھی ہوئے دیکھے ہوں گے مگر شاید کبھی تمہیں ان کی اصلی حقیقت کا علم بھی نہ ہوا ہوگا۔

یہ ترقی یافتہ دوربین بتاتی ہے کہ ستارے جنہیں ہم صرف ایک نقطہ نورانی کے نظر آتے ہیں اصل میں آفتاب کی طرح بڑے بڑے آفتاب ہیں ان میں سے بعض بہت بڑے ہیں اور بعض کی روشنی ہم تک کروڑوں سال میں پہنچتی ہے بعض ستارے ایسے ہیں جو دو ستارے معلوم ہوتے ہیں مگر دوربین سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو نہیں بلکہ تین ستارے ہیں جو ایک دوسرے کے گرد گردش کرتے ہیں۔

بعض چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں۔

اسی طرح ایک ستارہ ہے جسے ہم نے خود کبھی نہیں دیکھا مگر ایک عالم کا عالم کبھی نہ کبھی اس ستارہ کو دیکھتا ہے اور کبھی نہ کبھی ہر شخص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اس ستارہ کو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آجاتا ہے جو ایک مشہور متصوف رومی نے کہا ہے وہ کہتا ہے ؎

والعول زین بین نظرۃ
ویکاد یکفی مثل ھذا التسول

ترجمہ:- یہ حیرت و تعجب بھی تو اسقدر بڑھتا ہوا کہ بھوک مٹانے کا خیال بھی نہ رہا۔ اور کبھی اسقدر زیادہ ہوتا ہے کہ انسان کی بھوک بھی اس موقع پر مٹ جاتا ہے کہ تعجب جانے کو ہے

اس تغیر و قلب ماہیت کے سبب جسے علم ہیئت کے محقق ہو گئے ہیں اصل یہ ہے کہ جسم ہوا ہی زمین کے گرد جاذبہ کرتا ہے اس طرح اس ستارہ کے گرد بھی ایک دوسرا ستارہ گردش کرتا ہوا یہ دونوں ستارے روشن نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی ہم سے بہت دور ہونے کی وجہ سے ہمیں ایک ہی نظر آتا ہے اور ہماری زمین کے مقابل ہوتا ہے تو عوام کالانعام کہہ جاتا ہے کہ ستارہ ٹوٹا ہے اور ہماری طرف گرتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے اور دوسرا ستارہ جو اس کے گرد گردش کرتا ہے وہ بھی نظر آتا ہے جہاں تک کہ اصل ستارہ دیکھا جاتا ہے وہ غائب ہو جاتا ہے

ستارہ قطب، جسے پولا ستارہ کہتے ہیں اس کا حجم سورج سے بیس گنا زیادہ ہے

قطب نما میں ہمارے آفتاب کی قدر روشنی ہے

کل کہکشاں، اصل میں آفتاب ہیں جس سے ایک عظیم الشان ایک بیکراں ہے

نزدیک ہوگا کہ تم کہکشاں کے چمکتے ہوئے ستارے جن سے مل کر کہکشاں بنتی ہے دیکھ لیتے ہو مگر اس لفظ میں جو حقیقت موجود ہے جو کہ اس لفظ سے کہ ہر ایک ستارہ ہماری زمین کی طرح ہے ہر ایک ستارہ ہماری زمین کی طرح ہے ہر ایک ستارہ اسی طرح مخلوق ہیں۔

جس طرح ہمارا عالم شمسی ہزاروں ایسے ہی عالم شمسی
ہیں بلکہ واضح رہے کہ بعض ہمارے عالم میں ایک کتاب ہی چھاپنے پر
سالکس ہزار کے گرد نہ دوسرے سیارے گردش کرتے ہیں ایسے ہی
نہ ہزار دنیائیں ہیں ایک ستارہ اکیلا کہ کیا ہی بڑا ہے تاہم وہ بھی
ستارے سکتے ہیں ہمارے عالم کے ستاروں کے
درمیان فرق ہے کہ ستارے عالم کے ستاروں کے درمیان اس سے بہت فرق
ہوتا ہے کہ آفتاب سے ستارے ہیں اگر ہمارا سیارہ ہمارے
سے ہو گا تو ہمارے سیارے سے ستارے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے
ہیں ہزار سے زیادہ چھوٹے چھوٹے سے چاند ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ غلط ہے کہ ہمارے ستاروں میں سے ہر ستارہ
سے آفتاب کے کئی ہزار گنا بڑا ہے ہمارے ہی ستارے ہیں ایسے
ہیں جو ہمارے آفتاب سے کئی ہزار گنا بڑے ہیں اس لیے کہ ہمارے
ایک ہی مقام سے ہمیں ہوتا ہے ہمارے ستارے ہیں ستارے
ہیں ایک حد تک ہمیں نظر آتے ہیں کیونکہ ستاروں کی روشنی
ایک حد تک ہمیں نظر آتی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے
اس مسئلہ میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

پہلے زمانہ کے لوگ ستاروں کو بہت چھوٹے سے دیکھتے
تھے علماء ہیئت کہتے ہیں کہ ہمارے ستاروں کی روشنی دیکھنے
والا ہر ستارہ کی روشنی کو ہمارے ستاروں کی روشنی سے
ہزار گنا بڑا دیکھتا ہے اس لیے کہ ہمارے ستاروں کی روشنی
ایک حد تک ہمیں نظر آتی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے
اس مسئلہ میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

پہلے زمانہ کے لوگ ستاروں کی روشنی دیکھتے
تھے علماء ہیئت کہتے ہیں کہ ہمارے ستاروں کی روشنی سے
ہزار گنا بڑا دیکھتا ہے اس لیے کہ ہمارے ستاروں کی روشنی
ایک حد تک ہمیں نظر آتی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے
اس مسئلہ میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

ہیں جو کئی کئی دن تک بیٹھنے کے بعد معلوم ہوتی ہیں یہ آلات تصویر کشی
کی رفتار و حرکت کی تصویریں ہیں۔ گویا اب ہمیں آلات تصویر ہیں علماء
اصحاب کی تو رصدگاہ کہتے ہیں جو بہت کام ہیں ہیں وہ نہایت عجائب
سامان رکھتے تھے۔

اس وقت علاوہ قضا وقت ہیئت کے ایک فائدہ یہ ہوا کہ
ستاروں کی بہت سی دوریں معلوم ہوئیں جس سے کہ ہمارے حرکت تعجب
کتنی ہی خفیف سے خفیف حرکت پر بھی فوراً پتہ لگ جاتا ہے اور
اور وہ دقیق آلات جن سے یہ چیزیں خوب کھل گئی ہیں ہمیں ان آلات
کا نام قطعین کے کسی قدر تعین کرنا چاہیے۔

فن آلات سازی کی ترقی نے وہ وہ عجیب کرشمے دکھائے ہیں کہ
اگر آج سے چند سال پہلے کوئی ہوتے تو ان آلات کو سحر سے کم نہ
سمجھا جاتا۔ اگر آج سو برس پہلے کے لوگ زندہ ہو جائیں اور دنیا کے موجودہ
حالت دیکھیں تو ان کو اپنے آپ کو ایک خواب کی سی حالت میں سمجھیں کہ
آج ہر روز نئی نئی عجیبات کے انکشاف ہوتے ہیں جو حیرت انگیز
اختراعات ہیں ان کے سامان کا وجود بھی نہ پہنچا تھا جو ساتھ ہی
اس کی بھی ضرورت تھی تصنیف کیا گیا تھا

ترقی آلات کی ایک مثال ہے ہر ایک رنگ کا
کہتے ہیں آپ نے دیکھا ہے کہ مختلف رنگ کے شیشے اور ان رنگوں کے
[illegible] ہوتے ہیں ایک ایک [illegible] ہیں
[illegible] ہیں جو ایک [illegible] ہیں
[illegible] ہیں ایک [illegible] ہیں
[illegible] ہیں ایک [illegible] ہیں
[illegible] ہیں ایک [illegible] ہیں

سائنس کا ایک سبق

تو اجزائے تحلیلی پر جزئیت کا اطلاق خود بطور سابقہ ہوتا ہے جیسے اجزائے نحویہ کے مرکب بھی نہیں ہو سکتی مگر ہوا کو مرکب کہنا صحیح نہیں یونہی صحیح کے لیے ہم چند اصول مرتب کہتے ہیں:۔

(۱) جتنے اوبات ہیں وہ بسیط ہیں یا مرکب۔

(۲) ہر مرکب کی تحلیل بسیط پر ہوگی ورنہ تسلسل (ذرے کے ٹکڑے)

(۳) جتنے اوبات ہیں ان سب کا خواص علیحدہ ہے۔

(۴) عناصر حقائق ہیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

(۵) عمود اجزا کی جنت سبب کی جنت ہے جیسے بڑے بیان ناطق انسان ہے۔

عناصر ہیں سے ایک عنصر ہوا ہے وہ بسیط ہے یا مرکب ہوا کو مرکب مانیں تو اسکے اجزا ہوں گے یا کسی اور عنصر کے یا کسی عنصر کے ہیں تو اسکے سب حصہ ہوا ہی ہونا چاہیے ... ذرے اصل پر ہوا ہیں ان مختلف ہیں ان اسکے اجزا ہوں گے ... اگر ہوا مرکب ہے تو بسیط ہوگا ... مرکب ہونگے جسکے ہم نے اس کے لیے ہیں اور بسیط ہیں ... ثابت کر التفرقی قول فیصل ہے ... ہوا کو مرکب نہیں کہہ سکتے ... مرکب نہیں ہو سکتی۔

اس گفت سے یہ ثابت ہوگیا عناصر چار ہیں یا چار سے زیادہ بسیط ہیں ... جدید تحقیقات سے ان کی تعداد ۶۰ سے زیادہ ہوگئی ہے ... ہمارے تحلیل میں جن سے کسی کی ترکیب نہیں ہو سکتی

اس سے جان یہ لکھا جاتا ہے کہ موجودات عالم کی ترکیب میں ایک محسوس اور دوسری غیر محسوس ... دوسری صنعت کے سبب سے خلق نہیں ہو سکتے ... ہوا اور پانی ... اور مٹی گرد اگرد اجسام سماوی وغیرہ وغیرہ بھی انہیں میں سے ... افلاک عناصر کی تعداد سلم ثانی پر انصار ... ہے جاتا ہے ...

پانی مٹی آگ ہوا لیکن حقیقت یہ ان کا نہیں بلکہ مسلمانوں جابر ابن حیان طوسی اور ... کا رہب ہے جو ... کے شاگرد رشید تھے اور جن کی شاگردی ... پر ... کے ہیں

اہل یورپ جابر کو نہیں کہتے ... کی ترکیب کے لیے ... ہیں ... جسم ... ہوں اور کوئی ... ہو ... ظاہر ... محسوس ہوگا ... ہیں ... ہیں ... ذرے ہیں ... ہوا ... ہوا ... ہوا

[illegible] کے وجود کے قائل تھے، وہ نظمیں، قمل اور ماسکے ملتوں کو خدا سے [illegible] کا طلاع نفلی ما حضر فرض کی ہوئے جس قیاس سے العاذق پر کھل گئی ہو اور [illegible] کہ کہکشاں [illegible] ملک کو حاصل خاص شیاروں سے مسوب کئے ہیں [illegible] جاطلنے، وہ مجھے کہ کہکشاں کی لگوں [illegible] ملک میں ایک ہی شیارہ [illegible] ہے، اور [illegible] ہو کہ کب ہیئت افلاک کے [illegible] سب کرسے کے پیش ہیں ہیں کہ اور [illegible] ان کا علم ہی [illegible] ہو نہیں [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] کہ اور [illegible] ہیں اور [illegible] ہیں ہے، اور [illegible] ان لوگوں کو بھی انہیں [illegible] ہیں سے منسوب کرتے تھے، لیکن [illegible] ہیں [illegible] ہیں کہ اور [illegible] بھی کئی چھوٹے چھوٹے ثبیت ہیں جو نہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں گردش کرتے ہیں۔

ابن ماسکے قول ہیکہ چھوٹے سیاروں میں جو بڑے بڑے سیاروں سے گرد گردش کرتے ہیں بعض ایسے بھی ہیں جو حرکت میں کسی [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

قوتِ خیال

اس فصل میں اوّلاً فرق بتلایا گیا ہے کہ عقل اور خیال میں کیا فرق ہے۔ عقل کا ہر مسئلہ کلیہ ہوتا ہے اور خیال کا ہر مسئلہ جزئیہ۔ عقل کے قوانین میں استثنا نہیں ہوتا۔ خیال کے قوانین میں استثنا ہوتا ہے۔ عقل کے مسائل ہر زمانہ اور ہر حالت میں یکساں رہتے ہیں۔ خیال کے مسائل میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ عقل کی بات کبھی غلط نہیں ہوتی۔ خیال کی بات کبھی صحیح ہوتی ہے کبھی غلط۔ عقل کی بات کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ عقل کی بات کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص تسلیم نہیں کرتا۔ عقل کی بات کو ہر شخص بیان کر سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص بیان نہیں کر سکتا۔ عقل کی بات کو ہر شخص سمجھا سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص نہیں سمجھا سکتا۔ عقل کی بات کو ہر شخص سمجھ کر یاد رکھ سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص یاد نہیں رکھ سکتا۔ عقل کی بات کو ہر شخص سمجھ کر دوسرے کو سمجھا سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص دوسرے کو نہیں سمجھا سکتا۔ عقل کی بات کو ہر شخص سمجھ کر یاد رکھ کر دوسرے کو سمجھا سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص سمجھ کر یاد رکھ کر دوسرے کو نہیں سمجھا سکتا۔ عقل کی بات کو ہر شخص سمجھ کر یاد رکھ کر دوسرے کو سمجھا سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص سمجھ کر یاد رکھ کر دوسرے کو نہیں سمجھا سکتا۔

عقل کی بات کو ہر شخص سمجھ کر یاد رکھ کر دوسرے کو سمجھا سکتا ہے۔ خیال کی بات کو ہر شخص سمجھ کر یاد رکھ کر

اور تالابوں میں ایک عرصے تک بستے ہیں لیکن محض خیال کی سرگرمی سے ان کو جیتے ہیں اور مدد و سنان سے واپس چلے پر پکھ بڑتے ہیں گو یہ بات ایک عام قصے کے طور پر مشہور ہے لیکن جب ہم خیال کی مثالیں تو پڑھ پڑھ کر دیتے ہیں تو ہمکو جنداں سبب معلوم نہیں ہوتا۔

خیال ہی سے تک مرد جیو لیکن تصفیہ خیال بڑی چیز ہے۔ کل مثل ہے کہ مسل ناقص سے ناقص حالت سے مشتق ہو اور جو کوئی تحقیق کی قوت سے تجربہ کرنے کو طے کرے۔ اسی طرح تصفیہ خیال سے ناقص عبادت نہ ہو کہ انسان کامل بنے اور ایک خیالات کا مسکن بن جاتا ہے جب انسان اپنے دل کو تصفیہ کی تصیقل سے صاف کرتا ہے تو دل آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور اسکی حالت قدرت معلوم ہوتے لگتی ہیں انوار قدرت میں خود تجزیہ و تفکر کی عبارت کیسی ہو تو اسکے یہی معنی ہیں کہ دل کو ناقص خیالات سے صاف کرو تو ظاہر حقیقت خود بخود آئینہ کی رنگ و کدورت سے صاف ہو کر اصل جوہر آشکارا ہو جائے ہے وہ کہ تصفیہ دل کیونکر ہو اور اسکے کیا کیا مراتب ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس پر معبودان باطل یعنی مذاہب و ادیان کا قیام ہے مذاہب و ادیان کرنے والے بھوت ہیں جو اور کھوٹے ہیں کھرا ہو جاتا ہے اور شخص کو کہ فلسفہ پر بھی کرکس طریقے کو وہ بہتر کہتا ہے شاید اسے مرض حضور ہو جاتا ہے اور اس کا حیساں ایسا ہی ہو

رفتہ رفتہ اسکے [illegible] ہو جاتا ہے کہ [illegible] فی ہو اور اس اشتغال میں [illegible] ہمدردی [illegible] بھی جہاں آسمان میں تھگلی کا [illegible] ہوتی ہے جو [illegible] ہو جاتا ہے جو [illegible] ظاہر و باطن میں خیال کا اندازہ و تخمینہ خال ہے

انسانی خیال کی تاریخ بھی کوئی ایسی نہیں ہے کہ اسکے تصفیہ کا

کا پورا نقشہ اُترے مگر ہاں جتنی انسان تاریخیں موجود ہیں ایک اصل ہر انسانی خیال کے نقش کو موج خاطر پر نسر کرتی ہیں فرہاد و شیریں کا قصہ لیلیٰ مجنوں کا اسے قتل دمن کی داستان و اسحاق و عذرا کی کہانی تمام تر خیال کا ہوا ہیں

یہ اصل کہ خالی کیا ہیں تصفیہ خیال سے تجربہ ذہن میں [illegible] ہیں طاقت پیدا کرتی ہے اور کوں امید کے جاتا ہے [illegible] تک [illegible] کرتا اگر خیون کا خیال کسی قدر خوبی سے نہیں ہوتا تو عاشق [illegible] گرم میدان دیر فنا میں ایک جیل اللہ تہ [illegible] ہیں [illegible] یل کے تصور میں اپنی عاشق کو خوں نہ لوتا آتا کہ [illegible] جاری کیے ہوئے ہیں تاریخی کی [illegible] ہیں [illegible] دلالت کرتا ہے کہ [illegible] باطل کا صدور [illegible] ایک [illegible] آئین شکار کھیلتا تھا [illegible] خیال ہی کا [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

قرارداد پاکیزہ ہے

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

حیات بعد الممات

(۱)

زندگی کیا ہے؟ عناصر کا ظہور ترتیب — موت کیا ہے؟ انھیں اجزا کا پریشاں ہونا

انسان جانوروں سے ممتاز ہے تو صرف اس لئے کہ اس کی عقل تسخیر کائنات کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کی تسخیر کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں انسان نے کچھ نہ کچھ تسخیر نہ کی ہو۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں کئی کئی تسخیریں ہو جاتی ہیں۔ کبھی کبھی ایک تسخیر کے بعد کئی زمانے گزر جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک تسخیر کے بعد دوسری تسخیر کے لئے

کچھ ہی نہیں سمجھتے، رہے تعلیم یافتہ لوگ ان میں بھی ایک معقول تعداد محض تقلید ہی تقلید کرتی ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو شاید سمجھے ہوئے ہیں لیکن ان کا سمجھنا ہی کیا وہ بالکل مسلم گمراہ رہتے ہیں۔ یہاں یہ بات نہیں ہے کہ اس عالم اجسام کے سوا اور کوئی عالم ہی نہیں ہے۔ لیکن ان پڑھ تو ہو کہ بھی اس کی کافی پہچان نہیں ہو سکی اور لوگ اس کے تحقیق رہنے تک نہیں پہنچے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ متقدمین نے اس کی تلاش میں بڑی سرگرمی کی ہے اور وجاہت و عالم ... بڑی پختہ کتابیں لکھی ہیں لیکن محسوس ہوتا ہے کہ ابھی تک قابل اطمینان صورت نہیں پیدا ہو سکی۔ اس کے نوع بھی بالکل جدا ہو گئے لیکن وہ بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچے۔ مختلف ... ہوئے لیکن وہ بھی آخر میں ناکام ہی رہے۔ یہ مطلب ہے کہ یہ سب ... وہ کامل معلوم ... لیکن ہم یہ ... کہ لوگوں نے اس ... تو یہ ... ان لوگوں کو ... ہوا ... تعلیم ... یہ ... ہے ... ہے ... ہے

اس بات میں تو ہمارا کسی فرد کو خدا نہ ہونا کا صفت ہونا ہی کیا ایسی شے ہے
وہاں دونوں عالم میں ایک بین فرق ڈالے ہوئے ہے لیکن وہ ہے بڑا فرق
ایک سے ہو کر انکار ہے ہر حال خود ہی کچھ ہو جو اطلب اس شے ہو جو وہ ہو
ہے ہو قوت سان کو پھوڑ کر ملی ہوتی ہے جیسے نکل جانے پر رہ
کو وہ کہا جاتا ہے اب صورت حال وصورت مستقل سے بکلا صفت دیکھو
ہو ہیں صورت کو مد نظر رکھ کر اسلام سے مقام کریٹ نہیں کو اور پر
ہے ہیں ہیں تک ہمارا خیال ہے سکا زمرہ صورت ہو پکا ہے
(تین ذکو کا مقام ہے - مقام ہے حفظ (آسمان کے
ہو کی بات اسکے خلاف میں یا مقام ہیں ایک حرکت خیز ہے ہی پیدا ہو
مختلف حالات حرکت - سکنات خیز سے سکنات پیدا تخلق و
سانحہ تی - کی سے ہے ہیں نیک شہود ہے ہے بات ہے حال
تیسرے انکو تو کر ہیں صورتوں سے سان کے عطائی ہیں تو
اگر ہیں ہے کہ ہر انسان کی شکل ہو ہیں تو ہیں ہے ہے
ہیں ہے ہے بات ہے ہر ایک ہے ہیں سیدھ صورت سے تعلق رکھتے ہیں
ہے مختلف ہو ہیں خسہ ہو ہیں - مقام کو ہیں ہیں ہو سات سے ہر گز ہیں
ہی مقام کو ہیں ہیں ہو گئے ہو ہے ہو ہیں سکان رکھتے ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہی مقام ہو ہے ہیں ہے ہو ہیں شخص سے کسی چیز کی ہیں ہیں
ہیں ہو ہیں ہو ہیں ہو ہیں کے ہیں ہے ہو ہو ہے ہو ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

ذہ مختلف عالم میں ہونے سے متصف کرنے تھی ہو اگر کوئی شخص عالم حرکت
میں ہو تو اُسے وہ چیزیں جو اُس شے عالم بیداری میں دیکھیں مختلف نظر
آئیں گی کیونکہ یہ تو کہے ، اشیا کی کیفیت حال اگر کوئی ہو دوسرے
ہر وہ مقام سب ایک دوسرے کے مختلف ہیں ۔ اسکے خلاف کہنا کا
بات ہیں ہو کہ اس شخص نے اُن چیزوں کو ہر حالت میں مختلف پایا بلکہ
وجہ ہو کہ ہر حالت میں نظام قوت ہی جدا گانہ ہوتا ہو

تمام ہر سر مطلب - ح حواسات ظاہری سے عالم ، واج کا پتہ
ہم کیسے لگا سکتے ہیں جبکہ اسباب ، بات ہر حالت میں مختلف رکھتے ہیں
دنیا کے نظام سب ہو رہی ہیں ۔ حواسات بالکل جدا گانہ ہیں ۔ عالم
اور واج ان تمام باتوں سے بالکل جدا و منفرد ہو کر ہم کشف و سیر
کشف و ضمیر سے سان کسی دوسرے عالم کا پتہ نہیں لگا سکتا ۔ بلکہ وہ
ذات خود میں اس درجہ منہمک ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی ذات ہستی
کو بالکل بھول جاتا ہے ۔ اس لیے کہ اُس نے کسی بات کا پتہ لگایا
تو جب ہی لگایا کہ ذات خود سے ذات موجودہ کو کیا تعلق ہے ۔
یہ وہ سب الفاظ ہیں جو کہ کہ کہ سان اپنے بیانات میں بالکل بیجا
ہو جاتے ہیں ۔ لفظ اسان یہاں پر بات طلب ہے ۔ نشا ، نشہ بیہوشی
کسی نہ میں ہم لفظ سان کے وہ معنی پر کافی اتنی ڈیشکنہ
ہو وہ اُس وقت تک ، دوسرے عالم میں ہوتا ہے لیکن وہ عالم
اور واج میں نہیں ہوتا ۔

مائو - ن کی جیسا ہی صفت ہے کہ وہ ، ن سے بڑا
ہو جانے کے بعد ن وسعت ہو جاتے ہیں ۔ ن سے مائل ہو
تو سمر سے تعلق ب وسعت کا وہ ہیں ہے گزر ہو ۔ اسکی
ہے

رشید احمد (صدیقی)

ایشور چندر ودیاساگر

کلکتہ کے مغرب میں تقریباً ۲۰ میل کے فاصلے پر ہگلی ایک مقام ہے گذشتہ صدی کے نصف میں یہ شہر بندرگاہ ہونے کی وجہ سے ایک اہم تجارتی مرکز تھا۔ اس جگہ آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے ایک غریب برہمن خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ایشور چندر رکھا گیا۔ اس لڑکے کا باپ ٹھاکر داس بندیوپادھیائے ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک بہت ہی نیک اور شریف عورت تھی۔ ایشور چندر اپنے ماں باپ کا پہلا لڑکا تھا۔ اس لیے اس کی پیدائش پر سارے خاندان میں بڑی خوشی منائی گئی۔ ٹھاکر داس کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ اس لیے وہ اپنے بیٹے کی تعلیم کا انتظام اپنے گاؤں بیربسنگھ میں نہ کر سکا۔ اس لیے اس نے اپنے بیٹے کو اس کی ماں کے ساتھ اس کے ننھیال بھیج دیا۔ ننھیال بیربسنگھ سے ۱۰ میل کے فاصلے پر تھا۔ اس لیے ایشور چندر کو اپنے ننھیال میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔

ایشور چندر کے ننھیال کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ اس کے نانا کا نام رام جے تروکالنکار تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن تھا۔ اس کی بیوی دُرگا دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کے ماموں شمبھو چندر ودیارتن اور کالی کانت ودیابھوشن بھی اس وقت طالب علم تھے۔ ایشور چندر کے نانا کا گھر بھی اس کے باپ کے گھر کی طرح بہت غریب تھا۔ اس لیے ایشور چندر کو بچپن میں بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ اس کے ماں باپ اور نانا نانی اس کو بہت پیار کرتے تھے۔ اس لیے وہ اس کی ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ ایشور چندر کو بچپن میں کھیل کود کا بہت شوق تھا۔ اس لیے وہ پڑھائی کی طرف بہت کم توجہ دیتا تھا۔ اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس لیے وہ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ ایشور چندر کے ماموں شمبھو چندر ودیارتن اور کالی کانت ودیابھوشن بھی اس وقت طالب علم تھے۔ ایشور چندر کے نانا کا گھر بھی اس کے باپ کے گھر کی طرح بہت غریب تھا۔ اس لیے وہ اس کی ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ ایشور چندر کو بچپن میں کھیل کود کا بہت شوق تھا۔ اس لیے وہ پڑھائی کی طرف بہت کم توجہ دیتا تھا۔ اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس لیے وہ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۰ سال کی ہوئی تو اس کے نانا نے اس کو اپنے گاؤں بیربسنگھ بھیج دیا۔ وہاں اس کا داخلہ گاؤں کی پاٹھ شالہ میں کرا دیا گیا۔ اس پاٹھ شالہ میں ایشور چندر نے بنگالی اور سنسکرت کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے انگریزی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اس کے بعد وہ کلکتہ چلا گیا۔ کلکتہ میں اس نے سنسکرت کالج میں داخلہ لے لیا۔ اس کالج میں اس نے ۱۰ سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس کالج میں اس نے بہت سے علوم حاصل کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے دوست بنائے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے استاد دیکھے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے امتحان پاس کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے انعام حاصل کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے وظیفے حاصل کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے سرٹیفکیٹ حاصل کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے ڈگریاں حاصل کیں۔ اس کالج میں اس نے بہت سے کتابیں پڑھیں۔ اس کالج میں اس نے بہت سے مضامین لکھے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے لیکچر دیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے مباحثے کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے مشاعرے کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے جلسے کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے جلوس نکالے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے ہڑتالیں کیں۔ اس کالج میں اس نے بہت سے احتجاج کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے مظاہرے کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے جلسے کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے جلوس نکالے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے ہڑتالیں کیں۔ اس کالج میں اس نے بہت سے احتجاج کیے۔ اس کالج میں اس نے بہت سے مظاہرے کیے۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ ایشور چندر کے ماموں شمبھو چندر ودیارتن اور کالی کانت ودیابھوشن بھی اس وقت طالب علم تھے۔ ایشور چندر کے نانا کا گھر بھی اس کے باپ کے گھر کی طرح بہت غریب تھا۔ اس لیے وہ اس کی ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ ایشور چندر کو بچپن میں کھیل کود کا بہت شوق تھا۔ اس لیے وہ پڑھائی کی طرف بہت کم توجہ دیتا تھا۔ اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس لیے وہ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

ایشور چندر کی عمر جب ۱۴ سال کی ہوئی تو اس کی شادی کر دی گئی۔ اس کی بیوی کا نام دینا سندری تھا۔ وہ بھی ایک غریب برہمن خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے باپ کا نام رام کانت بندیوپادھیائے تھا۔ وہ بھی ایک نامی گرامی پنڈت تھا۔ اس کی بیوی بھگوتی دیوی بھی ایک نیک عورت تھی۔ ایشور چندر کی شادی کے بعد اس کی ماں اور نانی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ایشور چندر بچپن میں بہت ضدی ہو گیا تھا۔ اس کی ضد کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور نانا نانی کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

اس باکمال عورت کی تصویر مت میرے دل پر نقش رہتا ہے۔ وہ
ایک دیوی تھی جسکی جین ہی ان سے بھی پڑھکر نظر کرتا ہوں۔ ۱۰
بڑا پنے جین بھی جب کبھی نکلتی ہوں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو
نکل پڑتے ہیں۔ بیشتر جب اسے زندہ رہتے ہمیشہ عورت ہی ہوتا و
گرام کرتے رہتے۔ اس حساس نے ہمارے جین کے ہوجب ہی یہ کہا
سوگ کہ عبادت ان کے دل میں خاص ہوں تھی جو ہمیں سے ز
اس جگہ جینے والی عورت سے ۔ ۔ ۔

ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف ہو جاتی

طلبہ تھیں جو سب سے کم عمر تھیں۔ ان کی عمریں ۱۲ سال سے ۱۵ سال کے درمیان تھیں۔ ان کی ہیڈ مسٹریس ایک انگریز خاتون تھیں جو بہت سخت مزاج تھیں۔ ان کا نام مس ایڈتھ تھا۔ وہ بہت سخت تھیں اور ان کی نظم و ضبط بہت اچھی تھی۔ ان کے ساتھ ایک اور انگریز خاتون مس ہیلن بھی تھیں جو بہت نرم دل تھیں۔ وہ ہمیں بہت پیار کرتی تھیں۔ ان کا نام مس ہیلن تھا۔ وہ بہت اچھی تھیں۔ ان کی وجہ سے ہمیں اسکول میں بہت اچھا لگتا تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی استانیاں تھیں جو بہت اچھی تھیں۔ ان کے نام مجھے یاد نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور استانی تھیں جو بہت اچھی تھیں۔ ان کا نام مس ہیلن تھا۔ وہ بہت اچھی تھیں۔ ان کی وجہ سے ہمیں اسکول میں بہت اچھا لگتا تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی استانیاں تھیں جو بہت اچھی تھیں۔ ان کے نام مجھے یاد نہیں ہیں۔

مس ہیلن نے سنسکرت کالج میں داخلہ لینے کے بعد میں نے ان سے ملنا جلنا کم کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اب میں ان کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح پہلے رہتا تھا۔ میں نے ان سے ملنا جلنا کم کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اب میں ان کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح پہلے رہتا تھا۔ میں نے ان سے ملنا جلنا کم کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اب میں ان کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح پہلے رہتا تھا۔

جب وہ کالج میں پڑھا رہے تھے اور ان کی کوششوں کی وجہ سے کالج کی عمارت تعمیر ہو رہی تھی تو ایک دن ان کے ساتھ کچھ عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کے سر میں درد شروع ہو گیا۔ درد اتنا شدید تھا کہ وہ برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے ملازم کو بلایا اور اسے کہا کہ وہ ڈاکٹر کو بلا کر لائے۔ ملازم ڈاکٹر کو بلانے گیا۔ ڈاکٹر آیا اور اس نے ان کا معائنہ کیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ان کا بلڈ پریشر بہت زیادہ ہے۔ ڈاکٹر نے انہیں کچھ دوائیں دیں اور کہا کہ وہ آرام کریں۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد وہ آرام کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ان کا درد کم ہو گیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے ملازم کو بلایا اور اسے کہا کہ وہ ان کے لیے چائے لائے۔ ملازم چائے لایا۔ انہوں نے چائے پی۔ چائے پینے کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ انہوں نے سوچا کہ یہ واقعہ بہت عجیب ہے۔ انہوں نے کبھی اتنا شدید درد نہیں محسوس کیا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ کوئی بیماری ہے۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ کوئی بیماری ہے۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ کوئی بیماری ہے۔

مس ہیلن نے سنسکرت کالج میں داخلہ لینے کے بعد میں نے ان سے ملنا جلنا کم کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اب میں ان کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح پہلے رہتا تھا۔ میں نے ان سے ملنا جلنا کم کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اب میں ان کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح پہلے رہتا تھا۔ میں نے ان سے ملنا جلنا کم کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اب میں ان کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح پہلے رہتا تھا۔

فائدہ نہیں ہوا تھا، ان کے دل میں اس بات کا یقین مضبوط پیدا ہو گیا کہ سنسکرت ضخیم اور سادہ اور عہد بہ عہد اصولوں پر قائم کیے جانے والی ہدایات تھی جو علمائے دین کے لیے موجب شہرت ثابت ہوئی تھیں۔ جب وہ سنسکرت کالج کے نائب سکرٹری بنے تو اس کے بارے میں انھیں کام کافی تجربہ حاصل ہو گیا اور بہت جلد انھوں نے اپنے ضبط انتظام اور باقاعدگی سے شہرت حاصل کر لی۔ جس وقت کالج کے سکرٹری پانتھم خاص نے کسی وجہ سے استعفیٰ کا ارادہ ظاہر کیا تو انھیں مجبور اپنے عہدے سے دست بردار ہو کر یہ ذمہ داری قبول کرنا پڑی۔ ان کے ذاتی عزائم و جذبات کی قوت اب ان کے ماتحت ہی نہیں بلکہ ان کے افسروں میں بھی تھی۔ سنسکرت کالج کے نائب سکرٹری کی حیثیت میں انھیں ایک روز مند کالج کے منتظم کا خط ملا جس میں انھوں نے انھیں سے کچھ سوال کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ انھوں نے اس خط کو پھاڑ کر پھینک دیا اور یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ سوال کیا تھے۔ وہ پانڈت اس وقت سے ان کے دشمن ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے ان کے خلاف بہت سی شکایتیں کیں اور ان کی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکائے۔ ان کی ہر کوشش ناکام ہوئی۔ ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کے خلاف سازشیں کی گئیں۔ ان کے خلاف شکایتیں کی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ ان کے خلاف جھوٹی گواہیاں دی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹے مقدمے دائر کیے گئے۔ ان کے خلاف جھوٹی رپورٹیں لکھی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی افواہیں پھیلائی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی باتیں بنائی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی قسمیں کھائی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی شہادتیں دی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی تحریریں لکھی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی خبریں اڑائی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی باتیں بنائی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی قسمیں کھائی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی شہادتیں دی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی تحریریں لکھی گئیں۔ ان کے خلاف جھوٹی خبریں اڑائی گئیں۔

سنسکرت کالج سے وہ ساگر کا تعلق صرف خوردسال ہی تھا کہ انھوں نے ودیاساگر کا خطاب حاصل کیا۔ اس خطاب کو حاصل کرنے کے لیے انھوں نے بہت محنت کی تھی

ن ہا منانے والی یہ خاکہ گاہ کو ایک ایسے دار العلوم کی حیثیت دیجئے
یہاں نہ صرف مشرکت کی اہل دار ع تعلیم و حاصل ہوتے بلکہ ہر کے
مدرجہ سے اور نیورسٹی کے ہیں ہوں اور یہاں سے جو استاد نصیر پڑھیں
دو تعلیم حاصل کی اجازت ہیں مدارسے تعلیم یہ بیان کرنے خود ہی
ہوگا نہ کہ سب وقت نہ رہنے ہیں کا یہ ہوتا تمام دن کس پر ہوتا ہے
ہیں کا ہیں ہیں کہ کے حصول ہیں ہیں بڑے سب وقت وقت
ہے کا رہا ہے وقت ہے تعلیم سے وقت کام ہے
سب کس وقت ہیں ہے آشنا دیتے ہیں سے وسط
کلاس ہیں ہے کہ ایک ہیں ہوتا ہیں ہیں سے
ہیں مدرسے ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہوتے ہیں کو ہیں
جس ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں

ملکہ بانا کی شاہ مکالمہ تک کی ساخت کی کل تصنیف، تالیف کا سلسلہ انھوں نے نہیں کیا بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے صرف پانچ گھنٹے میں شیکسپیئر کا مشہور ڈرامہ Comedy of Errors کو ہندی زبان کے ڈرامے کی شکل دی تھی۔

سنسکرت ڈرامے کی روایت کی مناسبت سے ان کا ڈرامہ ناگانند بھی ہے۔ اس ڈرامے کی ہیروئن ملکہ مالا وتی ہے۔ ان کی شادی ہیرو جیمو تواہن سے ہوتی ہے۔ ان کی شادی کے موقع پر ایک ناگ کی ہڈیوں کا ہار ان کے گلے میں پڑ جاتا ہے۔ ناگ کی ہڈیوں کا ہار پڑنے سے ہیروئن کو ناگ کی بیوی گوری کا روپ دھارن کرنا پڑتا ہے۔ ناگ کی بیوی گوری کا روپ دھارن کرنے کے بعد ہیروئن کو ناگ کی ماں کے سامنے پیش ہونا پڑتا ہے۔ ناگ کی ماں ہیروئن کو اپنی بہو سمجھ کر اس کا استقبال کرتی

ہیں بجٹ میں کمی کر دی ہے۔ تعلیمی اداروں میں [illegible]

ایک موقعہ پر لکھنؤ سے روانگی۔

کی جا سکتی۔ یک [illegible] دوست [illegible] بہت غنیمت
مسودہ خاص خاص [illegible] سے [illegible] کے
[illegible] سے [illegible] [illegible] تو
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

... آنریبل مولوی سید حسین بلگرامی ...

موصوف کے نام تاریخ وصولی مطلب نو

کے قلب اس سے متاثر ہوتے ہیں

قادریوں

اس خیالات کے ساتھ [illegible] کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

آنریبل نواب عماد السلطنت اور مولوی سید حسین بگرامی سی آئی ای

گریہ ہر گز نہ کرنا چاہیئے کہ جو صفت جس کا مسلم ہو تب اس کے مرتبہ سے
پشم پوشی کرنے والے ہیں آپ کو عوام مسلمانان مومن پوس کے ساتھ جب اتنا محبت
فضل فاطر فاطمہ کرنے والے ہیں تو ان کتاب میں ہو سکتا ہے اس
بھی بڑھکر ہیں اور ہم کو ہیں آپ تحفظات حیدرآباد کے ساتھ قطعی مسلم
اور نہ ہونے کے لوگوں کے ساتھ آپ کا سلوک کیسا ہونا چاہیئے تو ہم آپ کو
کر آپ کو کسی مذہب کی طرفداری یا جانبداری کے الزام سے بچنے

[illegible]

انڈیا کونسل قانون [illegible]

تعلیقات و تحقیقات

نواب نصیر حسین خان صاحب خیال

نواب خیال قوم کے اُن چند گزیدہ لوگوں میں سے تھے

"مرثیہ اور مرثیہ گو" پر ایک مضمون دکن ریویو کے متعدد نمبروں میں شائع ہوا تھا، اور آپ نے زور قلم اور زعفرانی نظر کی وہ نیرنگی دکھائی اور اسی مضمون سے مرثیہ کی غرض و غایت کچھ میں آئی ہو، ایک عجیب طیف مضمون تھا فاضل کا ارادہ تھا کہ اس مسئلہ میں ہر پہلو سے کافی نمبروں میں آپ کے ارشادات سے تمام ہوا یہ مضمون اور معلومات اس کی تمہید اور اس کی جان اور حقیقتاً وہ طریچر پوس کی اصل ہے مگر افسوس کہ ہمیں زندگی کے سوا کہیں اور نہیں مل سکتی ہے، ہمیں یہ کامل تمام میر علی اور ان سے نواب صاحب کی ہاں ہی پہلی دو قدمت معلوم ہوتی ہیں جو اس زمانہ میں معقود ہوا، یہ نقشہ اصلاح بڑھا گیا، کہ نہ ہاں کو اور اس کے دقائق یاد ہیں، یہ مضمون اس لیے لکھا گیا تھا کہ دوسرے اس رنگ کو اور توضیح کریں تو اس کا تتبع آسان رہے، اور جہاں تک مجھے علم ہوا ہے تک اس نمازیں کوئی نظر نہ آ سکا!

مجھے جہاں تک غور کرنے کا موقع ملا، نواب صاحب جب کوئی تبصرہ لکھتے ہیں تو اسے ربانا کہتے ہیں، اور اس کے لئے ہمیشہ کوئی سی بات ہی منتخب کرتے ہیں جو مضمون عام ہو جاتی ہے، اور اس کا نام صدق دلچسپی ہی دیکھنے کہ کس انداز و طریقہ سے زینت کے ساتھ ہمیں کیا کہا ہے، اس ادا میں جو لچھے بیان ہو گا، ہمیشہ ہی کی تقلید کی جائے گی، اس طبقہ کے صرف اردو کی بھوپی لسری دستان ہی کہ سانی اور موضوع کو کو بس لیکھ کہ اس دیا بلکہ اس وطن کی وہ ہر ساتھ ہی بیان کر دی ہے جس سے ہمارے معلومات میں وسعت آتی ہوئی ہے، سلسلہ کو بھی سلجھ سلجھا دیا کہ تک نہ سے نئے مقدمے بھی ہو سکا کھلی باتوں کا ایسا سیاق ہیں سا بیان اور رنگ کے کسی تبصرہ نے یہاں تک نہیں کیا ہے، ہمیں کہ ہمارے معلومات کو ایسی اس کی تعمیقات بلیٹ بھیجے، اور ہمیں کی سیرٹ بالیدی کو بھیجنے لطیفہ ان اور اس کے ادب دیا، انو سے ایزد بس

ہر اعتبار سے ہماری قومیت کو مفتخر کرنے خدا اور ہماری زبان کو سرفراز (صاحب زبانوں کے ہم رتبہ ثابت کرنے والا ہے

علی ہادی ستاعل کے ساتھ ساتھ نواب صاحب ہر صاحب سے ایک مدت تک دیگر قومی معاملات میں بھی منتظر رہا، مسئلہ عدم شہرہ معروف سلسلہ، ریویو میں جو مقالہ شامل، اوقاتی حالت حاصل ہوا، اس میں شریک اور اس سے کار، ہے، اور ۲ میں قوم سے اخیر تک مشورہ دیتے اور رہا، سب ہم نمبر کے بارہوں میں بہت معاون ہوتے تھے، اس مسئلہ میں آپ سے سر لیگ کی فتاح مقالے میں خوشی اور ہمارے شرس لیجن کے ساتھ تعلیمی حوالت سکریٹری عہدہ تک کام کرتے رہے، ان معاملات سے اعیان حاصل دلچسپی تھی، شعبہ تعلیم سے ساتھ سوسائٹی کے جلسے منعقد ہوتے تھے، ہمیں کالج علیگڑھ ہی آنے کے بعد میں زیادہ تر آپ ہی کی کوششوں سے حاصل ہوئی مشاعرہ کا التزام سوسائٹی کے آپ ٹرسٹی مقرر کیے گئے اور اس تعلیمی کانفرنس سے آپ کی دلچسپی کا پتہ چلتا ہے، ۱۹۰۴ء میں آپ کی علالت کی خبر سنی گئی، آپ کی اصلاحات اور رہنمائی کا ہمیشہ ممنون رہا، ہر مقالہ کے ساتھ اس خاص محبت اور دلچسپی کی امداد پر تھے رہتے ہیں

۱۹۰۵ء میں آپ کی علالت کی خبر سنی گئی، نواب محمد وقار الدولہ احمد بیگ خان بہادر اودھ کی صاحبزادی سے ہوئی، اس سے دو صاحبزادے ہوئے، لیکن افسوس کہ وہ نوجوانی اٹھا گئے، اس کی بڑی بیٹی بھی دنیا سے اٹھ گئی، اور اب صرف ایک صاحبزادی ہیں، جو ہمارے ہاں ہیں، ان کی تعلیم و تربیت میں رہتی ہیں، ان کو بھی ہمارے ہاں ہی رہنا چاہیے، مگر ان کی ماں کی ممتا اس میں مانع ہے، ہمیشہ ان کو بھی ہمارے ہاں ہی قیام رہتا ہے، عموماً جاڑوں میں رہتے ہیں، اور ہمارے ہاں علمی تفریحات میں رونق بسر کرتے ہیں، فی الحال نواب

سکھ پنجمین

مصنف کو بیش نظر رکھتے ہوئے ہیں اس مضمون کو تمام کرتا ہوں
نواب صاحب کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

محفوظ الحق (عظیم آبادی)

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

حقیقہ شاعری

قومی تاریخ

عشق و محبت کے عنوان سے جتنے مسالے بالی ووڈ اسلاف نے
چنا کیا ہے اس سے بہتر تین مکمل سیون اور ریگزین بنا کر
حسن کی پرستش کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ریسرچ کا عمل ہی ہمیں
دیہاتی زندگی کے بارے کرداری تعلق [illegible]
تربیت ہوا، کا ظلم ہمارے ہاں [illegible]
کی [illegible]
جاتی ہیں [illegible]
ہیں [illegible]

آجا ناچو

[illegible]
تین ہوں۔ تھا کہ [illegible]
وہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

انھیں ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے

طلم کر دئے۔ الآخر انھیں بھی ان بزرگوں کا جنو ہونا پڑا جو
تیغ ان کا پڑھا کھو دکھیکر ہمدرد ہوتے ہیں کہ جنہوں نے ان کا
یک طبیعت کیا تھا

عاس کا زمانہ روشنی کی دست ہیں فلسفی تاریکی سے
کھی جاتی ہیں وہی زمانہ تھا جس سے کہ ڈرا ہوا اس
مجبوری سے ہیں بلکہ اس سبب سے کہ اس سے پہلے ہوئے یہ
لیتے تھے اسی رضائی خالصت ہیں نہ سکتی تھی
ہ ہوا اور تیقنت صلی ہی ہو ہوئے کے ساتھ ہیں
یک ہوئے تک کہانی ہو اصل حق ہیں ہو رہتا ہی ہوئے
ہیں ہیں ہیں ہوئے ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
کی ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

توہستکاروں کا غیض و غضب انتہائی درجے پر پہنچا ہوا تھا۔ چوڑے چوڑے
ہوئے خونخوار کا ایک دستہ مظاہرین تھا جب اپنے سامنے
تھا کیے تو پاؤں نہیں اس مخالفت کا ایک طوفان عظیم برپا ہو گیا
تھا جملہ یہ سنون و کام چھوڑ کر ہڑتال کا اعلان کر دیا ہڑتالیوں
ہاں کیونکہ ہڑتال کی کامیابی کا انحصار اسی پر تھا اور اس
ریا۔ لیکن کمپنی کی سلامتی اسی میں تھی کہ ہڑتال کی جڑ
کا کام دیا۔ چنانچہ اس نے ہڑتالیوں سے خطاب کر کے کہا تھا کہ

وہ اس کا ثبوت دیں۔

لیکن جب تک ہڑتالیوں کو تجربہ کار کرتا ہوں۔

ہڑتال کی مخالفت کا خاتمہ کر دیا۔ کوئی

ہڑتالیوں کے مطالبات کی مخالفت نہیں کی

ہڑتال کی مخالفت کی۔

ہڑتال کی مخالفت کی۔

ہڑتال کی مخالفت کی۔

کے باب میں جو قابل قدر خیالات ظاہر کیے گئے ہیں وہ حصہ ہی خواجہ اردو کے خاص غور و خوض کا نتیجہ ہے جو حضرت واجد علیہ شاہ سے ہنگر حالی کے قدر مقدمہ چھپنے میں اُنت تحت نظر اور پرانی شاعری کے دلدادہ و حالی کے نام پر لکھنے والے حضرات اسے ٹھنڈے دل سے دیکھیں تو ممکن ہیں کہ انھیں حالی سے اتفاق نہ کرنا پڑے۔

یہ ممکن ہے کہ حالی کے مخالفین انکی شاعری کو کسی درجہ نہ سمجھیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حالی کی شاعری کسی پیمانہ کی بھی ہو تاہم مقدمہ دیوان حالی اپنے ذی منزلت مصنف کی حیثیت سے کافی اہمیت رکھتا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حالی کو اردو شاعری سے خصوصی دلچسپی اور اسکی تاریخ پر کتنا گہرا خلوص ہے جس مسلمانہ غور و فکر کا یہ نتیجہ ہے اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے اور اپنے خیالات کی تائید عقلی دلائل کے ساتھ مشرقی و مغربی کے ان اہل رائے سے استشہاد کی ہے جو ہر طرح مستند و قابل قبول سمجھی جا سکتی ہیں۔

خلق نعمت کا تاثر ہے۔ مستشرقین نصاریٰ کو دیوان میں جہاں آمد باتیں انھیں سوچنے میں تھیں غور کرنا پڑا ہے اور قوم کے سامنے پیش کرنا پڑا ہے جو صحیح مخالف نظریوں کے لیے جائے میں تاظرین اسے مقدمہ کا قیاس کر سکتے ہیں بعضوں کا بیان ہے کہ تعالیٰ عالم خطاب ہے جیسی اسلئے زمان آدمی کی قدر قطع نظر نہ ہے تحسین کی تو امید ہے استفادہ "اسراف" اور علیٰ ہذا القیاس

ان میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نصیحت کی گئی کو نصیحت اور بنانے کی جا تنی دلچسپی ہو گئی رہتا ہے بند و موعظت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اسے گفتہ آید و حدیث دیگران کے مصداق اسطرح ادا کیا جائے کہ سامع کو سبق تازہ ہو کر خطاب اسکی طرف ہے۔ دوسری خوبی ان قطعات میں یہ ہے کہ جن حصوں میں [illegible] زمانہ حال کی صورتوں کے مطابق میں وہ آج بھی دلچسپ اور مفید کی موشگافیوں سے سروکار نہیں رکھا بلکہ جو حالت کبھی تھی وہی آج کل ہے رنگ میں اس فرق کو بوصلاحیت ذہن نہیں رکھنے والے ہمارے کا ایک منتخب قطعہ پیش کرتے ہیں اس سے اندازہ کو ہمارے مشکل کے سمجھنے میں آسانی ہوگی فرماتے ہیں ؎

حالی نے کہا شعر و سخن جب سے یہ ہے
کہیں مخلوق کیا سے سنا سخن
حالی نے کہا ٹھیک یہ ہو پھر سب کہا
کرتے تھے بھلا وقت جب تو ہیں وہ اور ہی
اب کہ وہ دولت ہے زوال
تحریف نے کی نذر جانے کیا کیا
بعض قطعے اختصار خصوص و کثرت معنی کے اعتبار سے نہایت حسین خطاب اہل اللہ کے عنوان سے ایک ملفوظ فرماتے ہیں ؎

اے خاندان قوم کی عزت بجا ہے تم
ذلت سے تھے سب فوج کے مدد صادق
سر کیے کہ ہو ہی باقی رہی نہ بیچی
سنہ کو خطاب کر کے آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اسکے بعد کچھ کہنا
ہیں کسر شک ہوگا کہتے ہیں ؎

اے شعر دل فریب ہے تو تو نہیں
صنعت پہ ہو فریفتہ عالم تو کیا عجب
اہل نظر کی آنکھ میں رہتا ہے گو تو نیز
چبھتا ہے بن کے خار جو ہو خار چشم میں

پہلے دو شعر اس امر کی تشریح ہیں کہ شعر فی حد ذاتہ کسی قدر ہیں آخری دو شعر اشعار کی سنگ و مدحت کی ہیں کاوش دیتے ہیں

ہر تو وقت کا مقابلہ کیجیے اور باوجود مخالفت کے جھگڑوں پر قابو پائیے
تب سوال آپ کی صحت سے بحث کے ساتھ نئے پیرائے میں
ہو معمولی طور پر یہ بھی جتا دیا ہے کہ مہذب اور ترقی یافتہ
تو کہ بھی صحت عیب خیال کرتی ہیں۔ دیکھیے ؎

ہوتے ہیں آپ بھی کہ اگر بزم کے سوا کسی جا لطف مے نہیں
بے شک میں جب یہ دیکھی کی دوست پوچھے کسی سے کہ کیا بات ہے کیا
ہو لاکھ ہوت اس بھی کہ یہ نیت۔ پھوٹے تو آنکھ پھوٹے پر یہ منہ کسی کا

ہے تو لاکھ لاکھ ہوتی ہیں روز بھیک آتا نہ تھا نہ لکھے ہیں بہت بھیک کے خط
ہے شکر ہوں کا ہیں تو ہم پر در منت سے بھی ملتا نہیں مکا

شکر، لکھنے کی چھوٹ جائے لت گر چند روز اور یہ ہاتھ سے عادت

علامہ کہ بندہ صحت میں زبان اور لطف بیان کا بیحد
تھا پہلے ہو تو ہم خصوصاً جب شاعر کو خود یہ باتیں ناپسند ہوں
اگر اس قسم کے لطیفے میں دو سوختہ، مانند یا متوفی میر حسن کا
اور مثنوی ہوں وہ عطی پر بھی مجلس وعظ ہو حسن، جب اب
صحت پہلے کبھی کیفیت اگر نہیں ہو سکتی۔ البتہ کہیں کہیں
ہم کی روانی و محاورات کے سنتے سے دلچسپی پیدا ہو گئی
ہے ؎

تو خود پر سو طبیعت کے بندہ وہ اور وصف اپنے سو فلاں کو کہے
ہیں مار کا تکو نہ رہ ہر گز جو ڈھونڈھی گئے ہو جس کو کہے
ہ نالہ کا نہ پہ آئی طبیعت تو بیچ نکلے دل میں بیٹھ کے
ہ حضرت حق کو فی کا سر پہ تو یہ گفت کہ آپ ہیں از کو
ہ نالہ تو جب دو بیتا تو ت رت غرض یہ سر کا ہیں بیت بھر کے

زبان اور محاورہ بیان کی کمی لطف ہے اور یہ کمی بعض
اوقات اگر ہوتی ہے مگر کلام کی غایات میں بہت کچھ ہوتی ہے
غایات عالی و مقاصد میں اختلاف اوقات قابل غور ہو سکتی ہیں

میں قدیم و جدید دونوں قسم کی غزلوں کا مقابلہ کرنے سے زمانہ طبیعت
کے تغیر کی تمیز آسان ہو جاتی ہے قدیم غزلوں کے دیکھنے
سے پتہ چلتا ہے کہ بندہ میں بھی آپ کا مذاق بہت سنجیدہ اور متین
تھا یہ ہو سکتا ہے کہ اس مجموعہ میں آپ کی وہ غزلیں جو عنفوان شباب
کی ہیں جن میں سستی سرسری اور کھلی چونی کے مضامین لکھے گئے
ہوں کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ اکثر بات جو اور پھر بھی کہیں کنایۃً
لکھ چکے ہیں کر پتہ ہیں ان کو اسی قسم کے خیالات نظم کرنے پڑتے
ہیں تاہم کہ ان قدیم غزلوں کو کسی صراحت سے ہو دہ باتیں بتدائی
دیکھی جائے تو بھی ان سے یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ رنگ جدید یا تعلیم
کرنے پیشہ ثانی ہوئی لیکن ہمارا مقصد اس خیال میں فضول یا سخت
غلطی ہوگی اگر ہمارا مدعا میں نیر جرأت اور داغ کی خصوصیات
تلاش کریں جب جاں سے پاتا سر ہے ہی ہو رکھا تو انہیں پرانی
باتوں کا ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے افلاطون کا شیکسپیئر بن جانا
دیکھنا صرف یہ ہے کہ شاعری کا جو مقصود حالی نے قرار دیا ہے اس حافظ
سے ان کے کلام کی کیا حالت ہے اور جب ہم اس معیار پر اسکو
دیکھتے ہیں تو وہ کامیاب اترتا ہے۔ انکی پوری غزلیں بھی انکی عنداں
پسندی اور سلاست روی کا ثبوت ہیں دیکھئے یہ مطلع قدر،
بلند ہے ؎

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں اب ٹھہرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہاں
اس کے ساتھ یہ شعر غالب کے طرز بیان کی یاد دلاتا ہے
اب ہے ان شاطر کا اغوا غیر تھا کہ ہم سے کہتا اور سفر کہاں
سند رہے فیصلہ طبع اعتبار، قصر و طرز، کے لئے اچھا ہے
بیع اور بیع بھی تنہائی کا وقت پھر ہے ہی رسوائی کا
ایک مثال کہ یہ بندہ تغافل فاضلہ ہیں ؎
پیش جو عشق کیوں ناداں تھا حسن بیزار کوئی انسان تھا

گلہ وفا کا نہ لطف سے نہ جفا سے ہے — غرض کسی سے تجھے کام اپنی وضع سے ہے

ہوا گزر ادھر کب سے کہ کرمِ جبہ ساز — کہ ہر نگاہ ترے عزم استقامت کی

تو مست بادۂ تمکین و ہوش ہے کب سے — کہ سنگ و خشت سے تیرے خروش ہے کب سے

یہ بات صوفیِ واعظ کے حق میں کیسہ بجے جاتے ہیں اسکے کسے میں مولانا حالی نے کس دلکشی سے ادا کی ہے۔ صوفی اپنی بہت سی چیزوں کو اپنے لئے اچھی سمجھتے ہیں مگر حالی کا احساس کہتے ہیں ؎

یہی واعظ کی توبہ کیسی ہے — سبزہ زار ہوئی پری ہے جیسی

بیچتے ہیں جو مول سرکہ کی — آپ بھی ہے ساغر بھی ہے جیسی

نہ اور کہیں سب شکوہ سنجی — یہ بھی ہے وہ اور کوئی تجھ سا نہ ہوگا

ہے شادی و غم کی یہ بھی حالت — اور کچھ ہو تو تا ہی سے رہے گا

نئی جفا کرے تو ہے وفا کی — وہ گل کاتی ہے ہر شاخ میں تاک

نہ شاہ است تجھ نہ ہے وارفتہ تو بک — کہ بیچے کیا ہے یہیں دار میں ہے

نہ ہے ساقی یہ ہاتھ سے جام کے لگ چلک — وقت اب ہاتھ سے جاتا ہے ہوش کر تو آ

تو کہاں ہے دل کی تصویر جو نہ ہے تجھ سے معمور میں خاکی کی

پھر تجھی کو کہتی ہے کہ تیری ہے

ہیں جو اس میں لوہ اتنا ہے نہاں — پر اک نئی میں ہے جیسے نہاں ہم

ہیں جو اس پردۂ زنگار میں پنہاں — ہوئے تو وہ اس سے ہیں پنہاں تر ہم

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہے — عدو جس کے تمہارے ہیں وہ بیچارا کہاں کیوں ہے

ہوا ہے تم سے وہ نامہربان جس کا جہاں کیوں ہے — نہ پوچھو مجھ سے لیکن جانتا ہوں میں کہ یوں کیوں ہے

نہ کہہ سکے تھے جو ہم سے حالی کی

اب کہہ رہی ہے ان کو ان کی بیتابی

ان غزلوں کی کیفیت اور جذبات کی صداقت قابل داد ہے ؎

ابر تجھے ترسان و حذر تجھے رلاتا ہے جو زہ پہ تیری آیا سو گرا کے چھوڑا
رلوکے ہنسے چھیڑ ہو کر کے چھیڑے گر دن کشتہ کو اکثر چھیڑ دلا کے چھوڑا

آگے چل کر وصاف صاف کہہ دیا ہے ؎

جیتے جی موت کے تو منھ میں نہ جانا ہرگز دوستوں پر نہ لگانا نشانا ہرگز
عشق بھی آگ ہے پر جھیلنا آسان نہیں دیکھنا شیرت آنکھیں نہ لڑانا ہرگز
چاہت اک علت کردہ ہے جو چھٹتی ہی نہیں کسی دلدادے کو دھوکے نہ لگانا ہرگز
ہاتھ سے نون پیر پر ہیں رحمت سے تو جانی میں نہ ہرگز لگانا ہرگز

یہ چار ہی شعر مولانا حالی کی ایک مشہور غزل سے لیے گئے ہیں یہ غزل سرتاپا مرصع ہے اور تسلسل کلام میں جان دہلی کا ذرا یک تو جان حسرت و یاس کا عجیب عالم پیدا ہوتا ہے ؎

تذکرہ دہلی مرحوم کا اے دوست نہ چھیڑ نہ سنا جائے گا ہم سے نہ سنایا ہرگز
ڈھونڈھتا ہو دل شوریدہ بہانے مطرب درد و اگیہ غزل کوئی نکالا ہرگز
صحبتیں کل کی مصور ہیں دکھانی تیرے کوئی دیکھے پہ نہ دیکھا ہے دکھایا ہرگز
یک قلم داغ یگانہ سینے پہ بہت لے سن دیکھ اس شہر کے کھنڈر تئیں بن آیا ہرگز
چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہ خاک دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانا ہرگز
کبھی لے علم و ہنر گو تھا خداداد اس نے نہ سنبھلے جو تو لے ہوں نہ سنبھالا ہرگز
کر دیا مرگ یگانوں نے یگانہ ہم کو دیدۂ عبرت بینا نے دکھایا ہرگز
داغ و حسرت کو سن و سیر گلستاں تیرے نہ سنا کوئی بلبل کا ترانہ ہرگز
بات آجو لی و دیرینہ ہوئی ریزہ ریزہ نہ دیکھے کے کبھی نہ جائے گا ہرگز

بزم اتم تو نہیں بزم سخن ہو خالی

بن ترے سب ہیں ولے کوئی نہ تجھ سا ہرگز

سالی کی نظموں سے بھی کوئی دو اقتباس کرنے کا دل چاہتا ہے مگر ہم صرف یہ جرأت کرتے ہیں کہ ان کو پڑھنے والے حالی سے زیادہ حالی کے ممدوح کی [illegible] حالی سے زیادہ [illegible] کی [illegible] ہیں اور [illegible] ہیں ؎

[illegible] ہوتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں [

دنیا سے اس کو کتنی ہی کم ہو مراد دل جان کو اک کمانی بھر
پہنچے کرد نار کوئی کام بڑا ہر ماس کو عمر جاودانی بھر

خواہش ہے اس کی اجابت کے بعد قصائد میں، متعدد میں نے قصائد لکھے
کہ وہ اس میں ہدیہ نقد کیے ہیں انکے اعتبار سے خصوصیت کے ساتھ
وصف ممدوح کے اخلاق سے کوئی مناسبت نہیں لکھتی، لیکن کئی
قصیدہ ہیں، قصائد میں مناسبات کا ثبوت ہیں کہ اس خاندان میں
ان کے بھائی نے پناہ بھیجا اور نہ نکال دیا، خاص ہیں آپ کی
ہے، اگر سو شاعر سر جوڑ کر بیٹھیں تو فردوس دکن کی تخت نشینی
واقعہ پر نہیں ہوئی تھی، کتنے چند تھا، سعد رجعت فوزیں سے ان کا رنگ
صحبت خاص اور اگا سعدی کی طرح ہوئی کا بھی کہا ہیں ہے کہ

بہ بہشت گر نہ کسی آسمان نہی زیر پائے ذوال بود
کہ بپائے جنت افلاک نہ بود شب خلاص پرواں۔

سعد خاندان حسین کی کارپردازوں سے کلام میں کثرت کی سی دلچسپ
ہے، اسکی تعریف ہے، اسکی زمانہ دریوں سے گاہ گاہ، بیداد اس
کا شکایت وغیرہ ہیں ہے

ظلم قدرت پر ستاں مہتاں مبارک تخت سند شہریاری
مبارک مرتکز دولت و اقبال منزل جہاں جنتے پر نہ زیاری
بلا کہ گردوں کی سیر شکوہ تھوں سے نہ تھیں پر نہ ہے
ہے ان کی یہ وہ ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
کہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے
کہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے

عمل تاریخ سے مسلمان آج متمتع ہو رہے ہیں کی تعداد ایک دو نہیں
بلکہ بیسیوں ہیں اور نہیں سے بعض اپنی شہرت کے لحاظ سے سدس
کے سدسی بلکہ بنے کا استحقاق رکھتی ہیں مثلاً قصیدہ الغیاثیہ اور
شکوہ سجدہ اول الذکر جس موقع پر یہ ہیں لکھا گیا ہے اسکا اندازہ
پوٹ کھائے ہوئے دل خوب کر سکتے ہیں سے شروع سے آخر
تک دیکھیے اور عالم سکوت میں اسکی سحر آفرینیوں اور طرز بیان کی
خوبیوں کا موازنہ کیجئے۔ اللہ اللہ کس جوش خوبیت میں کہتے ہیں ؎

ہے خلعت خاص ہیں قبا مائہ است پر تری کہ کلب وقت پڑا ہے

یہی ہیں شکوہ سدا ہے ہیں یک لفظ یہ دستان کا کام کرتا ہے
مولانا خاں نے مبصر اور عالی وضع شاعر ہونیکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے
کہ ان کا ۵۸ مکمل و موقع کے مناسب ہوتا ہے اسلئے سامع کے دل و
دماغ پر اسکا اثر خوب پڑتا ہے یہ صنعت اکثر جدید رنگ کے شاعروں
میں مفقود ہے اور اسی وجہ سے خاقانی ہیں نئی شاعری کو فطری سے بالعموم
سبب اور روگردانی پھیکی کہنے لگتے ہیں۔

ان کے ہیوتین ایک سحر سیدہ دل ہے اس لئے ان کی زبان
سے جو بات نکلتی ہے وہ سوز و گداز کی مجموعی کیفیات سے خالی
ہوتی ہے مرزا غالب، سید و میر محمود خان کے مرثیے اسکی کافی
شہادت ہیں غالب کا مرثیہ جو قوت نے بھی لکھا ہے لیکن حال کا نہیں
پہنچے میر محمود خان کے مرثیہ کی تمہید میں دنیا کی بے وفائی و ناپائداری
کا جو تذکرہ ہے ہے

ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے

کا جشن حیدرآباد میں عام طور پر منایا گیا تھا مولانا حالی موصوف کی
دعوت کے قدیم متوسلین میں سے ہیں ہمارا قافلہ بالاتفاق دعوت پر
وہاں تشریف لائے تھے ایک مجلس میں بیشک دوستوں کے اصرار سے
بھی ایک جلسہ قرار پایا تھا مولوی عبدالحق صاحب اور حکیم محمد اجمل خاں
مولوی عبدالحق صاحب اور حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم دکن کے مشاہیر
دولت جمعیۃ صدارت میں تھے مولانا حالی بھی مہمان تھے اسلئے
آپ سے بھی شعر و آوری کی درخواست کی گئی تھی تازہ حرکت کا
موقع نہیں تھا آپ نے جلسہ میں جیب سے وہ نظم نکالی جو مسلمانوں کی
عام موجودہ حالت پر لکھی تھی وقت مقررہ پر نواب بہادر یار جنگ کی پیاری آواز
حاضرین سے پڑھی اس ذوق و شوق کے باوجود اس نظم کا یہ حال
تھا کہ حاضرین کے متعلق مولانا حالی ان خیالات پر کیا صدمہ کرتے
جو اس پندرہ سال کی طویل مدت میں مولوی محمد حسین بٹالوی
نے کے ذریعے سے مکہ سے وہاں پہنچ رہے تھے لیکن بہرحال
مولانا نے اپنی متین اور موقر آواز میں یہ ساری نظم پڑھ ڈالی
لے ماہ ہو بیتو تو مولانا عبدالحق صاحب نے اپنی مستقل مولانا حالی
تو حاضرین کی پیرزنسند رہن کو آسمان پر اٹھا لیا اور کہا کہ
خود حالی کا یہ حال تھا تو ہمارے جلسہ والوں نے اپنی تقریر صدارت
میں اس نظم پر دلی پسندیدگی کا اظہار کر کے یہ تمنا کی تھی کہ کاش
کہ مخلوط نظام کے مدارس قسطنطنیہ کے نصاب میں داخل ہو جاتے
اسمیں کلام نہیں کہ مولانا حالی کا کلام اس قابل ہے کہ
کی کتابوں میں داخل کیا جائے تو جمعیت خاطر مولانا موصوف کی
کتابوں میں پہلے ہی ایسا کیا جا چکا ہے لیکن ضرورت ہے کہ ایک
کی اردو کتابیں جو لڑکوں یا لڑکیوں کے لئے تالیف کی جائیں
کلام حالی کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

مولانا حالی اور ان کے کلام کے متعلق تفصیلی بحث کی گنجائش
یہاں اس سے زیادہ نہیں کہ ہم بھی دو ایک جملوں پر
دو رائے ظاہر کرنے کی جرأت کریں تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے
ناظرین کو کس حد تک اس سے اتفاق ہے۔ ہمارے نزدیک
اور دوستوں کی آرزو بھی یہی ہے کہ ہمارے

حالی کا کلام ہندوستان میں بیشک جس قدر مقبول ہوا ہے
زیادہ تر مسلمانوں تک محدود رہا ہے ہندو بھی اس کی
پاکیزہ معانی کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن
کی خصلت، قوم کے دیرینہ میل جول اور ملت بہروہ
نے وہ ہمیشہ حائل رہتے ہیں یہ اعجاز سودا ہی نہیں ہو
نہیں ہوا اور اس کی وجہ ہے کہ ان کے کلام کے
قطع نظر وہ بھی بہت سے ہیں اور ان کے اعتقادات میں
جیسے اسلام ہوتی ہے ویسی آپ کا کلام حالی کی مروجہ عزیزی کا سلسلہ
ہو جائے گا۔

کہ اگر تعلیم یافتہ مسلمانوں میں قومی حالی کا پرتو
حاصل ہو اور انکی پبلسٹی، سیاسی جماعتوں میں عام ہو یا
اختلاف عقائد تسلیم کیا جاتا ہے۔ اب ان کے خیالوں کا اثر
ہیں رہا اور ان کی تہذیب ہندوستان سے مٹ کر یورپ کی
داخل ہیں اگلی روایات کا جو ہمیں ہندوستان میں پہنچ
ہوا ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں پر ثابت ہو جائے
حالی کی روح کی برکت سے اور چونکہ یہ دولت طاقت
حاصل کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔

حالی کا سب سے بڑا وصف جس کا ہم نے اوپر
کہ ان کا کلام اور کلام ایک ہے حقیقت میں قوم کی
مطابقت موجود حالی کی ذات اور صفات میں اور
اکمل ہندوستان میں ایسے ہی شاعر کی ضرورت ہے جیسے

[illegible] ہیں اور ان کی عظمت سے انکار نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان
[illegible] میں سے بہتر سمجھتے ہیں لیکن وہ ان کی تعلیمی و سماجی خدمات کی وجہ سے
[illegible] ہیں۔ بات کا سبب یہ ہے کہ ہمارے نقاد ابھی تک اس ایسے
[illegible] شاعری پر جو ہندوستان کی مختلف زبانوں میں کی گئی ہے اور جس
[illegible] ہیں۔ اور ہم اس کی شاعری کو فضول اور بیہودہ کوشش ہیں

سمجھتے بلکہ بلاوجہ اسکے ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کی شاعری بہت کچھ مفید تاریخ کا سبب ہو جس سے مسلمان بالخصوص نفع اٹھا سکتے ہیں۔ خود ان کا یہ قول ان کے سب حال ہے ؎

گو کہ حالی شعر میں استاد دوراں کے آگے ہیچ ہے
کاش قوم اس کو سمجھتی اپنے حق میں ہیچ

سید محمد فاروق

۔۔۔۔ اساتذۂ اردو کی فارسی شاعری ۔۔۔۔

[illegible] اردو کی ترقی کے ساتھ ساتھ [illegible] شاعری کو
[illegible] وقت اتنا زیادہ سطحی معلوم نہیں ہوتی۔ اور کچھ عرصہ فارسی
[illegible] زبان سے اردو نے جو نفع اٹھایا ہے وہ شاعری کے قابل نہیں
[illegible] لیکن خود فارسی شاعری کی پیشانی شاعری عام کا کوئی خاص
[illegible] اثر نہیں ہوا۔ عرب کی شاعری کی تاریخ کی جو بحث و تنقید ہے
[illegible] پر ہے لیکن فارسی شاعری کو اس حصہ سے کوئی ہم نہیں ملا بات
[illegible] ہے کہ قوم کی اعلیٰ ترقی معاشرت کی انتہائے معراج اور پھر آزادی
[illegible] اور ہوس کا فقدان فارسی شاعری کی جان ہے۔ ایسی حالت میں
[illegible] دیوان ہو تو اچھا ہے لیکن اردو شعراء نے فارسی شاعری سے بھی
[illegible] میں بہت کچھ فیض حاصل کیا اور اردو کے سرمایہ آمد کا
[illegible] بڑا حصہ اسی کا ہے۔ اس لئے ان کے کلام کو ان کی فنی
[illegible] کے ساتھ ساتھ ان کی فارسی شاعری سے بھی مطالعہ کرنا
[illegible] ہے۔ اس مضمون میں ہم ان کی فارسی شاعری پر مختصر
[illegible] کریں گے۔

اردو کے کلاسیکل شاعری کے پہلے استاد قلی قطب شاہ ہیں۔ ان کی
[illegible] فارسی میں ہے اور اس میں وہ تمام عیوب موجود ہیں جو
[illegible] ہیں۔ ان کی فارسی شاعری کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔
[illegible] ہیں۔ ان کی فارسی شاعری کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی

وہ اپنے خیالات آج تک کسی چیز سے اور خیالات کے لکھنے
نہ لینے سے کہیں بہتر ہیں جو ہمارے ملک کے اخبار ہیں کہ اس قسم کی
خبریں روز اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی
خیالات سے اخبار سے وہ خوشگوار انقلاب نمودار ہوا وہ بیان کیا جائے
منتقل ہو رہے ہیں قدیم سے ہم حکومت پر ہیں کو حسب سے
ریاست دن بہتر ہیں اب اس پر بات کرنے سے کوئی فائدہ
دنیا ایک بدل رہی ہے۔ ہمارے خیالات، جذبات معاشرتی حالات و
حادثات سے متاثر ہوتے ہیں اور وہ ملکی تاریخ کا حصہ بن ایک شہکار
خیال ہے

مشہور سیاسی واقعہ سے کار کی آمد نے ہمارے
ملک اور قومی کو ایک نئی راہ پر ڈال دیا ہے۔ اس نظر سے ہم
سے ہندوستان کے حالات سے ہمارے اخبار کا بیان بہت
کی حیثیت کے کسی قومی قوت کا ہوتا بھی وہ ہمارے نزدیک

زندہ رہنے کے لیے ہر نوع کی صنعت کی ضرورت ہوگی
یہ انقلاب ہی ملاقات کرنا چاہیے میں صنعت میں قوت
ہے تاکہ ہم سب سے بڑی تجارتی دولت ہمارے
بلکہ ہمیں ضرورت حاصل ہوں ہمیں اس کی
ہمیں کسی سے مقابلہ میں ہمارے پاس کسی
ہمارے حالات اور ان کی پیوستگی کا حساب
کے حوالے سے ہمارے ہمارے
ہمارے ملک سے دوں سے کبھی محرومیں ہوں
ملک میں جو اور جسقدر ملکی تجارتی قوت سے
وہ سب کی سب ڈائرکٹر صاحب موصوف کے
ہمیں وہ ہمارے خیالات ہوتا اور
محنت ہیں

ڈائرکٹر صاحب موصوف کی سب سے بڑی خصوصیت اور

پیدا ہوجاتی ہیں۔ یہ بھی کچھ ضد ہی کیطرح سے ہوتا ہے کہ سنیہ اور شیعہ کلمون کے بعد دیسا وفات اس طبقے سے مل کچھ ہوتے ہیں ہیں سے اسکی خواب میں بھی توقع نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح دیکھ لیجیے اردو علم ادب میں جتنی نئی نئی چیزیں آج کل ہیں کی وہ تقریباً سب کی سب ایسے لوگوں کی بدولت ظاہر ہوئی تھیں جنہوں نے کبھی کا معتقد بھی قدیم طور زیبت کے بدلنے کے علاوہ یورپین علم ادب وغیرہ سے کافی حاصل کرنیکا موقع تک نہیں ملا مولانا آزاد مولوی حالی پروفیسر ذکاء اللہ مولوی نذیر احمد نواب محسن الملک امین سے کون یہ کہ سکتا ہے کہ انکے تعلیم یافتہ تھے اور کسے یورپ جا کر یا ہندوستان میں بیٹھکر مغربی خیالات پڑھ کر کچھ نوٹ آئی تھی ہیں ہوئے میں جبکہ ہم نے اردو ادب کی کایا پلٹ دی اور ہی دوسرا رکھ نہیں ہیں جنکی زبردست ذاتی کاوشوں نے اردو شعر کی تاریخ میں ایک شاندار اور روشن باب کا اضافہ کیا ہے۔

ہر کیف اسے اتفاقی بات سمجھو یا کسی خاص سبب کا لازمی نتیجہ کہ ان بارہ نئے جو پودا نصب کیا تھا اُسکے سینچنے والے بہت جلد کسی ایک پیدا ہو کے اور گو بھی تک اس پودے میں پورے طور پر پھل نہیں لگے ہیں کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شاخ ہو جائیگا سرسید نذیر احمد حالی شبلی ذکاء اللہ وغیرہ نے اپنے اپنے طور پر جو کچھ کیا اس کی زیبائش میں صرف کیا و اُس شعور کا ساتھ نہ ہو سکا جو دلی سماعتی کی تاریخی سے بھی مخصوص ہے اور جو ان عناصر کے تھوڑے سے اس وقت کی تشفی نہیں کر سکتی ہیں ان عناصر میں ہر ایک کو ہم نے جو کچھ خوب دیا ہے جو کچھ کہا ہے اسے پڑھا ہے اسے تعین نمونہ کا طور دیا ہے لیکن ابھی یکسر پوری کی نہیں ہوئی ہے ہمیں پڑھنے اور لکھنے جانے کی ضرورت ہے اور ضرورت ایک

حد تک سولسا نذیر احمد کی بعض کتابوں (بالخصوص مراۃ العروس وغیرہ) سے پوری ہو گئی تھی لیکن انصاف یہ ہے کہ یہ کتب حوروں کیلئے لکھی گئی تھیں اور اسلئے عورتیں بعض اُن اُلجھنوں سے احتراز کیا جاتا تھا جو مغربی ناولوں کے بیباکی نتیجہ تسلیم کیے جاتے ہیں۔

اس مسئلہ پر ہمنے رائے زنی کرنا اسلیے حاصل ہوا کہ ہمارے ملک میں قصہ نگاری کا قدیم رنگ کیا تھا؟ کیونکہ ہمارے ناولوں اور ڈرامے پڑھنے والے ہیں مگر ہمیں کو اُنھوں نے اخلاق اور خلاف عقل و قیاس سرگذشتوں کا مسلط کیا ہوا یا کم از کم اُنکی حالت سے آگاہ ہونے ہیں کتابوں کے مصنفین کی بہت ہی معمولی قدر کی جاتی ہے ہو سکتا ہے لیکن اسکے باوجود کہنا پڑتا ہے کہ یہ فسانے اصلیت سے خالی تھے اور اسوجہ سے اُن سے وہ نتائج حاصل نہ ہوئے جو ہمیں آج ناولوں کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ وہاں ان ناولوں اور افسانوں سے اخلاقی تعلیم اور سوسائٹی کی اصلاح حاصل ہوتی ہے اور عورتیں ان پڑھنے افسانوں سے بہت کچھ سیکھ جاتی ہیں ہر ایک ملک میں ناولوں نے جو زبردست انقلاب اور ملکوں کو ان میں ترقی دی ہے اسکا بیان، انسان کو جن کی بابت اس قدر جاننے کی حاجت ہے ہمارے ہی ملک میں باقیات صالحات کی بھی ہے۔ انسان کی ذہنی اور دماغی قوتوں میں بڑے اختلاف کے باوجود کچھ قوتیں ایسی ہیں جو سب میں یکساں ہیں۔ ان قوتوں میں ایک قوت ایسی ہے جسکو ہر ایک ناول میں ہر ایک ملک میں ہر ایک زمانہ میں ہر ایک مذاق کے لوگوں کو خوش کرنے کی ضرورت ہے اور وہ قوت ہے جذبات کی قدر کرنا۔

واقعی اصلاحات واقعات سے بہرہ کی جگہ انہیں اصلیت کا رنگ پیدا کیا ہے۔

سرشار کی انہیں تصنیف جس سے ہمیں اب انہیں کی تصویر اصلیت کے جھلک کا دیتے ہیں فسانہ آزاد ہے اسکو اور تصنع اور بناوٹ سے انہیں بعضوں کے وہی وجہ خاص ہے جو انگریزی میں ڈان کوکزٹ کو ہے فسانہ کی شان نزول بھی وہی ہے کہ سرشار کے کسی دوست نے اس طرز کی کتاب تصنیف کرنے کی فرمائش کی تھی سرشار نے مستقل کتاب مرتب کرنے کی بجائے یہ مضمون کی صورت سے وہ خط میں بھیجو شروع کیا اور جب تصنیف معلوم ہوئی تو ایک دوست کے اصرار سے اخبار میں چھپوا دیا ہوگا سے ہمیں مسل میں تبدیل کر دیا۔

فسانہ آزاد میں جو یہ واقعہ نگاری کی آمیزش اس تناسب کے ساتھ ہے کہ اس کو ناول کہنا مشکل ہے کوئی اسے پسند رستے ہیں۔ ہم سمجھتے فسانہ کی خصوصیت کو نہ بتا کر قصہ کہنا چاہتے ہیں۔

اس سے پہلے اور بعد ہمیں خصوصیت فسانہ کی ہے کہ اس میں ملک و اخلاق میں وہ سب کے سب بلا مستثنا فسانہ کی طرف سے ملک کھنے ہیں ہوسکے پہلے فقرہ میں اخلاقی خصوصیات کا مرقع کھینچ کر اخلاقیں پیش کیا جاتا تھا لیکن ہمیں ایک بات ایسی بھی ہو جو کو صرف قصہ کی دلچسپی کی خاطر اخلاق و ادب کے خلاف کرنا پڑا تھا۔ ہمیں تاریخی واقعات کو توڑ مروڑ کر بیان کرنا پڑا تھا۔ ہمیں ایسا مضمون لکھنا پڑا تھا جو ادب کے خلاف ہوتا تھا۔ ہمیں ایسے کردار پیش کرنے پڑے تھے جو ادب کو مدنظر رکھ کر ہم نہ پیش کرتے۔ ہمیں ایسے واقعات کا ذکر کرنا پڑا تھا جو ادب کے خلاف ہوتا تھا۔ ہمیں ایسے کردار پیش کرنے پڑے تھے جو ادب کے خلاف ہوتا تھا

عشق و محبت کی سرگزشت کا اصلی پہلو نگاہ اور تجسس سے حاصل کتاب پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے۔ البتہ بعض ان تاریخوں میں جن میں کسی خاص ملک کی قومیت یا کسی خاص وقت کے مسلک اور رائج الوقت سوسائٹی کی خاص خاصیت دکھائی جاتی ہے اس قسم کی تصنیفات ہر زمانہ میں دلچسپی کی چیز سمجھی جاتی ہیں کیونکہ ان کے مطالعہ سے ہمیں بعض خاص قسم کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً ہمیں سیر کسار اسی قسم کی کتابوں میں شمار کرتے ہیں۔ اس کتاب میں ہمیں ہندوستان کے بعض خاص خاص شہروں کی سوسائٹی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان شہروں کے رہنے والے کس قسم کے لوگ ہیں۔ ان کی معاشرت کیا ہے۔ ان کے خیالات کیا ہیں۔ ان کے مشاغل کیا ہیں۔ ان کی تفریحات کیا ہیں۔ ان کے مذاق کیا ہیں۔ ان کی زبان کیا ہے۔ ان کے محاورات کیا ہیں۔ ان کی ضرب المثل کیا ہیں۔ ان کی بول چال کیا ہے۔ ان کی عادتیں کیا ہیں۔ ان کی رسمیں کیا ہیں۔ ان کے توہمات کیا ہیں۔ ان کے مذہبی خیالات کیا ہیں۔ ان کے اخلاق کیا ہیں۔ ان کے عیب کیا ہیں۔ ان کی خوبیاں کیا ہیں۔ ان کے ظرف کیا ہیں۔ ان کے ذہن کیا ہیں۔ ان کے دماغ کیا ہیں۔ ان کے دل کیا ہیں۔ ان کے جذبات کیا ہیں۔ ان کے خیالات کیا ہیں۔ ان کے ارادے کیا ہیں۔ ان کے عزائم کیا ہیں۔ ان کے مقاصد کیا ہیں۔ ان کے مطالب کیا ہیں۔ ان کے مطالعے کیا ہیں۔ ان کے مشاہدے کیا ہیں۔ ان کے تجربے کیا ہیں۔ ان کے نتائج کیا ہیں۔ ان کے فیصلے کیا ہیں۔ ان کے احکام کیا ہیں۔ ان کے قوانین کیا ہیں۔ ان کے ضوابط کیا ہیں۔ ان کے اصول کیا ہیں۔ ان کے قواعد کیا ہیں۔ ان کے کلیات کیا ہیں۔ ان کے جزئیات کیا ہیں۔ ان کے تفصیلات کیا ہیں۔ ان کے اجمالات کیا ہیں۔ ان کے مبہمات کیا ہیں۔ ان کے واضحات کیا ہیں۔ ان کے مشکلات کیا ہیں۔ ان کے آسانیاں کیا ہیں۔ ان کے دشواریاں کیا ہیں۔ ان کے سہولتیں کیا ہیں۔ ان کے رکاوٹیں کیا ہیں۔ ان کے موانع کیا ہیں۔ ان کے ممدات کیا ہیں۔ ان کے معاون کیا ہیں۔ ان کے مددگار کیا ہیں۔ ان کے دشمن کیا ہیں۔ ان کے حریف کیا ہیں۔ ان کے مخالف کیا ہیں۔ ان کے موافق کیا ہیں۔ ان کے ہمدرد کیا ہیں۔ ان کے غمگسار کیا ہیں۔ ان کے دوست کیا ہیں۔ ان کے رشتہ دار کیا ہیں۔ ان کے عزیز کیا ہیں۔ ان کے اقربا کیا ہیں۔ ان کے اعزا کیا ہیں۔ ان کے احباب کیا ہیں۔ ان کے ملنے والے کیا ہیں۔ ان کے جاننے والے کیا ہیں۔ ان کے پہچاننے والے کیا ہیں۔ ان کے واقف کار کیا ہیں۔ ان کے ملاقاتی کیا ہیں۔ ان کے آشنا کیا ہیں۔ ان کے بیگانے کیا ہیں۔ ان کے اجنبی کیا ہیں۔ ان کے غیر کیا ہیں۔ ان کے رقیب

کسی کتاب یا کسی مصنف کی تصانیف کی قدر و منزلت پر کچھ لکھنے سے بھی معلوم ہو سکتی ہے کہ کس کتاب یا اُن کتابوں کی وجہ سے اُس زبان کے حامی علم و ادب کیا اثر پذیر ہوئے۔ سرشار نے اُردو میں کیا جدت پیدا کی ہے اور کیا کمی رہ گئی ہے۔ اُردو اصل قلم کا ایک مقولہ ہے کہ "سیر چشم کیسے بنا کرو" ہے اور یہ جملہ نئے ناول لکھے جانے ہیں وہ اُصولی طور پر سرشار کے نمونے پر ہوتے ہیں۔ اُصول سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ ہیئت پلاٹ اور واقعات کی ترتیب کے لحاظ سے بعض جدید ناول فسانہ آزاد سے افضل ثابت ہوئے ہیں لیکن فی الحقیقت فسانہ آزاد کے اتباع و تقلید سے اس لیے باہر نہیں کہا جا سکتے کہ سب سے پہلے فسانہ آزاد ہی نے یہ حصہ نویسی کا نمونہ پیش کر کے دکھایا تھا۔ قدیم و جدید ناولوں میں یہ امتیاز فوق کیا ہوا نظر سے فسانہ کے کردار کے کس طرح آشکارا کرا جاتے ہیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سرشار کی تصنیفات نے اُردو کے جن افسانہ نویسوں کو فائض فیوض پہنچائی ہے اور سرشار سے حرف تو اُن کو نہیں بھی ہو سرشار کو اُس حد تک فائض نہیں سمجھتے جو فی الحقیقت وہ ہیں۔

یہ بیان طرز فسانہ کے اعتبار سے ہے۔ اس کے علاوہ کی تفصیل کچھ اور بھی ہو سکتی ہے مختصر یہ کہ سرشار کی تصانیف کے ساتھ اس کے مضامین و اخبار شعر و ادب وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان کے مضامین کی اہمیت اور ان کی ادبی حیثیت کا اندازہ حاصل کرنے سے شائقین ادب میں سے ہر ایک کو ایک مکمل کتاب کا مواد مہیا ہو سکتا ہے۔ ہم نے اس مضمون کے لکھنے میں جو کچھ لکھا ہے اس کے لیے ہمیں اس کے سوا کچھ نہیں کہنا ہے کہ ہم نے اس کے لیے کوئی خاص تیاری نہیں کی تھی۔ ہم نے اس کے لیے کوئی خاص تیاری نہیں کی تھی۔ ہم نے اس کے لیے کوئی خاص تیاری نہیں کی تھی۔ ہم نے اس کے لیے کوئی خاص تیاری نہیں کی تھی۔

قابلیت انگریزی و فارسی میں فاضلانہ عبور تھی

عربی فارسی کی تعلیم سرشار نے گھر پر پائی تھی اور سرشار بھی ان دونوں زبانوں میں بہت طول طویل لکھتے تھے جو پڑھ کر ان کی عربی اور فارسی دانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ سرشار کے والد کا انتقال تو بچپن میں ہو گیا تھا لیکن شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے باوصف تعلیم و تربیت میں کوئی کمی نہ ہونے پائی تھی۔ اس کا ثبوت ان کے علمی مضامین سے بھی ملتا ہے۔

سرشار نے مشنری مکتب سے ابتدائی تعلیم پائی تھی۔ اس لیے انگریزی میں بھی ان کو کافی دخل تھا۔ انگریزی میں جو مہارت اور عبور انہیں حاصل ہوا اس کی نظیر مسلمانوں میں بہت کم ملتی ہے۔ اس کے بعد بھی انہوں نے فسانہ آزاد کے قسط وار شائع ہونے کے زمانہ میں انگریزی کی تعلیم جاری رکھی تھی۔ اس وقت ان کی عمر بہت بڑھ چکی تھی اور شاید یہ پہلی کاوش تھی جو اس قسم کے حصول کے لیے انہوں نے کی تھی۔

وہ عبارت جس میں یہ شکایت کی گئی ہے کہ ان کے مضامین کو اخبار والے کاٹ چھانٹ کر شائع کرتے ہیں۔ اس کا ٹکڑا بھی نکلتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان کے مضامین میں اس قسم کی شکایت کے کئی ٹکڑے ملتے ہیں۔ سرشار کے مضامین کے مطالعہ سے ان کی ذہنی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے مضامین کو اخبار والوں کے ہاتھ میں دے کر مطمئن نہیں ہو جاتے تھے۔ وہ ان کی نگرانی بھی کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی ان کے مضامین کے متعلق

مصورِ نظامِ دہر کی صناعی کی داد دیتے ہیں وہ بھی قابلِ داد ہیں۔ مجموعی طور پر نظر کرنے سے ہمارا یہ خیال ہوا کہ سرشار کی تصانیف کا مطالعہ کرنے سے ناظرین کو بہت سی باتیں ایسی معلوم ہوں گی جو دوسروں کے ناولوں سے نہیں پائی جاتیں اور یہ بات ثابت ہوگی کہ سرشار کے مصنف حضرت سرشار ہی ہیں

سرشار کو ہنسی مذاق سے بہت تعلق تھا۔ آپ کی تصانیف سے ناظرین کو جو انس تھا اُس کی وقت اُس کیفیت سے خالی نہ ہوتے تھے جس کہیں ہوتے تو مزہ کے ساتھ ایک قہقہہ یا دل کھول کر ہنسی یا مسکراہٹ ضرور ہوتی۔ ہنسی کا تعلق اُس کی طبیعت و صحت کا بہت کچھ تھا۔ اس بے اعتدالی نے جہاں ایک طرف اُن کے نام کو چار چاند لگا دیا تھا وہاں دوسری طرف اُن کے آفتاب کمال کو بھی گہن لگا دیا تھا۔ قاعدے کی بات ہے کہ انسان جتنا بڑا ہوتا ہے اُتنا ہی بڑا حاسد بھی پیدا ہوتا ہے لیکن سرشار کی خوبی اگر کیفیت تھی جیسے جیسے وہ ہنستے گئے ویسے ویسے اُن کے جوہرِ فن کی جولانی بڑھتی گئی اور کم سے کم خانہ نظر سے دیکھا جائے تو سب کے قومی ہیرو گئے۔ اُنھوں نے نثر اور نظم دونوں کو مضحکہ اڑانے کا ذریعہ بنا کر دونوں کو برباد کر دیا تھا۔

سرشار کا اصلی نام پنڈت رتن ناتھ تھا لیکن وہ زیادہ تر اپنے تخلص سے مشہور ہیں۔ اسکے باوجود بعض مؤلفوں کو معلوم ہوا کہ اُن کے ناموں میں بھی اُنھیں عبارت بھی بیشک وہ ستائے گئے اور کبھی کبھی خود بھی کہتے تھے لیکن اُنکی علمی مظلمت کی علامت تھی اور ہی تعریف سے ہوئی ہے۔ اُن کے چند اشعار شاید اور ایک مجموعہ نثر میں اور نظموں سے بھی اُنھیں کہیں سے شعر ملتے تو ہم ناظرین کی خدمت میں ہدیہ کرتے لیکن اُس سے ہماری غرض تھی اُس سے پوری نہیں ہوئی اور نہ ہم کو اُن کی شاعری کی قابلیت کا اندازہ کرنا تھا۔ ہم نے اُن کی نثر کو دیکھا اور اُس کے مطالعہ سے ہم کو یہ معلوم ہوا کہ اُن کی نثر کی کیفیت کس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے ؎

خال سیہ ہری محبت جانی کا ۔۔۔ بڑھ کسی کے ٹوٹے خنجر سے

دو شعر اور جناب موصوف کے ہم تبرکاً لکھے جاتے ہیں ؎

پیتے جب تک نہ چھلکتے ہیں ۔۔۔ بھرے ہوئے ہیں سرشار کسی کی

سیاہ بخت و تہ و بالا رہے ہیں ۔۔۔ جو سر نہ پر شیان یار ہم ہیں

شاعری میں حضرت سرشار کسی کے شاگرد تھے یہ اُنکے شعار گواہ ہیں کہ اُنھوں نے فن شاعری کی پابندی میں اپنے اُستاد کی پیروی نہیں کی بلکہ صاف اور شستہ زبان کو صحیح دی ہے۔ مجموعہ سرشار کی نسبت اسکے ثبوت میں بیشتر کچھ معنی خیز جملے کہتے ہیں ؎

لندن کی یاد و آتشِ مے ۔۔۔ آبِ پیر مغاں کہ رطبِ پیچ ہے

وہ آبِ شہد ناب پھوٹی ۔۔۔ خوشبو خوش بانگ تیز چھوٹی

سرخوش شرب ناب نالے ۔۔۔ بوتل مُنھ سے مرے لگالے

بدمست ہوں پی کے یک چھوٹے ۔۔۔ زاہد کو بنا ہیں خوب اُلو

پرساغرِ شرب ناب ساقی ۔۔۔ دکھلا دے آفتاب ساقی

قوسِ کاسی کا کون ملے ۔۔۔ لا کھونہیں یوں کھلے خزانے

رم جھم پر برس رہا ہے پانی ۔۔۔ بھر بھر کے مے حرم زنانی

ساقی نامہ سرشار سے پھاگن کو کہتا تھا جسکے کچھ کی شرب ہوتی تھی۔ جو اخبار کا اداریہ اُن کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا شاعری اُن کی تو مختصر نہیں ہے موجود ہے اور اس پر اچھا خاصا علمی کام ہو سکتا ہے۔ کلامی اور معنی کی نوعیت ہر صفحہ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ کیفیت کس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے ؎

بھلا بھلا سہ پہر ہے ۔۔۔ دکھا دے سہ پہر ہے

ترے پیچھے ہیں چھاگر ۔۔۔ سے نور سے بھرے ہیں گھر پر

بھینی بھینی مہک گلوں کی ۔۔۔ اور بھنورے کی وہ صدا کی

اے ساقی سہ لقا دے ۔۔۔ سے وہ دھار بجوا دے

وقت سحر اور جمگھٹ ہو ۔۔۔ بھرے سب کر کر مزے

ایک چلو کے دینے میں یہ کرار — کھو جاتا ہے سمت ہوئی بار
مرغان چمن یہ گفتہ رانی — چون بہتان نہ ۔ ۔ ۔

میر تعشق لکھنوی

آپ کے ادبی مجموعہ "آئینہ" سادہ لکھنؤ میں نذرِ حسن قیمت لکھے ہیں کہ کے
بھائی سید حسن مرزا حسن بھی جس کی وہ بات شاعری وہ نہ گوئی کے
علاوہ آپ جلالِ جعفر آسید حسن مستعفی عن مناصب ہیں۔ وہ آپ کی تو
آپ ہے تو سماں سعود بھی بڑی لکھنؤ سے شروع ہوئے ذرا دیر بات
اس کو ان بڑی معاشرے سے مدد لے کر کہ موجود حضرت سے موجود
کا معمار ہا ہے معلوم کے بعد وہ اور میں ہوتا ہے۔ بڑا ہو۔ اسی طرح
خاندان حسن کی بعض تعلقات دوست و حمایتی سے آپ کہ کے شامل ہی
ہوئی ہے۔ علاوہ کہ ہر حسن کو ہر مسجد و بیان سے کہ کہ مسلمان کر لکھے
حسن کے اسلاف نے ادبیات شاعری میں عمر معمولی گذارنے کا بیان کیے
ہیں۔ جس کے خاندان کو ان سے تک ہے ہی بہت دنیا کا ہر دن
رکھنے کا ذوق حسن کو حسب ہے ہم حاصل دے حضرت حسن کو ہم بات
ہے لاکھ بہت ہوں کہ ہو حسن کا نمونہ جس سے رنج معلوم
ہو ہر مسند دیکھ سکیے میں ہو ان حسن کے دیا جو حسن سکے معلوم
کوئی جو ہو ہوں ہے۔ ہر حسن کی ہر دوستوں کا حسن۔ خاندان
دیکھ حضرت حسن سے نہیں کی ہے حضرت ہر نکالا ہو حسن
حاصل ہے۔ ہر ہو ہر ہو ہے۔ ہر حسن کی حاصل حسن ہی،
ہو ہر ہو کہ ہر حسن حاصل ہے ہر ہو ہر ہو ہر ہو
حاصل ہے کی حضرت حاصل ہی

حضرت حسن کی حاصل ہر ہی ہر حسن ہے ہر ہو
ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو
ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو
ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو
ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو
ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو
ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو
ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو ہر ہو

مقبول اور مشہور ہوتے اور وہ رہ جاتے۔ لیکن تقی کے ہم اشعار سننے والوں کا کمال ودماغ کہ ابھی علمی خوبیوں کے عوض طاہری، معنی غیر مرئی پر موقوف کرتے ہیں۔ جس پر کچھ سمجھ نہیں کسی کا کلام کو۔ اس لیے یہ التزام کیا جائے کہ ایک مصرعہ میں اس کا آئے وہ دوسرے میں سوئیوں کا ذکر ہو ہو" حالانکہ اس دوسرے مصرعہ سے ہی خاتمہ ہو جائے" گرمیں ماتے تیسری کو دام، اور یہ دیتے ہیں علی ہذا القیاس کو یعنی طور پر اس سے روز مرہ محاورہ کی پامالی اور حسیات کی بے قدری کا افسوس نہ کیا جائے۔

مگر ہاں ہی ہو جب ساتھ کر اس میں ہو جائے تو ہو موجود ہو ہو ہے اس رنگ کو ہر کیفیت کا مرکب کے لیے کو نہ اور ہو جائے نہایت معمولی، معمولی اور معمولی سے کام لیا فرمایا ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر ہر اس کا کام ہو جائے مگر اس خط میں صحیح جائے ہو سکا ہو ہو اس کو ہو

صحیح و صحتی کی طرح ہو اس خط میں جو لکھا رہتا ہوں کا

کی ایسا ہو ہو ہو

دلنشین ہے گویا یار سودا اور حاکسار کی کمی محسوس ہوتی ہے۔
(۴) اس شعر کا مضمون بالکل بچوں اور مطابق فانون قدرت ہے۔ اسی مضمون کو حضرت غالب نے بھی کس خوبی سے ادا کیا ہے ؎

بنی کا حوصلہ ہو اسماں آخر ہمارا ہے

مشکلیں مجھ پر اتنی پڑیں کہ آسان ہو گئیں

عشق کا سفر بھی بہت بلند پایہ ہوا اسے یہاں بھی ایک عاشق صادق کی داستان موجود ہے

(۵) پانچویں شعر کا مضمون حضرت کے کلام سے قابل تعارف ہر عاشق اور ہر سالک میں ایک خاص کامل سے ملنے کی خواہش میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سید محمد مرتضیٰ بیان و یزدانی میرٹھی

[illegible] کسی وقت [illegible] کسی کو [illegible] خوبی [illegible] ہوتا ہے [illegible] کہ [illegible] اپنے [illegible] کہ [illegible] دنیا [illegible] نہ [illegible] ہستی [illegible] ہو کر [illegible] بھی [illegible] ہوتے [illegible] وجہ [illegible] ہوتا [illegible] ہیں [illegible] ہوتے [illegible] ہیں [illegible] ہوتے [illegible] ہیں [illegible] ہوتے

[illegible]

حضرت بیان ورزدانی اور دوشواک اسی طرح ہیں تو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بہ لے فرون من غصہ خوجہ جی تو باد

آخر وہ وقت بھی آیا جس سے سب ڈرتے ہیں، ۱۹۰۸ء کے موسم سرما میں سید بیان وفات پا گئے۔ ان کی تدفین ۱۰ فروری کے بعد میرٹھ میں انجام پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

رہے کر کوئی تاکید ست سلامت

بھر کس وزد، ہر حضرت سلامت

سید بیان کی شاعری پر تنقید

حضرت بیان کی شاعری کا یہ حصہ ہے جو اعلیٰ حضرت کے دربار سے تعلق رکھتا ہے۔ اس دور کے جو مصور شاعروں کے نقاب نظر آتے ہیں، ان میں ایک خاص قسم کی جذباتی قوت کی یہ کمی بھی پائی جاتی ہے جو ہمارے کلاسیکی دور کی بڑی خصوصیت ہے۔ بیان کی شاعری میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو ان کے ہم عصروں کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے کلام میں بھی وہی زبان، وہی محاورہ، وہی تشبیہ اور استعارہ کی ترکیبیں ملتی ہیں۔ ان کے ہاں بھی وہی مضامین ہیں جو ان کے ہم عصروں کے ہاں ملتے

...ی مشق کے جو ہر پیچیدہ ہیں کے مطالعے سے علوم ہوتا ہے کہ غالبؔ ہی
...ی طبیعت میں نزاکت بہت تھی تو فقیر پر بھی ان کی
...یقین شاگرد کی ہوا کرتی ہے
...ہے جہاں ہے ... ہوتا ہے تو تلمذ کو ہوتے
...ہوئے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے
...ہ

کشتی سے ہے

[illegible] ہے۔ یہ بیان کے قصاص [illegible] بات کا ذکر [illegible] وقت تک حل نہیں ہو سکتا [illegible] قصیدہ کے نقطۂ کلام پر بھی سرسری نظر ڈالی جائے۔ اس صنف کلام میں [illegible] خوبی شمار ہوتی ہے۔ [illegible] میں مدحت کسی کا کوئی نہ کوئی [illegible] ضرور ہوتا ہے۔ [illegible] ہے جو حضرت علیؓ اور [illegible] کی شخصیت [illegible] ہے۔ [illegible] کے کلام کی [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

ہے

صاف وساده الفاظ میں لکھ دیتے تھے

ہے

ہے

ہے

زیرِ نظر مضمون میں ان کی شاعری کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

[illegible]

وہ دیوانہ سی شکل بکھری ہوئی ہے
وہ جنریں زلف بکھری ہوئی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پنی رنے محفوظ رکھے ہیں ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہر تصویر کے عنوان سے لکھتے ہیں:-

تنقید کتب

(اعتبار الملک جناب مفتی نیاز الدین)

اصغر جلد نمبر ۲

ماہنامہ ... کی واحد مجلہ جس نے تفصیل و تنقید بغیر کسی ... کے ... میں بھی قائم کی۔

... نظم کی روایت ... میں ہوئی اور غزل کی ... کی تعلیم ... اردو ... سے پہلی ... ہیں ... کی تفصیلات ... موجود ہیں ... تفصیلات ... میں ... اردو ... ہی سے ... ہر ... ہے

کبھی اُس کا مطلع حسب ذیل ہو ؎

... م کیوں ... ہے ... ہے ... ہے

... کی صبح کی ... ہے ... ہے ... ہے

... کیوں ... ہے ... ہے ... ہے

جب آپ ... ایک ... حضرت ... کے ... ہے

کبھی ... اس غزل کا حال تھا ؎

... ہے ... ہے ... ہے

... ہے ... ہے ... ہے

... ہے ... ہے ... ہے

نظر لکھنوی کی غزل پر ایک سرسری نظر

[illegible]

ہے۔ اس لیے ہر تخیل کا قافیہ ہر اس لیے کہ ہر لفظ میں نو طاقتیں ہوتی ہیں۔ اور ہر لفظ کی نو طاقتیں کا ہر ایک لفظ کی نو طاقتیں کے ساتھ ہر ایک لفظ کی نو طاقتیں کے ساتھ ہر ایک لفظ کی نو طاقتیں کے ساتھ

ہے

ہے

ہے

صہبا لکھنوی مرحوم

زمانہ مجھکو برا کہہ رہا ہے کہنے دو
میں جانتا ہوں زمانہ کا اعتبار نہیں

[illegible] دلگیری [illegible] ترجمہ بھی [illegible] ۔ ترجمہ کرتے وقت [illegible] ۔

[illegible] کی فکر ہوئی خریف کا موسم قریب تھا [illegible] ۔

[illegible] ۔

[illegible] ۔

[

(رائے بہادر منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو)

نوجوانی کا پیشہ تمنا سے اٹھ گیا

مرحوم ایک ہی تھا جو دنیا سے اٹھ گیا

بھی قائم کی جسین اور طلبا کو نہ صرف تعلیم بلکہ ان کی رہائش اور طعام کا بھی معقول انتظام ہو سکے۔ دیوبند میں آنے تیس سرائی ریش مارقم جمع ہوئی اور یہ رقم کانج کے آپ مشی سے۔ اگر وہ الور اور لاہور کے کو بھی ہوں محض آپ ہی کی جدوجہد سے اتنی خطیر رقم تعلیم پر خرچ کرنے کا جذبہ بھی ایک اسکیم آپ کے ذہن میں تھی کہ ہندوستان کے مختلف ایک مکتوب کھولا جائے جس میں مزدوروں کو تعلیم دینے کی ضرورت بیان کی جائے اور اس کے لیے تعاون کی اپیل کی جائے۔ اس مکتوب کی نقلیں ہندوستان کے مختلف حصوں میں بھیجی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک کمیٹی بھی بنائی گئی جس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ ان کی ایک مجلس منعقد کرے۔ اس کمیٹی میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے۔

۱۔ مولانا شبیر احمد عثمانی ۲۔ مولانا مفتی کفایت اللہ ۳۔ مولانا سید حسین احمد ۴۔ مولانا عبدالباری ۵۔ مولانا ابوالکلام آزاد ۶۔ مولانا احمد سعید ۷۔ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی ۸۔ مولانا عبدالحق ۹۔ مولانا عبدالصمد ۱۰۔ مولانا عبدالحلیم ۱۱۔ مولانا عبدالرحمن ۱۲۔ مولانا عبدالرحیم ۱۳۔ مولانا عبدالغفور ۱۴۔ مولانا عبدالقادر ۱۵۔ مولانا عبدالکریم ۱۶۔ مولانا عبدالمجید ۱۷۔ مولانا عبدالوہاب ۱۸۔ مولانا عبدالواحد ۱۹۔ مولانا عبدالسلام ۲۰۔ مولانا عبدالرشید ۲۱۔ مولانا عبدالحفیظ ۲۲۔ مولانا عبدالعزیز ۲۳۔ مولانا عبدالرحمن ۲۴۔ مولانا عبدالرحیم ۲۵۔ مولانا عبدالغفور ۲۶۔ مولانا عبدالقادر ۲۷۔ مولانا عبدالکریم ۲۸۔ مولانا عبدالمجید ۲۹۔ مولانا عبدالوہاب ۳۰۔ مولانا عبدالواحد

اگر تعاون کے معاملات میں کسی کو فیل [illegible] پیشہ ور اہل کمال کو لیک کسی حکومت [illegible] کے ہو ایسے ہیں جن سے ہر [illegible] ہوئے۔

آزاد [illegible] [illegible] [illegible]

(لکھنؤ کا قومی ہفتہ)

[illegible] کے اس میں [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

اعتراف کا یہ سفر اس پذیرائی کے بعد بھی جاری رہا۔ وہ اپنے دادا کی ان مجلسوں کے سرکار جاری رہنے کے ایک ہفتے بعد ہی ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ ان کے لیے یہ صدمہ اتنا شدید تھا کہ وہ کئی دن تک بستر سے نہ اٹھ سکیں۔ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ان کے والد نے انہیں ایک خط لکھا جس میں انہوں نے لکھا کہ ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کے دادا کی روح کو بھی تکلیف ہو رہی ہوگی۔ انہوں نے لکھا کہ وہ اپنے دادا کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے ان کی مجلسوں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ یہ خط پڑھ کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے دادا کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے ان کی مجلسوں کا سلسلہ جاری رکھیں گی۔

پہلی مجلس میں صرف چند خواتین شریک ہوئیں۔ ان کی تعداد بتدریج بڑھتی گئی۔ ان مجلسوں کا انعقاد ہر ہفتے کے روز ہوتا تھا۔ ان مجلسوں میں وہ اپنے دادا کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی تھیں۔ ان کے دادا کی زندگی کے بارے میں ان کی معلومات کا ذریعہ ان کے والد کی یادداشتیں تھیں۔ ان کے والد نے اپنے والد کی زندگی کے بارے میں بہت سی باتیں لکھ رکھی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے دادا کے بارے میں اپنی یادداشتیں بھی بیان کرتی تھیں۔

ان مجلسوں کی خاص بات یہ تھی کہ ان میں صرف خواتین ہی شریک ہوتی تھیں۔ ان کے دادا کی زندگی کے بارے میں ان کی معلومات کا ذریعہ ان کے والد کی یادداشتیں تھیں۔ ان کے والد نے اپنے والد کی زندگی کے بارے میں بہت سی باتیں لکھ رکھی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے دادا کے بارے میں اپنی یادداشتیں بھی بیان کرتی تھیں۔

ان مجلسوں کی خاص بات یہ تھی کہ ان میں صرف خواتین ہی شریک ہوتی تھیں۔ ان کے دادا کی زندگی کے بارے میں ان کی معلومات کا ذریعہ ان کے والد کی یادداشتیں تھیں۔ ان کے والد نے اپنے والد کی زندگی کے بارے میں بہت سی باتیں لکھ رکھی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے دادا کے بارے میں اپنی یادداشتیں بھی بیان کرتی تھیں۔

ان مجلسوں کی خاص بات یہ تھی کہ ان میں صرف خواتین ہی شریک ہوتی تھیں۔ ان کے دادا کی زندگی کے بارے میں ان کی معلومات کا ذریعہ ان کے والد کی یادداشتیں تھیں۔ ان کے والد نے اپنے والد کی زندگی کے بارے میں بہت سی باتیں لکھ رکھی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے دادا کے بارے میں اپنی یادداشتیں بھی بیان کرتی تھیں۔

ان مجلسوں کی خاص بات یہ تھی کہ ان میں صرف خواتین ہی شریک ہوتی تھیں۔ ان کے دادا کی زندگی کے بارے میں ان کی معلومات کا ذریعہ ان کے والد کی یادداشتیں تھیں۔ ان کے والد نے اپنے والد کی زندگی کے بارے میں بہت سی باتیں لکھ رکھی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے دادا کے بارے میں اپنی یادداشتیں بھی بیان کرتی تھیں۔

ان مجلسوں کی خاص بات یہ تھی کہ ان میں صرف خواتین ہی شریک ہوتی تھیں۔ ان کے دادا کی زندگی کے بارے میں ان کی معلومات کا ذریعہ ان کے والد کی یادداشتیں تھیں۔ ان کے والد نے اپنے والد کی زندگی کے بارے میں بہت سی باتیں لکھ رکھی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے دادا کے بارے میں اپنی یادداشتیں بھی بیان کرتی تھیں۔

ان مجلسوں کی خاص بات یہ تھی کہ ان میں صرف خواتین ہی شریک ہوتی تھیں۔ ان کے دادا کی زندگی کے بارے میں ان کی معلومات کا ذریعہ ان کے والد کی یادداشتیں تھیں۔ ان کے والد نے اپنے والد کی زندگی کے بارے میں بہت سی باتیں لکھ رکھی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے دادا کے بارے میں اپنی یادداشتیں بھی بیان کرتی تھیں۔

بھی اس بات پر بہت تعجب تھا کہ ایک بنگالی نژاد شخص کیونکر ایسی سلاست اور صحت کی طاقت کے ساتھ ایسا عالمانہ مضمون اردو میں لکھ سکتا ہے۔ اسلامی علوم اور اسلامی زبان کی تعلیم بھی شاذ ہی ہندو طلبہ کو دیتے ہیں۔ ہوتا ہے کہ ہندو طلبہ کو اس مضمون کو لینا اور اس میں کامیابی حاصل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ پروفیسر صاحب کی زبان سے یہ سن کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کسی غیر مسلم بنگالی شخص کا لکھا ہوا ہے۔ صاحب موصوف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے یہ مضمون لکھا ہے اور اس سلسلے میں بہت سے نئے نئے حقائق پیش کیے ہیں۔

اس مضمون کے علاوہ پروفیسر صاحب موصوف نے اور بھی کئی مضامین لکھے ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف رسالوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان کے مضامین کی تعداد بیس سے کم نہ ہوگی۔ ان میں سے بعض مضامین کا ترجمہ انگریزی میں بھی کیا گیا ہے۔ ان مضامین کے علاوہ پروفیسر صاحب نے بنگالی زبان میں بھی کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی ایک کتاب "اسلامی تہذیب" کے نام سے بنگالی زبان میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔

پروفیسر صاحب موصوف کی ایک اور کتاب "اسلامی تہذیب" کے نام سے بنگالی زبان میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔

پروفیسر صاحب موصوف کی ایک اور کتاب "اسلامی تہذیب" کے نام سے بنگالی زبان میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔

پروفیسر صاحب موصوف کی ایک اور کتاب "اسلامی تہذیب" کے نام سے بنگالی زبان میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔ اس کتاب کو بنگالی زبان کے ادب میں بہت بلند درجہ حاصل ہے۔

بھی تمام و کمال شائع کیا جاتا ہے

خطبہ مضمون پر ایک صاحب نے جو علی گڑھ کے مدرسہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ اعلان کیا کہ مشہور شاعر ہوں ما قضا فرمی کہی ہے اپنے دیوان کے بجائے لسٹھے انجمن ترقی اردو کو عنایت فرمائے ہیں۔ اسکے بعد مولانا عبدالحلیم صاحب شرر نے ایک مختصر تقریر کے ذریعے سے حسب ذیل ریزولیوشن جلسہ کی منظوری کے لیے پیش کیا۔

[illegible] اس عریضہ پر تیار کیے جانے کی اس عریضہ کو مع لکھنؤ کے جملہ ادبی جرائد سے شرح کی ہو جہت [illegible] واقعی ہوا [illegible] کو [illegible] ہوا [illegible] جہاں تک ممکن ہو [illegible]

شیخ عبدالحلیم صاحب بیرسٹر ایٹ لا [illegible] صاحب محمود آباد [illegible] صاحب [illegible] نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

منشاء مسلمانوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے اور اس کو حسب ضرورت
اپنی طرف سے مزید اضافہ کرنے کا اختیار دیا جائے۔

پنڈت موتی لال جی نے ڈیموکریٹ ہندوستانی نے اسکی تائید کرتے ہوئے
واضح طور پر بتلا دیا کہ ہندوؤں سے اس بات کی توقع رکھنا عبث ہوگا کہ وہ انجمن ترقی اردو میں مدت تک پوری دلچسپی ظاہر کریں گے
جب تک کہ مسلمانوں کی تعلیمی حالت قابل شبہ نہ ہو جائے۔ اور
ہندوؤں کا یہ کہنا بالکل حق بجانب ہے کیونکہ مسلمانوں سے کون توقع
رکھتا ہے کہ وہ ہندو بھائی کے کسی شعبہ میں کبھی کوئی دلچسپی لے سکیں گے۔

یہ تحریک بڑے اتفاق سے منظور ہوئی اور دونوں پارٹیوں نے بآواز کر
پنڈت موتی لال کو اور ڈیموکریٹ ہندوستانی پارٹی کے کرتا دھرتا
اس موقع پر ملکانہ کے ایک بزرگ نے جن کا ہندی کا نام معلوم نہ
ہو سکا مسلمانوں کی طرف سے کانفرنس کو آئندہ وسائل ملکانہ میں تعاون کرنے
کی دعوت دی اس کے بعد جناب مولوی عبدالحق صاحب نے کہا
انجمن ترقی اردو کے صاحب صدر بیان کر کانفرنس کا شکریہ
مناسب خاتمہ کیا اور سب سے آخر میں علامہ
علامہ کی آ
رکھنے

جلد ختم کر دی گئی۔

اردو پریس کانفرنس

بتانا ترسنے کے لیے کسی طویل صفحہ کی حاجت نہیں کہ ہندوستان
کی خستہ حال اردو کے پریس کو اپنی تقویت و اصلاح کے لیے اپنے نمائندہ
کی ایک مستقل انجمن اور سالانہ جلسہ مشاورت کی ضرورت ہے اور بھلا
اپنے ستر کروڑ کی حفاظت میں وہ اس تنظیم کے فوائد جل کی نوبت نہ پیدا
کرے گا۔ اس جلیل القدر ذریعہ کی اوائلی سے جو اہل ہندکی اصلاح
و ترقی کے متعلق اس پر عائد ہیں ہرگز عہدہ برآ ہو سکے گا۔ اس لیے
کل پریس کی کانفرنس نہایت بروقت اور مکمل ترکیب ہو جس سے
ہندوستانی پبلک کو بھی فیصلہ لینی چاہیے اور ہمارے نظم کو بھی الامکان
اس کی ترقی و کامیابی میں مدد دینی چاہیے۔ وہ لوگ بڑے غلط خیال
واقع ہوئے ہیں جو صرف فی کس آمدنی یا شخصی کارناموں کی بنا
پر کسی صوبہ کی تہذیب کی نسبت تخمینہ لگاتے ہیں۔ اسی کامیابی کے ساتھ
ہیں کانفرنس کا جلسہ اجلاس

صاحب شیدا دہلوی، ایڈیٹر ہندستان" لاہور منقد ہلد اور بنگال صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ دہلی پنجاب اور بمبئی کے اردو اخبارات درسالجات کے ذریعہ سے خانہ خانوں سے اس میں شمولیت اور زیادہ اردو اخبارات رسائل سے ایڈیٹروں سے جلسہ کی کارروائی بھیج کر بوجہ نا گزیر شرکت سے معذوری اور خاصے کانگرس کے ساتھ اپنی موافقت کا اظہار کی سٹرونڈی کانگریس نیشنل کانگریس کی جلسہ میں شریک ہوتے تھے مارچ ۱۸۸۵ء کلکتہ میں پہلا اکول صاحب بانی ہندوستانی نے ایک نقطہ پر ملکی یعنی ہندوؤں کی طرف سے ڈیلیگیشن کا خیر مقدم کرنا اور پریس کے لیے ایک گیلری کی ضرورت بتائی جو بند حال میں ایڈیٹر ہونے سے اپنی نظر میں وجود کا احساس کرنے کی ایک بھی تھی اور اس کا ذکر کیا ۱۸۸۵ء کانگریس کے بانی شری نیشنل ہندستان کانگریس کے صدارت کی جو اپنے میں ہوئے تھے ہندستان کا ایک شیدا صاحب اس صدارت کا ذکر کیا ہے ایک تھا اور ایک ایڈیٹر کی حیثیت سے ہندستان کی

ترجیب تواعد وضوابط کی کمیٹی بنانے کے لیے ذیل اصحاب منتخب ہوئے۔
[illegible] سلیمان صاحب بیرسٹر ایٹ لا، پنڈت لکشمی نرائن صاحب کول بیرسٹر ایٹ لا، [illegible] صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔

۱۵۔ اور چونکہ اس زمانہ میں سکہ کی بہت کمی ہے اور لگ بھگ اس کے مساوی نوٹ جاری ہوئے ہیں اور ان کی اشاعت کو روکنا [illegible] اس لیے یہ تجویز ہوئی کہ ہر ایک ممبر کو اختیار ہو کہ وہ اپنی [illegible] کے لیے [illegible] کے نوٹ لے لے۔ اور اس کی [illegible] ہو۔ اس کی [illegible] کے لیے [illegible] کے نوٹ لے لے۔ اور اس کی [illegible] ہو۔

قرارداد سی صدارت

۱۶۔ [illegible] کی [illegible] کی غیر [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

محرک:۔ شیخ جالب الدین ایڈیٹر روزنامہ تہذیب لکھنؤ۔ خاکسار ایڈیٹر عصر

(۱۰) اُردو پریس کانفرنس کا یہ جلسہ زوردیتا ہے کہ اُردو پریس ایسوسی ایشن کی جلد سے جلد تشکیل کی جائے۔ تاکہ ہم تمام مقامی ایسوسی ایشن پریس ایسوسی ایشن میں شرکت کے لیے بھیجے جائیں۔ اور فی الحال ایسے مخلص لوگوں سے منتخب کیے جائیں جو تین ماہ تک ایسوسی ایشن کا چندہ ادا کرکے شرکت کے لیے تیار ہوں۔

محرک:۔ حاجی ریاض الدین احمد بریلوی خادم مقام خانبہ دوزنگار بمبئی

مؤید:۔ مولوی کرم اللہ خان صاحب ایڈیٹر الہ دہ۔

(۱۱) اُردو پریس کانفرنس آرسیل بمبئی پراگ زوانی جناب گو رشہار کی بوقت موت پرانے دلی رنج و ملال کا اظہار کرتی ہے مرحوم صرف بنگال اُردو کے محسن اور سرپرست ہی نہ تھے بلکہ ہندوستان کے سب سے بڑے اُردو اخبار کے مالک تھے۔ اپنے اداراتی قیادت اور اعلیٰ کردار کے ایک عظیم بنگالی نے اس نقصان کو بھی محسوس کرتی ہے جو ان کی وفات سے صرف ہندی جماعت کو بلکہ تمام قوم کو پہنچا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انڈین انڈسٹریل کانفرنس

ملک کی حقیقی ضروریات اور باشندوں کے اصلی مفاد کو نظر انداز کر دیا جائے تو حریفانہ کانفرنس کی اہمیت سیاسی و قومی مجالس سے کہیں زیادہ ہو لیکن افسوس ہے کہ اس مرتبہ کانفرنس فکر کے سالانہ اجلاس میں دل سے آخر تک چند در چند حادثات، مسودہ اقتراحات کا سامنا ہوا اور بس دوڑ دھوپ کامیابی کی امید تھی وہ حاصل نہ ہونے پائی سب سے بڑا سانحہ یہ فرمایا جو حریفانہ کانفرنس کی کامیابی میں یقیناً مخل انداز ہوا یہ تھا کہ کلکتہ ہی کے نہیں بلکہ صوبجات متحدہ کے سرمایہ دار طبقہ لیڈر اور اتنا شریل کانفرنس کی مقصد نیشنل سے لائق سے ہو بڑا گ رہے تھے اور ہڑتال کانفرنس کے وقت یکایک کلکتہ میں ہڑتال فرما گئے اور ہڑتالی مہاجنوں کے خیر مقدم اور صوبہ داروں کی حریفانہ دکاندارانہ حیثیت کی تشریح کے متعلق جو خانہ تقریر انھوں نے تیار کی تھی اس کا

باقی رہا۔ فضا جائے بے تاہ ہمارہ والی کیوں ہوئی اور قبب ہو کر
دوسری طرف حسابات کو ایس پیسے سے صیحکہ اعلاسس کے روز
اسکی مضاعت کا موقع دینے پر فوجیین کی کمی و پریشیہ ہسال ہو گیا
کار اور فرجہ حال ہیں کرایا یا حالا نکہ اسی وقت کبھی ان زیرگر
ذیہ سیون سے کہیں زیادہ شاندار تھی سیفیہ کا فوٹس کی سالانہ
کاروائی کی رپورٹ بھی پیش ہے جس میں کی گئی
ملاکر کے سالانہ بن جو جیدہ کا ۔ تب کہ
شہر ہشتمل ہے یہ
ہوں جس نے اور رپورٹ علاوہ
سال کی
ہے

بشی نے اپنی سابقہ تقریر استقبالیہ کمیٹی کی جانب سے پڑھی جناب
صدر نے ہدایت مفصل خطبہ صدارت پڑھا جس میں زیادہ تر جنڈ ون
کے بعد حالات اصلاحات زمانہ حال کی تفصیل اپنے خیالات کا اظہار
کا مفصل طور پر کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
عمل ابتدا سے یہ ہے کہ
ہے
ہوتے
ہیں
ہیں
ہیں

تقریروں اور ہندو مسلم اتحاد اور قومی جوش کے ایک نئے اور پرلطف جلسہ کا عکس پیش کیا۔ ہولے ہولے ہیجان سے تھوڑی دیر پہلے یا گیا خاصہ اسکے گرد دونوں میں اور سڑک کے دونوں طرف بیشمار میلے لیڈروں کی رہائش کے لیے منتخب تھے۔ ... اور لیڈر لیڈروں کی اسائش و راحت کے انتظام میں مصروف تھے۔ استقبالیہ کمیٹی نے نصف و ہزار شتر تو ان کا پنڈال میں انتظام کیا یعنی حاضرین کی تعداد کا اس نے بالکل تخمینہ نہ کیا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹکٹ پیدا ہونے پر ۲۰ دسمبر کو ۲۰ دسمبر کو بھی ٹکٹ تھے اور دس روپیہ کے ۲۲ دسمبر کو ۲۰ دسمبر کو کسی قیمت کا بھی ٹکٹ نہ تھا۔ ہمارا آدمی کانگریس کا جلسہ دیکھنے سے محروم رہا۔ صبح اس نے مجھ سے بیان میں نل لے کے کہا کہ جتنی بھی ہمیں آپ ہیں لوگ ہمارا بیت خواہ ہیں ان انتظامی کمیٹی اور سابق پریذیڈنٹ وغیرہ ان کا کس قدر انتظام تھا اور اسکے ایک طرف ہمارے خواتین اور ... کیلئے کس قدر انتظام تھا اور اسکے ایک طرف ہمارے خواتین اور ... کیلئے کس قدر انتظام تھا اور اسکے ایک طرف ہمارے خواتین اور ... کیلئے کس قدر انتظام تھا

[illegible]

سلطنۂ گورنمنٹ کارروائی [illegible] سلطنۂ گورنمنٹ کارروائی [illegible]

سلطنۂ گورنمنٹ کے سال پر کانگریس کے ساتھ ہی بالفت اور علی برادران کی گئی ہو دونوں کے ملانے کا ملاس میں ان سے جتنی بار وہ سام تھا صورت سلوک کا کے اور ارکان نشست ہوئے تو حاضر ہیں ہے تو ہر جوش جو ہوا۔ اسی روز جس سلسلہ ہوئی [illegible] تا سلطنۂ [illegible] سیر سلطان [illegible] کی سر [illegible] سے سلطنۂ کیا اور انکے قریب نشست ضیافت کی جس [illegible] کی دوسری [illegible] کی سوئی کا اور [illegible] پیش ہوا اور [illegible] تو [illegible] ہیں [illegible] رہا [illegible] جو [illegible] کے پہلو [illegible] تھی [illegible] [illegible] ہیں [illegible] بھی [illegible] ہوا اور [illegible] تقریر کی

اُردو انسائیکلوپیڈیا

اداریہ

انجمن ترقی اردو

شکر ہے کہ مدت تک خواب غفلت میں مدہوش رہنے کے بعد قوم نے آنکھ کھولی ہے اور اب یہ ہوا چلی ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر اپنی زبان کی ترقی کا خواہاں ہے۔ ہر صوبہ میں تعلیم کی ترقی کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہر جگہ اپنی اپنی زبان کی ترقی کا خیال ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری زبان اردو اس سے محروم رہے۔ ترقی اسی کا نام ہے!

اس وقت ہندوستان کے ہر حصہ میں اردو کی ترقی کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ ہر جگہ انجمنیں قائم ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ مشاعرے ہو رہے ہیں۔ ہر جگہ اردو کی ترقی کے لئے تجویزیں ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ اردو کی ترقی کے لئے روپیہ جمع کیا جا رہا ہے۔ ہر جگہ اردو کی ترقی کے لئے [illegible] ہو رہی ہیں

ز نشہ جدید دفعات کے تحت ہی کی جائے گی۔ اور صدارت جو جناب صدر دیگر کسی
صاحب کو کرنے۔

۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کمیٹی کے اجلاس کیسے کیسے کیے جائیں۔

۴۔ اس کمیٹی کے ذمہ صدر کی تجاویز اور ہدایات کے مطابق جلسوں کے انتظام
کے لیے مختلف کمیٹیاں بنانا اور ان کے کام کی نگرانی کرنا ہوگا۔

۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۳۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۴۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۵۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۶۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۷۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۸۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۹۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۰۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۱۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۲۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۳۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۴۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۵۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۶۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۷۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۸۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۲۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۳۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۴۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۵۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۶۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۷۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۸۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۱۹۹۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۰۰۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔ کے لیے مختلف کمیٹیوں کے
ممبران کے نام تجویز کرے۔

۲۰۱۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا کہ وہ ۔۔۔

[illegible]

[illegible]

وغیرہ کا نعت کو توجہ دلانا۔

[illegible]

کی ذات کو جنہوں نے وجود ہی عالمِ نعت میں لیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دفعہ ۱۷ واقع ہے!

—

ہیں۔ ان کا مستقبل میں قدر شناس طبقہ کیا ہوگا اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ادب کو ہمارے ہاں رسائل کی بدولت عام طور پر قدر دانی نصیب نہیں ہوئی۔ ہر پبلک نے جس نے ادب سے آویزش کی ہے اس کی قدر دانی کی ہے اور ہر ادیب کو مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ چار سو میں دو پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ ان میں سے تیرہ سو آدمی ایسے ہیں جو اردو لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔ ان میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جو اردو کا اخبار پڑھ لیتے ہیں۔ ان کو اردو کی کتابوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ ان کو اردو کا اخبار پڑھنے کی عادت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اخبار میں ان کو اپنے متعلق کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔ اردو کا ادب ان کے لیے کچھ نہیں ہوتا

اُردو پریس کانفرنس

منشی رام چپل سنگھ صاحب شیدا مدیر خبار ہندوستانی تقریر صدارت

حضرات اور خواتین حاضرین جلسہ!

آپ کی مجلس انتظامی نے اس دفعہ مجھ کو اس کانفرنس کا صدر مقرر کرکے جو عزت بخشی ہے اس کا میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگرچہ میں اس عزت کا مستحق نہیں ہوں اور اس کام کے لئے بہت سے دوسرے اصحاب مجھ سے زیادہ موزوں تھے لیکن میں نے اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھا کہ اس بہانے سے آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کا موقع ملے گا۔ اس لئے میں نے اس کو بخوشی قبول کر لیا۔

آج ہم لوگ ایسے زمانہ میں جمع ہوئے ہیں جب کہ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا زمانہ کبھی نہیں آیا تھا جیسا کہ اب آیا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی تجارت، ہندوستان کی صنعت، ہندوستان کی زراعت، ہندوستان کی تعلیم، ہندوستان کی سوسائٹی، ہندوستان کی مذہبی حالت، ہندوستان کی سیاسی حالت، ہندوستان کی اخلاقی حالت، ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔

ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔

آزاد اور زبردست پریس

ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔

اپنی حالت کا احساس

ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔

اہل ہند کی وفاداری

ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کی ہر ایک چیز بدلتی جاتی ہے۔

انھوں نے دیکھا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دلیران ریاست سے لیکر
ادنیٰ فاقہ کش تک سلطنت کے لیے تن من دھن سے صدقہ نثار ہو گئے تو
اُس نے استحکام کی کوئی حد نہ رہی لیکن یہ انتہائی جذبہ وقتاً فوقتاً
حالات کی اس میں کمی بیشی کیا کرتی تھی۔ شکستیں اور سیاسی گڑبڑ
نے کیا یورپ کی شکستیں اور اس نے ہمیں نے ہمیں کہ کیا کیا
لیکن ان قابل قدر حالات کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ہم یہ
سے یا ہفتہ ملتے، دیکھا جائے گا۔ ان کی ہستیاں
پریشانی کے تصور ہی ہوتی ہیں اس لیے وہیں کہ ان میں موجود
مقابلہ ان سے ہوسکے لگا۔ ان کے ایک مقام ہی جائے
ہفتہ وار اخبار نے خبر ملک اور ملک ہوسکے
تھے اور ہوسکے

پریس ایکٹ

ظاہر کردیا

جنگ یورپ میں شروع ہوا ہے ہوسکے
کہتا ہے کہ اگر ہمارا

ہوسکے

منتقل ہو سکیں

جائز نکتہ چینی کی بحث

رہنے کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچیں کہ ہم ہندو مسلمان ہیں، ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں، ہم ایک ہی ملک کے باشندے ہیں، ہم ایک ہی زبان بولتے ہیں، ہم ایک ہی تہذیب کے وارث ہیں، ہم ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں، ہم ایک ہی باپ کی اولاد ہیں، ہم ایک ہی خاندان کے افراد ہیں، ہم ایک ہی قوم کے ممبر ہیں، ہم ایک ہی ملک کے شہری ہیں، ہم ایک ہی ریاست کے رعایا ہیں، ہم ایک ہی حکومت کے ماتحت ہیں، ہم ایک ہی عدالت کے سامنے جواب دہ ہیں، ہم ایک ہی قانون کے پابند ہیں، ہم ایک ہی آئین کے محافظ ہیں، ہم ایک ہی جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوتے ہیں، ہم ایک ہی ترانہ گاتے ہیں، ہم ایک ہی دعا مانگتے ہیں، ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں، ہم ایک ہی مذہب کے پیروکار ہیں، ہم ایک ہی عقیدے کے حامل ہیں، ہم ایک ہی نظریے کے قائل ہیں، ہم ایک ہی مقصد کے لیے جدوجہد کرتے ہیں، ہم ایک ہی منزل کی طرف گامزن ہیں، ہم ایک ہی راستے کے مسافر ہیں، ہم ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، ہم ایک ہی طوفان سے دوچار ہیں، ہم ایک ہی ساحل پر پہنچنے کی آرزو رکھتے ہیں، ہم ایک ہی روشنی کی تلاش میں ہیں، ہم ایک ہی اندھیرے سے لڑ رہے ہیں، ہم ایک ہی سورج کی کرنوں سے روشنی حاصل کرتے ہیں، ہم ایک ہی چاند کی چاندنی سے لطف اندوز ہوتے ہیں، ہم ایک ہی ستارے کی رہنمائی میں چلتے ہیں، ہم ایک ہی کہکشاں کے مکین ہیں، ہم ایک ہی کائنات کے باسی ہیں، ہم ایک ہی زمین پر بستے ہیں، ہم ایک ہی آسمان تلے سانس لیتے ہیں، ہم ایک ہی ہوا میں جیتے ہیں، ہم ایک ہی پانی سے پیاس بجھاتے ہیں، ہم ایک ہی غذا سے پرورش پاتے ہیں، ہم ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں، ہم ایک ہی مٹی میں دفن ہوں گے، ہم ایک ہی مٹی کے ذرے ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے پتلے ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے برتن ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے کھلونے ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے مجسمے ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے نقش ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے نگینے ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے موتی ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے ہیرے ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے جواہر ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے لعل ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے یاقوت ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے زمرد ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے فیروزے ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے عقیق ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے مرجان ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے صدف ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے گوہر ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے نایاب ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے انمول ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے بہا ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے لاجواب ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے مثال ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے نظیر ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے مثل ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے ہمتا ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے جوڑ ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے مثیل ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے شبیہ ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے عدیل ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے نظیر ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے مثال ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے مثل ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے ہمتا ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے جوڑ ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے مثیل ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے شبیہ ہیں، ہم ایک ہی مٹی کے بے عدیل ہیں۔

پریس بولیو

[illegible]

اشتہارات کی زندگی اور موت

[illegible]

دوسری نذر ولی اصلاح

[illegible] ہیں [illegible] ایک بار کہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]

اُردو اور اُس کی ترقی کی صورت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کما حقہ ادا کی جائے۔ مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی اور ترکیبوں کی بھرمار سے
اردو اور ہندی کی تفریق ختم ہو جائے۔ اردو کے نئے الفاظ
ڈھالنے کے لیے ہندی کا پورا ذخیرہ موجود ہے۔ اس سے
ہمارے بچوں کو ایک سہولت یہ بھی ہو جائے گی کہ ان کو
دقت طلب اور مشکل پڑھنے کے بعد ہندی کی آسان کتابیں
پڑھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ اس طرح ہندی اور اردو
کے درمیان جو خلیج پیدا ہو گئی ہے وہ بھی پٹ جائے گی۔
ہندی اور اردو کے ادیب ایک دوسرے کے قریب آ جائیں گے۔
ہندی کے ادیب اردو کے ادیبوں سے اور اردو کے ادیب
ہندی کے ادیبوں سے ملنے لگیں گے۔ ایک دوسرے کے
خیالات سے واقف ہوں گے۔ ایک دوسرے کی کتابیں
پڑھیں گے۔ اس طرح ہندی اور اردو کے ادیبوں میں
ایک ہی خیال اور ایک ہی ادب پیدا ہو جائے گا۔ ہندی
اور اردو کا جھگڑا ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ ہندی
اور اردو ایک ہو جائیں گی۔ ہندی اور اردو کے ادیب
ایک ہو جائیں گے۔ ہندی اور اردو کے ادیبوں کا
ایک ہو جائے گا

اس خیال کے پختہ ہونے کی بڑی وجہ مسلمانوں کا گفتہ بہ اخلاص، رواروی اور بار بار قابو سے نکل جانے کی عادت ہے۔ مگر ہم نے اس کمزوری کی جانب سے آنکھ بند کر لی ہے۔ اس سے نقصان کی زنجیریں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اس کمزوری کی وجہ سے ہم نے اپنے اندر سے بہت سی خوبیوں کو کھو دیا ہے۔ ہم نے اپنے اندر سے [illegible] کو کھو دیا ہے۔ [illegible] کو کھو دیا ہے۔ [illegible] کو کھو دیا ہے۔

الناظر

(تقریر)

عالیجناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹرایٹ لا صدر انجمن استقبالیہ اور گانفرنس کھنؤ

حضرات وخواتین!

جلسہ استقبالیہ کی صدارت کے لئے آپ کو جو میرے واسطے
اعتبار ہوا اور میری علمی نوعیت کے اوصاف نہیں بلکہ ہمارے نے
بنگرچہ ہی تھوں کیا تھا اور آج ہی بہت
کی طلب سے آپ
اس سے آپ
بہاں جمع ہوئے اسکا قابل قدر ہونا
اس کی فلاح ہیں
قت

ترقی کنارہ ہے۔

ہر نئی تحریک ابتدا میں ہوتی ہے

اس برس انگریز حکومت نے سب کو حیرت زدہ کر دیا۔ انگریز خیال
بنا چکے تھے کہ ہندوستان نے جو انگریز کی تابع ہو چکا ہے اور
ستر سال سے مسلسل سکون اور استقلال کے ساتھ انگریز
قوم کی حکومت موجود ہے، کبھی بغاوت نہیں کرے گا۔ اور ان کے بعض جہاز برابر
کہتے تھے کہ ہندوستان کی یہ خاموشی سوز تھی اور قریب ہے کہ
آخر جو نہ ہونا تھا وہ ہو جائے۔ ظاہر بات ہے کہ ایسا خیال اور ایسی گہری
بات صرف ایسے ہی شخص کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے جو ہندوستان کی حالت
سے بالکل بے خبر ہو۔ ہندوستان میں کوئی آدمی ایسا نہیں
ہو سکتا جس کو اس بات کا علم نہ ہو کہ انگریز کی حکومت صرف تیج
تلوار پر قائم نہیں ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد ہندوستان کی
بے اتفاقی اور پھوٹ پر ہے۔ ہندوستان کی کوئی قوم بھی ایسی نہیں
ہے جو انگریز کی حکومت کو ہندوستان کے لیے ایک بڑی نعمت نہ سمجھتی ہو۔
اس وقت اس کا کیا ذکر ہے۔ بلکہ اس کا ہر جزو ہندوستان
کے لیے ایک بڑی نعمت ہے۔ ہندوستان کی ہر قوم اس کی
حفاظت میں اپنی ترقی کا راستہ دیکھ رہی ہے۔ ہندوستان کی
تمام قوموں کے لیے انگریز کی حکومت ایک ایسی ڈھال ہے
جس کے پیچھے ہر قوم اپنی ترقی کے لیے آگے بڑھ رہی ہے۔
ہندوستان کی ہر قوم کو انگریز کی حکومت سے ایک
بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہندوستان میں
ہر قوم کے لیے ترقی کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ ہندوستان کی
ہر قوم کو انگریز کی حکومت سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ
اس کی وجہ سے ہندوستان میں ہر قوم کے لیے
ترقی کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ ہندوستان کی ہر قوم کو
انگریز کی حکومت سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی
وجہ سے ہندوستان میں ہر قوم کے لیے ترقی کا
راستہ کھلا ہوا ہے۔

اختلاف نہیں ہو جو اصلاح پذیر نہ ہو سکے۔ مگر زبان کے متعلق بعض
تعلیم یافتہ مسلمانوں نے بغاوت کا خاص جامہ پہنا رکھا ہے۔ گروہ
کون سا ہندو یا مسلمان ہوگا جو اردو کے ہندوستانی ملکی زبان ہونے
سے انکار کرے۔ مسلمان اسے اپنے قدیم وطن ایران، توران اور
عراق سے لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ ہندوستان ہی میں پیدا
ہوئی اور اہل ہند کی ہندو ہوں یا مسلمان، گود و دن دن میں
نشو و نما پائی۔ اور آج ہندوستان کے مختلف حصوں میں اگرچہ
دوسری زبانیں بولی جاتی ہیں مگر اردو وہی ایسی زبان ہے جو تمام
ملک پر حاوی ہے۔ اس کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ملک میں آسانی
سے روزگار حاصل کرنا۔ جو روزگار اس زبان کے جاننے پر منحصر ہے
وہ کسی غیر ملک سے آئے ہوئے اور علاقے کے آدمی کو نہیں مل سکتے
اردو کے سوا کسی ملکی زبان میں یہ خصوصیات غیر ممکن ہوگا۔ اس کے
عملاً بھی بناوٹ و قواعد کے اعتبار سے تمام ہندوستان
میں اردو ہی ایسی زبان ہے جو بہت آسانی دوسری زبانوں کے
لوگوں میں پھیل سکتی ہے اور جس میں علمی زبان بننے کی سب سے زیادہ
صلاحیت موجود ہے۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے ان ہم وطنوں کو
جو اس وقت تک تنگ خیالی اور وطنیت کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں
اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ ہندوستان کی ہر قوم کو
انگریز کی حکومت سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی
وجہ سے ہندوستان میں ہر قوم کے لیے ترقی کا
راستہ کھلا ہوا ہے۔ ہندوستان کی ہر قوم کو
انگریز کی حکومت سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی
وجہ سے ہندوستان میں ہر قوم کے لیے ترقی کا
راستہ کھلا ہوا ہے۔

نوں اگاہ حاصل رہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اس جلسے میں ہندو مسلمان دونوں
نوں شریک تھے۔ ریزولوشن کی بے تعصبی کا یہ عالم ہے کہ ترکوں کی
تعریف بھی ہوا ہے۔ ۔۔۔ است روی کا ثبوت ہو کیونکر لا اگر خصائص مقدسیت
مکھنے والی تعریف پر بھی نرقست کی حوصلہ کی بہ ست آزاد ہوتے
اس بے گناہ رائے کی عداوت کرتے جس نے کبھی نہ کسی کے لئے
بزرگ یا اور ہمیں درحقیقت ایک قوم بنا دیا ہے تعلیم یافتہ
یونینسٹ کانگرس ہو اسلم لیگ کسی کی دشت باریک الفاظ سے
زیادہ نہ ہوگی۔ ایسے ہندوستان دشمن سے تو ہمیں یاد دیش اور
عاجل خوفناک پرست شاید وہ مسلمان تھے جنھوں نے ان کی حکومت
یوں بھی تو ہی زبانیں عالمی تحریک کی سی ترک کر دیں اور ہندوستانی
اردو کو اپنی اور ہی زبان بنا لیا تھا ایسی مسلمان لیگ و کانگرس
اگر دیکھا دلی کے شاگرد ہمیں ہیں ورنے تمام پولیٹیکل اختلاف کے جلے
اتحاد اہل ہند کے دلوں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں کہ اور وقت کے
تمام فرزند ہندوستان باستثنا پارسی ہوں یا عیسائی سب ہیں
تو یہ کی بھی نہ پیدا ہو جائے اور ان کی ہندوستانیت دنیا میں
نمایاں طور پر ثابت ہو چکے ——— تو ان کو سب سے پہلے یہی
کی تھا و ہمکاری کرنا مستحسن ہوا ان تمام ضروریات کو کسی نہ
سے تعلق ہیں ملحوظ رکھ کر ہمیں ہندوستان میں ان کے متعلق
کرنی چاہئے۔ اتحاد ایک مرکزی اور ہلہ ہوتی ہے اسی طرح
ہر روایات کو پیش نظر رکھ کر ابتدائی اس کا ہونا کہ تمام جن کا
علوم فنون کی تعلیم کی راہ میں ہو کر ہے یہ ہم کو ہر جن پر سیری
میں ہندوستان کی فلاح و بہبود کا انحصار ہو ہے اطمینان کے ساتھ
غور و فکر کے محتاج ہیں اور اگر ایسی تجاویز کا عملی صورت میں
ابھی تک حوصلہ و خیال معلوم ہوتا ہے لیکن اس تحت ہندوستانی
کو درجہ کمال پر پہنچانے کی خواہش ہی حالت موجودہ اہل ہند کی بہ

ہی ہو کر کہ دوں کہ وہ مجھے بڑا عالم بنیں اور ... بنیں ترقی دلوا دیں اپنی کوشش کریں کہ ان کی آمدنی بڑھ جائے ... سکے یا وہ اس میں کامیاب ہو جائیں تو یہ ... ہے۔

میں تو یہ کہتی ہوں کہ ... ہے ... کے ... کے ... ہیں ... معاملہ کا ... ہے ... کو ... بادر ہو ... ہے ... ہے ... ہے

صحت کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی ہماری زبان میں جدید علوم سے فراہمی دست کے باعث شاعری اور علوم دینی کی کتابیں بہ کثرت لکھی گئیں اور کوئی قابل قدر تصنیف جو ہمیں ہو اس میں اضافہ و آرائش ایک طرف رہا ہے طرف اب کسی کسی پرسی اور پریشان حالی کی وجہ سے بزرگ تک جو اپنا مستقل زندگی کی خدمت گزاری کو سمجھتے ہیں ان کی مساعی علمیہ کا اکثر حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری زبان اور بہت سی ہندوستانی زبانوں کے مصنفین اور مؤلفین کے ساتھ ایک اور بڑی مصیبت ہے جو ان کے دور دراز کے ہم وطنوں میں جیسے پڑھے لکھے ہندوستانی دوسری اقوام یورپ کی علمی ترقی سے بے خبر ہیں اسی طرح ہمارے ملک کے بھی جانے انجانے کوئی کتاب کسی علمی یا ادبی موضوع پر لکھتا ہے تو اس کو اپنی ساری کمیٹی اس کو دور کرنے کے لئے تحریر کے سامنے لکھنے سے بیشتر اس کو اپنی زبان میں جب زیادہ ترقی ہو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ زبان ہندوستان کے ہر شخص کی زبان ہوتی اور بھی مانی ہوتی تو اس کی تعلیم جاری ہوتی اور اس کی تعلیم کے لئے ہر ایک ہندوستانی کو ایک ہی زبان میں تعلیم دی جاتی تو

ز ... عرض ... علماء ادب کی ... ہمارا ... ان کی
کتب خانوں ... ہوتے ... بعد ... علمی ... ہیں
ان ... ہیں ... کر ... ہو
کر ... بانوں کے ... ہماری ... اس ... سے ... ہوا
ہو کر ... ایک ... ان ... بعض ... ہیں ... طرح
... ہیں ... ان ... کی ... نام ... ہیں ...
... ہیں ... کی ... ان ... کی ... ہیں ...
... ہیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں

ذریعہ اخبارات و رسائل ہیں۔ یہ چیز ہمارے اہلِ مغرب سے ہی ملی ہے مگر عجیب بات ہے کہ اس ملک میں جہاں زیادہ تر ان لوگوں کے تصنیفین ہیں جو مغربی تعلیم سے خود تنصیف ہوئے یہ چیز بہت کم لوگوں سے کام لینے کی صلاحیت رکھتے تھے تنصیف ہوئی ہے۔ پچھلے چند سال میں ایک ایسا فراغت بخش پیشا ہوتی ہے اگر یہ تعلیم یافتہ لوگ دیں۔ ان میں اخبار نویسی پر قسمت ہوئے ہیں اور بہت سا روپیہ ان میں لگا ہے مگر ان لوگوں کے تعارف سے گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ کام ان لوگوں کی توقع کا محتاج ہوا اور آگے بھی ہماری تجویز کو سیاسی معاملات کو ان علاقہ میں ہماری ادبی حیثیت سے نہ دیکھا جائے۔ ہم کو اس کے سیاسی رخ کے اس اہمیت کو خطرہ اور کہیے اور جس طرح ممکن ہو اسکے رخ کی اخبار نویسی اور ساتھ ہی اخبار بینی کا ذوق صحیح پیدا کرنا بھی اپنے خاصہ میں شامل کیے۔

ثانیاً ان کی جانب اسی مد میں اشاعت کے تعلق ایک ضروری مسئلہ یہ ہے کہ مکتب عثمان اور حیدرآباد میں انجمن ترقی اردو کی شاخوں کا قیام ہو جس سے خواہش اردو کی تو بہار پر لوگی جو اس قسم کی کوشش سے یہ کام شروع ہو گیا ہے میں ملک کو معلوم ہے اس سلسلہ میں تمام ممالک میں ہماری جائیداد اور ان کے داخلی خاصہ کی کوئی نتیجہ نہیں ہوا ہے [illegible] کس طرح [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

ہے عرض ہے کہ تعصب کے دیے ہوئے زین کو ہیں
ہی۔ اسکے علاوہ جو ہو سکیں ہیں ہو۔ وہ تب صاف ظہر
زبان میں ہیں ہیں حضرات سے خدمت ہیں
حاظت ہے ہو سکتی ہے صورت ہو اب تک ہو ہے ہو
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

اتنا سچا اور خیالیان اثر چھوڑے گا جو شاید کئی سال بعد بھی نہ چھوٹ سکتا!۔

مضمون نگار نے مضمون کی نزاکت اور سنجیدگی کا تقاضا تھا کہ اس پر بہت کچھ کہا جاتا۔ مگر اب ہم سب جناب صدر نشین کا پُرمغز اور پُرمغز خطبے کے مشتاق ہیں لہٰذا میں اپنی تمام تر توجہ کو مرکوز کرتا ہوں اور استقبالی جلسہ کی کامیابی پر اُن کی رہنمائی کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ہندوؤں کا تعلق اُردو سے)

مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب شرر کا وہ مضمون جو اردو کانفرنس لکھنؤ کے دسویں اجلاس میں پڑھا گیا

حضرات! علم الالسنہ یعنی فیلالوجی ہندوستان میں جدید عجیب کوچے دکھائے ہیں۔ اس جہد کے واقعات لطف کے ساتھ کہ ایک جدید ملت کو بنانے سلز کی اطلاع کے لیے اپنے کارناموں کے زندہ ثبوت کی کوئی تدبیر ہیں معلوم تھی۔ نوع انسان کے پیچیدہ اور دشوار آثار متفرقہ انسانی میں آدمیوں کی عقل و حرکت و سیر یا حیات کا پتہ لگانے کی کوشش فن سے معلوم ہوئے ہیں۔ بھول بھلیوں کے قصے تو ہر ایک نے سنے ہیں۔ بعض ایسے عجوبہ روزگار محلوں میں جا بجا پہنچ گئے تھے جن میں ہمارے اس عہد تک کی دسترس نہیں ہوئی۔ ان کی دیواروں، زمین، چھت سے حیرت کے گھر سے گھر سے واقعات کا اتا پتا ہوتا ہے۔

تاریخ سے ہمارا رشتہ ٹوٹا ہوا ہے۔ ہمیں ہندوستان کی تاریخ کے سلسلے میں جو کچھ معلوم ہے وہ یورپ سے ہمارے پاس آیا ہے۔ ہمارے اپنے ذخیرہ علوم میں اس کا بہت کم پتہ ہے۔ ہمارے ہاں تاریخ کی جو کتابیں ہیں وہ بھی ایک تو ہیں نہیں ہیں۔ ان میں بھی اکثر ایسی ہیں جن کا مقصد تاریخ نہیں ہے۔ ان کا مقصد کچھ اور ہے۔ تاریخ ان کا ضمنی حصہ ہے۔

ہمارے ہاں تاریخ کا علم ایک ایسا علم ہے جس کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہم اپنے ماضی کو بھول جائیں۔ ہم اپنے ماضی کو بھولنے کی کوشش کرتے ہ

باغ عالم کے ایک سرے سے دوسرے تک کی شاخ میں جو نئی سلام بار رخت کھلا ہوا اور شجر آریہ سے پہلے دنیا میں سرسبز ہوا تھا یہ ایک تک صحیح ہوتا جبکہ عرب ظہور اسلام سے پہلے ہی جنوبی ہند کے مشرقی دھرمی ساحل پر آنے لگے تھے اور اس کے بعد بھی لگے آئے اور وطن اختیار کرنے کا سلسلہ جاری رہا اس لئے عہد و حسب پہلی صدی ہجری میں مسلمانوں نے ملک سندھ کو فتح کر لیا تو اکثر عربی خاندان آکے سندھ پھیلا گئے ہیں اور گجرات میں سکہ پذیر ہو گئے ہیں ضعیف عربوں اور نئی سلام کا آنا تھا۔

لیکن مسلمانوں کا وہ آنا جس نے ہندوستان پر گہرا اثر ڈالا اس سے پہلے ہندوستان کی وجود و دعا شہرت ہی اور مغربی وجود رہا ان بیدا ہوئی اس کا آنا بھی یہ پوچھیے تو کچھ نہ ہوئی کے حوصلے سے ہوا یہ عربوں کا آنا تھا بلکہ یہ ایرانیوں اور فارسیوں کا آنا تھا جو دراصل اسی قدیم آریہ شاخ کے پھل پھول تھے۔ مغربی نوعی خاص بھی نژاد اور قابل سامان کی نسل سے تھا اور ان کی فوج میں بھی ہوئی لوگ تھے جو ایرانی تھے یا تورانی جن کو ایرانی دنیا بڑے اور ہم عد بتاتے تھے عربوں سے عہد خوری سلامتیں ہوئی رہا عہد شروع ہوا وہ بھی گو ہمارا مسلمان تھے لیکن ہو کا اسلام اپنی تھے غیر خلوص کا تھا اور وہ بھی تو ایرانی تھے یہ ترکستان یہ ہیں کا لڑکا رہا۔ ہاں یہ حکومت ہی اصل خاندانوں کے ہاتھ آئی تو بھی تحقیق و تحلیل یہ ہے کہ ایرانی اور اہل عرب کے ہم بہرحال ہندوستان میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

اور مقدس کا انتظار کرتے تھے، اور تین کے ہندو راج کے پابند تھے۔
تین یہ ایک داستان کہن تھی جسے لوگوں نے بھلا دیا اور ان لوگوں نے تحقیق و تنقید سے نام بروں کے ورق خیالی نئے نئے نقش اس کاغذ پر کھل سے اٹھا ہو گویا کسی قدیم تہذیب کی کھنڈر کی سادی موجود عاشت کا بندہ دستانوں کے اس سیل جل سے ہوتا ہے ہماری معاشرت کی صورت اس وقت پڑی جبکہ ہندستان کی مکمل طور سے نکل گئی، ایرانی مسلمان ہندوستان میں آئے، اور جب سلطنت آسیز ہندی اور ہوئی آوہ ناری، ماہین مین اور کرو مزاج دنوں کے میل سے یہ نہایت ہی خوشگوار سموا ہوا پیدا ہوا جس سے ہماری اردو زبان مراد ہے۔

اس ترکیب سلطانوں کے آنے کا آغاز نظا ہر محمود غزنوی کے حملوں سے نظر آتا ہے مگر یہ حملے اور یہ حکومت ہیرونی کی عملی کو مستون سے ہوس کے وطن میں اگر چہ بڑا اختلاف ہو مگر میرے خیال میں سنہ کے ذہنیہ و مزاج پر دنوں باتیوں کا بہت کم اثر ہوا اور اس ہندی آمیز اسلامی تمدن کی آخری بنیاد وہ تھا جو سب سے پہلے سندھ دنوں میں مکمل ہوا تھا جس کا ذکر بالا سے دنوں فاتحوں کی تھی، اس نے بھی ہندستان دنوں میں مکمل ہوا کہ ہندستان کی قدیم تہذیب کی اس کا بھی ہندوؤں کے علوم میں ذہانت کے علوم سے بہت متاثر کیے اور اس کی تہذیب میں اس کے اثرات [illegible]

زبان میں اُس نے ایک بون لکھا تھا۔ اُس کا خاندان اگرچہ ملک عجم سے آیا تھا مگر وہ خود لاہور میں پیدا ہوا تھا۔ اور اسی وجہ سے زبان بھی اس کا اتنا بڑا زبان دان ہو گیا کہ اس کثرت سے فنی زبان میں خرچ کرنا تھا اُن کا ایک مستقل دیوان مرتب ہو گیا۔

غزنویوں کے عہد اول میں ایک ایرانی شاعر تھا اس کے چند ہی روز بعد لاہور میں محمود سب آزاد ہوا۔ محمود لکھتے ہیں کہ شہاب الدین غوری کے عہد میں ہندوستان کے مشہور ہندی شاعر جتنے کوی سنے پرتھی راج راسا لکھی تو اُس کے کلام میں کثرت سے فارسی عربی الفاظ موجود تھے۔

یوں تو دونوں کے ملنے سے ہی باہم سادگی شروع ہو جاتی ہے مگر اس میں دین کی تبلیغی سنہ ۱۱۹۲ء ہوا۔ اول بابا۔ جہاں تک ہی ایسا کہ یہ فرحت کے ساتھ لفظوں کا سودا بھی ہونے لگا ہے۔ دوسری نغمہ و سرود کی محفلیں، خصوصاً جب ایک تہوار اس دوسری تو سے فنی زبان کی گیت بلکہ فنون زبان شاعری عوام پیدا کا یاد، تو ہوتا ہو دخو ہیں یعنی ایوان دولت خدا دن۔ اور عزیز لوگوں پر ہیں دلا کی صحبتیں، یا دشاہ جی زبان عام لوگوں کے لیے بازار دن ہیں اس کی صحبتیں دیں کی تو ہیں محفل ہی تھی ہیں ہندوستان ہے دستان زبان سے تھے۔ بزرگوں کی فضیلت کثرت عام ہو گئیں جب مسلمان فاتح سے اپنے ہاں ہیں ہیں ہی

ہے۔ دوستی و شوق سے سنتے ہوں گے۔ موسیقی کے ذریعے سے زبانوں اور مکان کے لحاظ کا یہ رد و بدل شمالی ہند ہی میں نہیں جنوب میں بھی بڑی وسعت کے ساتھ اُسی زمانے میں جاری ہو گیا تھا۔ اور یہاں بھی سلطان کے لیے علاء الدین علی محمد شاہ بہمنی (۷۳۸ھ) نے سنسکرت کے ناٹک کو جو مقبول کی تھی، وہ ایک نشاط کے دیئے سے، لغوی و صوتی ترقی محلوں میں ہوئی اور رہتے رہتے، نتیجہ یہ ہوا کہ، دکن میں عام لوگ اردو زبان صاف کا نہ دکن کے علاوہ اور ایک کو دوسرے سے تہذیب کرنے اپنے کہنے سے ہوئے سے پیدا کرنے اور اپنے نشاط کی صحت اور دشمنوں کی محبت محلوں میں پہنچ کے پہنچے جاتے اور اسکے بعد جذبہ شعراء اہل علم کی صحبت میں بیٹھنے تو عین سنسکرت قبولیت مل جاتی۔

جدھر دکن میں علمی تجارت اور زیادہ ترقی کر گئی، کشمیر کے علوم سلطان زین العابدین سے خوشامد کے علاوہ ہندی اور تبتی زبانوں میں بھی ہو۔ نہیں رکھتا کہ اکثر عربی و فارسی کتابوں کا ترجمہ ہندی میں کرایا اور سب سے بڑھ کر اسی کے حکم سے مہابھارت و راج ترنگنی کا بڑا حصہ کشمیر کا ترجمہ فارسی میں ہوا۔

ان ترجموں میں کشمیر مسلمہ کے علماء ہندو کے محرر نے دلی میں سلطان فیروز شاہ کے علاوہ ہندی میں بھی کام کئے تھے اور ہندی نثر و نظم کی ریختہ سے ہندی ہو چکے تھے۔ ان میں سلطان کی زبان ہندی کی ملاحظہ سے کام کرتے ہیں ہندی زبان کا ذہب ہندی کی ہر ہندی اور ان میں سے بہت سے ہندی کا اتحاد اور ہندی کی اوستھا کی یہ ہی ہیں کہ زبانی ہندی دکن میں

کمال پیدا کر کے سخن آفرینی کی۔ بلکہ انھوں نے دکن جگہ کے علوم زبان کے ساتھ دونوں زبانوں کو بھی ملایا اور فارسی و ہندی الفاظ کو اہم مربوط کر کے اس میں نے نئے طرز پیدا کرنا شروع کیا۔ ایک معلوم کتاب میں تو فارسی اور ہندی کے ہم معنی اور مترادف الفاظ جمع کر دیئے جو قافیہ باری کھوتی ہو۔ اور اگلے لغات علیحدہ میں داخل تھی اس کتاب میں مختلف محلوں کو ایک سلسلے میں منسلک کر دیا ہے جو اُن کی عام علامات اور حوالہ ہے۔

اس کے بعد سے دکن نے فارسی زبان کے سلطنت کے دفاتر فارسی میں مراسلت شروع کی اور اسی کے مقابل محلی سلطنتوں نے اپنے دفتروں کو خاص ہندستان کی طرز پر رکھا اور سلطان علاء الدین کے لیے بیان کی دفتری زبان علمی حیثیت سے سلیقے گئے۔

یہ تاریخی تعلقات طور پر تاریخی میں کہ ان دونوں سلطنتوں اور ہندو دکن میں جاری رہیں۔ اور جنسے کس بڑھ گیا تھا۔ اور اس رابطہ اور اتفاق و یک جہتی کا بھیل جو نیابت تک ہلتے گرتے رہتے تھا وہ کہ بھوسے ہوئے تھا۔ دو ہاری اُردو زبان جو اس کا شمار بھیل اس سبارک ہوئے کی بادگار ہے۔ اس ہم اور ہندی سے ترجمے کے ور اردو کی اور ترقیات کا تھا خوب ہوئی ہے۔ تھا ہو گیا تھا۔

سچ یہ ہے کہ ہندو کے لیے اردو کی خلوت تھی اس کی اہمیت کا پتہ لگانا ہو تو ہیں اس کے مقبلی ان باب کو دیکھنا چاہیے جو دکن کے باشندے ہیں۔ اگرچہ ان کی مادری زبان تلگو یا کنڑ ہے لیکن ہندوؤں کی مادری زبان اردو ہے۔ اور اس میں یہ بڑا کمال اور فخر ہے کہ اس کی آغوش ہندو مسلمان دونوں کے لیے یکساں کشادہ ہے۔ اور اس کی ولادت میں اب کی تعمیر شامل

جس نے قلم ریزی کی، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض میں ایک سے زیادہ کے لیے ہوا ہو۔ اگر ہم ان لوگوں نے سلسلہ توجیہ میں غور کیا ہو، بخوبی جانتے ہیں کہ ہم بعض اس قدر زیادہ [illegible] ہوتا ہے کا نہیں ہوتا اس کا سا [illegible] گوشت پوست کے بنے ہوئے ہیں ایک ہی [illegible] ہوتے ہیں ایک جیسی [illegible] ہیں جو کثرت سے دیکھنے میں آتی ہیں اور اسی بنا پر مشہور ہے کہ "الاول سرلایعہ"

دونوں اشارہ [illegible] ہیں۔ اصلی اعلیٰ نظام معنوی ہے جس کا تعلق سماج اس ہندی اور تھٹا کے ہیں فارسی و عربی الفاظ معنوی، بعید و مہاوروں کی صحیح تک اس طرح مل گئے ہیں کہ ایک سماں دکھائی دیتا ہے جو کسی اور آفرینش میں [illegible] ہے۔ اس فارسی کی [illegible] کی پوری تجزیہ کرکے ہر ایک [illegible] کی تعین ہو جائے تو [illegible] کیا ان ہی [illegible] ہے اور ہی فارسی کہ [illegible] ہے [illegible] ہو سکتے ہیں [illegible] ہو سکتے ہیں [illegible] ہو سکتے ہیں

گروہوں کی اصلی عمارت خیال کی بحث پر قائم ہوا کرتی ہے۔ عربی اور سنسکرت خیال ہو کہ تمام سامی زبانوں میں فعلوں کا استعمال بغیر کسی دوسرے فعل کے ملائے تقاضا ایک حرف کے بڑھانے گھٹانے یا حرکتوں کے بدل دینے سے ہو جاتا ہے بخلاف سنسکرت کے آریہ زبانوں میں بغیر کسی دوسرے فعل یا لفظ کے ملائے یہ استعداد نہیں ہوتی۔

اسی طرح کو اردو کے حصہ سامی ہیں ہیں کے بیان کرنے کا وقت نہیں ہو گر وہ سب ثابت کیے ہیں کہ اردو آریہ زبان ہے۔ سامی میں۔ اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس زبان کو جو اس اور بیا اختیار جاتا شاد اور سنکرت سے ہو فارسی و عربی سے نہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اردو سے اگر یہ ہندو مسلمان ہونوں کو قومی تعلق ہے اور دونوں اس کے بیدا کرنے والے ہیں مگر ہندو کا تعلق زیادہ مضبوط اور محبت بڑھا ہوا ہے ساری دنیا جانتی ہے کہ اولاد کے ساتھ جو محبت ماں کو ہوتی ہے باپ کو نہیں ہو سکتی۔ لہذا بیچ یہ ہے کہ اپنی زبان کے لئے فرد کے ساتھ ہندوؤں کو بمقابل مسلمانوں کے زیادہ محبت ہونی چاہیئے جو اسکے حقیقی معنی ہیں گو بظاہر اس کے برخلاف دیکھتے ہیں کہ اکثر ہندو احباب اس کی طرف سے بے پروا ہونے کے سوا دشمنی اختیار کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس میں جاہلی فعل ہو جب ہندوستان کے ہندی کے ارسے کرنے اور خلیفہ کی انتخاب شروع کی تو ہندوؤں کو اردو کی بدولت زیادہ ان میں آنے کا موقع ملا کہ اردو ہماری زبان ہے اور ہندو کی سات پشت سے ہماری زبان ہے اور اردو کا ہندو سے کوئی تعلق نہیں جانتا ہے کہ اردو ہندو کی

گرم جوشی سے اُردو کی مخالفت شروع کر دی اور یہ مسئلہ سنگین صورت
پر دو زبردست زیادہ نازک صورت پیدا کر گیا۔ گریجن میں اس کو اردو
کون سا کہ زندی نعرہ درمیان دشمنی جیسے وہ حملہ کیا گیا۔ کیا
بھی ہیں بات کو جانے نہ رکھتے ہوں گے کہ اردو کوئی ہے
فصیح اور دلکار اور تھے زیادہ ہو جاتے ہیں بنگلہ میں بات کو
کبھی گا، اگر کہیں گے کہ اس سے بنگلہ بات
زبان ہاتھ سنوارنے ہیں، سب کہ کہ ہے
نہیں لاکھوں ہے، اور ہے
اسے ہاتھ ہے، ہے

اس فتنہ کا کہ مسلمان ہیں پنی ہے ایک ہی زبان سے

سر پر تاج ایک عمدگی سے اپنا شخصیت کا اظہار کیا ہے
مقابلہ میں وہ ہلکا نہیں ہے بلکہ ہیں
بل سے اس کو صورت بچے کی پورا کیا ہے
وہ کہ ہیں ہے

بس کی ہے
کر، ہو ان کہ
کے بچے ہو، ہیں
کہ ہے، ہیں ہے

خیالات پریشان

جنھوں نے کتاب کے وجود میں آنے کی مسرت حاصل کی۔ سیکڑوں صفحے خیالات سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کی عمر بہت چھوٹی تھی یا شاید وہ اپنے پیارے کے بیمار تندرستی ہو کر جس طریقے اور موضوع پر ورپا سے لطافت تصنیف کی گئی ہو مگر ہمیں اور کوئی ایسی کتاب اردو کی موجود نہیں ہوا۔ ایسی آسانی سے ادھر ادھر کی عمدہ عمدہ باتیں اپنے بیگانے کی جمع کرتا ہوں اور ان کو ایک سلسلہ میں ترتیب دے کر ایسا مسلسل کتاب لکھی ہو کہ علم اور ادب اور تقریر کے مختلف جدید علوم سے تعلق رکھنے والوں میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کی ہر قومی جنبت سے اشاعت کی ضرورت ہو۔ ایک مستقل کتاب ہے جس کی تفصیل [illegible] اعلیٰ ہو۔ [illegible] جس میں [illegible] ہے [illegible] گروہ کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

ا کر بیٹھ جاتی ہے تو اعتراض ہے ایک بڑی گنجینہ سرمایہ ہے زبان کا ہے اور
بدیع قواعد اساتذہ کے اور ان کی تصانیف کا کل مدار صرف اسی
پر ہے اس نے کہیں سے ایک کہنہ کتاب لا کر دی ہے۔ ایک بیاض ہے
جو گویا پرانی خریطہ لغات جہانگیری میں سے ہے اور بہت
اب طبع ہو ہی کر کے بکے ہے۔ تجربہ حاصل ہوا ہے
ہے کہ اس کے لغت کی کتابوں کی کتابوں سے
بڑی بات نہیں کہ ہمارے شعرا کا بڑا حصہ
جھا ہے۔ آج کل کی زبان ہے
ہے۔ اس
سے
ہے
پر
ہے
ہے
ہے

جارے لائق علم دستوں کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی نیا رکتاب
بھی جانے ہیں تو اس کو سو بھی نہیں سکھنے دیتے خود اُن کے بعد
اُس کا حشر کچھ ہی ہو تعجب نہیں ہوتا ہے اس کا خوب احساس ہوگیا
ہے مگر ایسا ہیں اور ہمارے ملک کی یہ حالت نہیں ہے اور علاوہ
قدیم علمی و ادبی ذخائر کے ہر فن کی تصنیفات کے ابھی جو حالت
کے متعلق ہے اور اس کی قدر بحیثیت ذخائر کے جو محفوظ خصوصاً
طبع کیے گئے ہیں ہمارے نزدیک بھی ہیں قدر مرفق العلماء تک
کیے ہے اُن کا حل جاتا گیا ہے اور تو ملک ہیں اُن کی قدر
کی جاتی تو لیکن ہماری حالت اس کے بالکل خلاف ہے۔
اگر ہمارے کو زندہ رکھنا ہے تو ہمیں زمانہ سے جانے ہیں ضرورت
ہے کہ ہمیں اُن کا کھویا ہوا علمی ذخیرہ تلاش کریں افسوس ہے ہماری
حالت پر ہمارے ملک کے بڑھے لکھے لوگ ہیں کہ ہمارے
بیکار اس سے علاوہ ہیں جو کہ ہمارے
ہیں جو ہمارے
ہیں ہمارے
ہیں ہمارے
ہیں

میرا ایک اور بھی خیال ہے۔ وہ یہ کہ ترتیب دواوین و تذکرہ کا بڑا اطریقہ یہ ہے کہ ردیف وار غزلیں اور نام ہونے ہیں بنا جائے فرسودہ طریقہ ہے اور اس کی پابندی فضول ہے زمانہ وار ترتیب ہونا چاہیئے اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ بلند و پست کلام بٹ نہ ہوگا اور شاعر کی تدریجی ترقی کامل طور پر دیکھنے والے پر کھلتا رہے گا جب شامل ہو کر ردیف وار ہونے کی وجہ سے سنشکرہ اور شعراء کی کہی ہوئی غزلیں یک جا ہو جاتی ہیں۔ دونوں کو پڑھنے سے اس قدر فرق بین نظر آتا ہے کہ توجہ نہیں ہوتا ہے اور خیال منتقل ہی نہیں ہوتا کہ یک غزل تیس برس پہلے کی کہی ہوئی ہے ہندوستان ہی میں آمیر خسرو کو سمجھیے جن کی شہرت صرف ہندوستان بلکہ یورپ میں بھی ہے انھوں نے اپنے دواوین کو زمانہ کے لحاظ سے مرتب فرمایا۔ ایک دیوان ابتدائی ہے اور دوسرا شباب کا تیسرا دیوان ترکیا اور چوتھا بڑھاپے کا۔ یہ غالباً چار دیوان ہیں

ایک بڑی خرابی ردیف وار میں یہ ہے کہ خواہ مخواہ ردیف پیدا کرنے کے لیے زبردستی غزلیں کہنا پڑتی ہیں۔ اور وہ اس قدر بے مزہ اور فضول ہوتی ہیں کہ پڑھا بھی نہ جائے۔ خود شاعر کا بھی نہیں چاہتا کہ ناشائستہ دیوان کرے مگر ہمیں پابندی مجبور کرتی ہے محض تردد اور بوجھ ہوتی ہے حالانکہ شاعری ہوتے کا نام نہیں بلکہ جتنی جذبات کا اظہار بصورت نظم اس کو حوی سے وہ شاعری ہے۔ شاعری ترجمہ جذبات اور تصویر ہوتا کا نام ہے۔ جب تک اس میں کوئی بات کوئی اثر۔ ہو (جو اوہ اثر پیدا اثر مسرت) اس وقت تک بھی مضمون میں وہ شعر نہیں بلکہ محض کلام موزون ہے حالانکہ ع

شاعری نام ہے جذبات کی موزونی کا۔

اپنا تذکرہ کیجیے۔ جن کی حالت اور زیادہ افسوس ناک

اصلاح طلب ہے۔ میری نظر میں حضرت آپ جیا ہی کا فیصلہ ہے کہ اس کو تذکرہ کہا جائے۔ ضرورت ہے کہ ملک میں آپ جیسا کے اور جیسے خیالات کے ہوں اور اسی قابلیت سے لکھے جائیں جس طرح کہ آپ جیات لکھا گیا ہے۔ صاحب علمی سے بھی بہت کمی ہو تذکرہ نویسوں نے بھی کر اس کو تذکرہ کہنا چاہیئے معلوم ہوتا۔ باوجود یکہ مصنف صاحب ایم اے اور تعلیم یافتہ ہیں مگر محاورہ ایک نظم کہنے والوں کی فہرست سنہ وار کلام ہے۔ دنیا کی ہزاروں میں سیکڑوں برسے نام شاعر پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ اور ان کا کلام بہت جلد فنا ہو جاتا ہے مرثیہ گو کا کلام زندہ رہے وہی اصل نظم ہے۔ اور صرف ایسے ہی شاعروں کے حالات و تنقید کلام کو تذکرہ نویس کا فرض ہے تخلص اور نام اور ایک دو شعر لکھ دینے سے کسی گلدستہ میں کسی کا کلام دیکھا اور دو رائے تذکرہ کر یہ تذکرہ نویسی نہیں ہے۔ اور ردیف وار ہونے کی وجہ سے ایک عجیب خلط ملط ہو گیا ہے سنشکرہ ہجری اور سنشکرہ عیسوی جدا جدا ہونے ہیں اور کلام میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ جب تک انتخاب نہ ہو حسن و خوبی نہیں پیدا ہوتی۔ حسن و قبیح، الفاظ کی مناسبت کا مدار ہے۔ مگر ہر سے تذکروں اور دواوین میں یہ بات کہیں آتی۔ مجھے یہ فرض بہت ضروری معلوم ہوتا ہے اور اس کا مفصلہ پر

دوسری طرف ہے تو سارا راز الفت (باہم ہو جائے گا) اور جو
دوسرا مقابلہ پڑی ہوئی ہو تو اٹھ جائے سارا حقیقت منکشف ہو جائیگی

اس سلسلہ میں کچھ بیان اور رہا ہے وہ یہ کہ ہمارے شعرا
و مصنفین کی تعریف نہایت کس پرسی اور بیکسی کی حالت میں
ہیں "۔ اے انسان ہوش چلی ہوں میں نغمہ صبا ہے کہ ایک ہاتھ کے
سلوٹ کرا ہے کیا ہوا ان کو۔ پ کے سیاحوں کا ایک میلا سا لگا رہتا
ہے۔ بڑے بڑے عالم سیاح آتے، اور یہاں پڑھا جاتے ہیں
نہ روں مضمون اس پر لکھ چکے۔ اس کے نام سے متعدد کتب
تالیف ہیں۔ مگر ہمارے اسلاف کی روحیں فاتحہ کی بھی محتاج ہیں
اور اکثر کی قبریں مٹ چکی ہیں اور ہر ایک آنے جانے کی
نہیں ہوتے۔ کاش، دھر توجہ کریں اور جو رہ گئی ہیں ان کی خیریں
ہوت ممکن ہو کرتے جائیں، وہ بھی دنیا کی ایک علمی زبان ہو، اس کا
یچر زمہ دنوں میں ہے جیسے ہونا چاہئے جس طرح عمر خیام کی

زیارت کو مرکز دیر پہ سیاح نیشاپور آتے ہیں۔ ممکن ہے
کہ اسی طرح کہیں کوئی علم دوست انیس کی قبر کو ڈھونڈھتا نکلے اور
عالب کا مکان دہلی کی طرف اس کو بھیج لائے۔ ہمارے ان شاعر کو
بہت زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ مگر "واے برحال ما" انیس کی قبر میں
کے نشان بھی نہیں رہے اور رہے بھی ہیں تو وہ اس قدر گمنام ہیں
ہیں کہ نہ ہی سمجھئے!

یہ ہے میرے برانگیختہ خیالات کا مجموعہ جس کو میں نے اختصار کے
لحاظ میں کے تئے پیش کر کے ملک سے سند طلب کرتا ہوں کہ اگر
زرا تو جہ کے ساتھ کام کر دی دلکھنؤ کے: جسمت و غیرت پسند شعراء
و علم دوست اصحاب سے عود روح کے حقیقی گرویدہ حس و بے شرم
اخفاء میں وہ دو اخفاء میں ہلکی آنکھیں بند نہیں کھیں بانی روشنی سے
چوندھیا کر رہ گئی ہیں۔ اور کچھ نہیں۔

محوی (لکھنؤی)

الٰہ آباد یونیورسٹی اور اردو زبان

کہ یہ حضرات یونیورسٹی یا کسی کالج میں ہوں یونیورسٹی کو کسی فقرے کے اخذ لکھنا یا جاہ ہو وہ سے سب کو یونیورسٹی کے کسی سل یا دگی اشت کے متعلق نہایت ہوتی ہو یونیورسٹی کو ضرورت ہے کہ طلبہ کو یہ سکھائے کہ یونیورسٹی کے ذریعہ علمیت کی نسبت کیا ہونا چاہیے اور یونیورسٹی کی کیا ذمہ داری ہے۔ ان تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے ہمیں یونیورسٹی کی ہیئت ترکیبی کی ماہیت ان خیالات کی ماہیت آپس میں وابستہ تعلقات سے بحث کرنی ہوگی۔ ہم نے اس مسئلہ پر بہت کچھ غور کیا ہے اور ہمارے ہم خیال ساتھی بھی اس پر غور کر رہے ہیں۔ ہم نے یونیورسٹی کے ذریعہ علمیت کی نسبت جو کچھ سوچا ہے اس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ ہم کو یقین ہے کہ ہمارے ساتھی بھی اس سے اتفاق کریں گے۔ ہم نے اس خلاصہ کو ایک مختصر رسالہ کی صورت میں لکھنا شروع کیا تھا مگر اب ہم کو معلوم ہوا کہ اس کا مختصر رہنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے اس کو ایک مستقل مضمون کی حیثیت سے لکھنا شروع کر دیا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ یہ مضمون ۱۹۱۷ء کے اوائل میں شائع ہو جائے گا۔ اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد ہم اس کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں شائع کریں گے۔ اس رسالہ میں ہم یونیورسٹی کے ذریعہ علمیت کی نسبت اپنے خیالات کو تفصیل سے لکھیں گے۔ ہم کو امید ہے کہ ہمارے ساتھی بھی اس پر غور کریں گے اور اس کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کریں گے۔ ہم نے اس رسالہ کا نام "یونیورسٹی کی ماہیت" رکھا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ اس رسالہ

حکام نے کام ان کے سپرد کیا جائے جس لیئے نئی نسل کے دماغ کی صحیح بناوٹ اور ان کی علمی پرورش کسی طرح نہیں کر سکتے۔ یونیورسٹی کی تعلیم جاری ملک میں نہایت ناقص ہے اور بے حد محنت کے بعد بھی علی فارغ نسبتہ بہت کم ہوتا ہے۔ یہ حالت کافی طور پر بتا رہی ہے کہ ہندوستانی تک ہمنے اس بات کو نہیں سمجھا کہ ہمیں کس قسم کی تعلیم کی ضرورت ہے اور اس کے حصول کے بہترین طریقے کیا ہو سکتے ہیں۔ جو طریقے اور اصول یونیورسٹیوں کے قائم ہونے کے وقت پیش نظر رکھے گئے تھے وہ اب تک چلے آتے ہیں۔ اگر ترقی ہوا ہے تو صرف یہ کہ طلبا کی مشکلات امتحانات میں پاس ہونے کے لئے بڑھ گئی ہیں اور مصارف مقابلۃً بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہر وقت کا ساتھ دینے اور ضرورتوں کے لحاظ سے اپنے طریقوں میں تبدیل کرتے جاتے اور طلبا کیلئے جدید علوم کے سامان بہم پہنچاتے اور ضروریات زندگی کے ساتھ ساتھ تعلیم کا نصب العین بدلتے جاتے۔ کہ طلبا زیادہ تعداد میں تعلیم سے مستفید ہو سکیں۔ ایک ضروری اصول یہ پیش نظر رکھنا چاہیئے تھا کہ جو زبان تعلیم کی کرنی جائے یونیورسٹی میں وہی زبان کی تعلیم دی جائے اگر یہ اصول سامنے رکھا جاتا تو اس وقت حالت اتنی خراب نہ ہوتی۔ ہم کہ علوم و فنون اپنی زبان کے ذریعہ سے پڑھ سکتے ہیں کہ اب بھی اصلاح کے لیے کافی وقت ہے اور ان یونیورسٹیوں کو اس میں قدم بڑھانا چاہیئے جو ہندوستان کی مقتدر زبان اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ زبان اردو کے حلقہ پر حاوی ہیں۔ یہ بڑھ کر الآباد یونیورسٹی نے قدم اٹھایا ہے اور افسوس ہے کہ ابھی تک بہت کم پیش رفت ہوئی ہے۔

ہماری موجودہ تعلیم سے ہمارے دماغ میں اس قسم کا خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ ہماری تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ ہم کو انگریزی زبان اور انگریزی تہذیب کی نقل کرنے والا بنا دیا جائے۔ ہماری قومی اور سماجی زندگی پر اس کا بہت برا اثر پڑا ہے۔ ہمارے ہندوستانی زبان کی ترقی کے لیئے ضروری ہو سکتی جو لوگ جدید ہندوستان کی یونیورسٹیوں کے نظام اور نصاب تعلیم کے وقت میں وہ دیسی زبان کی بہت پرستش کرتے رہے ہیں۔ ہمارے ہندوستان کے طلبا تعلیم کا طویل راستہ طے کر کے جو کچھ حاصل کرتے ہیں اس سے کچھ زیادہ اس سلسلہ کی تاریخ ہی کہ ہندوستانی یونیورسٹیوں میں تعلیم دیسی زبانوں کے ذریعہ سے ہونی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ ہمیں ہندوستان کی دیسی یونیورسٹیاں بنانی چاہییں جو دیسی زبانوں میں تعلیم دیں اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انگریزی تعلیم نے ہندوستانیوں کے حق میں فائدہ نہایت ہوئی ہے اور عمومی خیالات ہندوستانیوں کے اتنا کو ایک عمدہ اساس پر لگا دیا ہے لیکن زیادہ مفید اور صحیح جو اگر یہ خیالات ماری زبان کے ذریعہ سے سکھائے جاتے۔ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دینے سے یہ نقصان ہوا ہے کہ ہندوستانیوں کے عمر خیالات سے اگرچہ تباہ رہا ہے، اصل کا بہت ہو لیکن خود ہندوستان کی بڑی بڑی مثالیں کہ ہمارے لوگ جن کو مہور نہیں ہو سکتے بالعموم کہ ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ ہم کو اکثر الفاظ کے ٹھیک معنی دوسری زبان میں نہیں ہوتے۔ ہمیں یونیورسٹیوں میں زبان کی تعلیم کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ہندوستان کے بیان بہت سے الفاظ کے صحیح معنی سیکھ لیں۔

اگر یہ ہندوستانی کی تعلیم پوری ہو گئی ہے کہ شروع کرنے کے لئے ہندوستان کو کافی وقت لگے گا۔ اس عرصہ میں انگریزی زبان کی تعلیم جاری رہنی چاہیئے۔ اور ہندوستانی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی کی تعلیم بھی ہونی چاہیئے۔ اس طرح

اور صرف اس زبان کی گہرائی اور تکنیکی ترقی کا بھی بہ تمام و کمال ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سلسلہ میں ہندی کے مشہور مصنف پنڈت رام چندر شکل کی تصنیف "ہندی ساہتیہ کا اتہاس" بھی بہت مفید ہے۔ اس کتاب میں ہندی کے مختلف ادوار کا تاریخی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ہندی کے ارتقاء کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ہندی کے ارتقاء کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔

ذیل میں ہدیۃً سے اعلیٰ حضرت میں اور میں مندرجہ ذیل کی سفارش کرتا ہوں۔ مولانا اعلیٰ آقا و مالک کرامت حسین۔ آنجہانی وغیرہ"

۱۹۰۷ء اس واقعہ کے جو سرزنوک نے اس مقصد کے حاصل کرنے سلیمان کیا ہو کہ حضرت جواب نہیں ہیں ایک پرچہ لکھا جائے۔ ہمیں اُن کے لفظ لفظ سے اتفاق ہو لیکن ہر خوش ہیں کہ گو نسٹ اس معاملہ میں سبقت کر گئی تھی جیسا کہ داس چانسلر کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ دس چانسلر نے جواب دیا کہ یونیورسٹی کے لحاظ فیصلہ میں دیسی زبانوں کو داخل کرنے کے مسئلہ کی بات کچھ عرصہ ہوا کہ گو نسٹ سے یونیورسٹی کو تو ذرا ہی تھی یونیورسٹی آف آرٹ و سائنس کے سامنے دو یکساں ہوئے یہ مسئلہ پیش کیا گیا تھا اس بارہ میں بہت غور و خوض کے بعد سنڈیکیٹ نے اپنے پچھلے سلسلہ میں جدید خاص طور کی نہیں بات طے ہوئی تھی کہ گو نگا تھا جھگڑے سے چھوڑا گیا ہو کہ دیسی کی بہت مناسب تجاویز تب کریں جب یہ تجاویز تعلیمی کی تو پنجاب سنڈیکیٹ یہ بیان غور کریں گی اور حتمی طریقہ پر ان کو پیش کریں گی۔

ہمارے خیال میں سارا معاملہ ایک گونگا تھا صاحب پر یونیورسٹی نے کے بہلے بہتر ہو کہ ایک سب کمیٹی کے سپرد کیا جائے جس کو کم از کم ایک سلان سنسکرت ہونا چاہئے اور اردو کے متعلق ضروری تجاویز تب کریں جب کہ یہ کمیٹی بہ اتفاق رائے جو

ایک ہفتہ بھوپال میں

جناب حضرت جناب نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ نے ... کی بس میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ... ریاست حکومت وقت کی نظر میں ایک عزت حاصل ... ہیں اور یہی شخصیت ... سے ملنے جلنے میں ... اور سلطان جہاں بیگم ... جس میں بیٹھے ... ہیں۔ ... اور بھی بڑھ گئی ہے۔ یہ طبقہ سون کی ... میں ... اور ... کی ... سے ... کی ... کی ... ہے۔ ... کی ... ہے۔ ... کی ... ہے۔

صاحب بی اے سکرٹری پرنس محمد عبداللہ خاں بہادر کی کرنسٹروں فاضی خاص احسان ہوسے قطب پوری و سید لیاقت علی صاحب وکیل بی اے پلیڈر اسسٹنٹ سیشن اسٹیشن کی تعریف کی گئی ہے۔

مولوی وزیر الدین حمید صاحب بی اے اسسٹنٹ [illegible] صاحب کی خدمات [illegible] ان کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

آسام میں اُردو حکومت

[illegible] سے [illegible] حکومت [illegible] کی [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

انگلستان کی زبان ہے تو سارے ہندوستان اور مقامات متبرکہ کی زبان ہے کہ کچھ ہیں ایک چھوڑ دو بار جج سے بھی مشرف ہوئی ہیں۔ جب کچھ کہتی ہیں تو صرف لفظ ہیں کہتی ہیں اور بیانات نہ مشعر سے اردو کے اپنا ذکر فیضیاب ہیں فکر فی ہیں، علوم ہیں سب کچھ بھی ہیں ہو اور دعائے ختم خاتمہ سے کلام پاک ہے لیکن اردو کا اس مرتبہ تک چرچہ کہ دن سے گزر کر عورتیں بھی مشرف ہیں شبد بان اردو کے لیے بالکل ستر بسم اللہ ہی ہیں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے حضرت تعشیق کا کچھ کلام نقل کر دوں اور پھر ذکر تعشق آسان مشروح ہو گا

ہیں: اگر کروں بیان اسے سب خیال کریں ہوں کہ آسمان سے صفی اردو فصیحین شائع ہوئی ہیں اور جو حضرت مشرف ہیں ان کی تعداد کبھی ہزار ہزار اس سے بھی زیادہ ہیں مگر ہیں اردو کا پتہ نہ ہو لیکن میں اب ان شاعروں کا ذکر کرتا ہوں جنہیں کہ کرون گا کہ جب تک زبان پر بولی قدرت ہو خیالات اور جذبات کا اظہار ہیں ہو سکتا ضمیمہ ہیں ہیں

تیری کمر ہوں بنا لک ہو تو صدا ہو — قلی بنا کے تجھ کو ہیں مجھے بلایا
تو رزق بھیجنے والا کو جان جیسے دیا — تجھے ہے کھلا یا تو نے مجھے جلایا
تیری ہوا ہوں سے کھانے مجھے سب لر — تیری عنایتوں نے قوی یا یا
واری کبھی آ کر کبھی آ کر تو — عاجز سے سارا سیر کیا کرو

عارف تعشق دہلوی فضیلت جون میں
مجھ کو دنیا کے کہنے جب تو نے ہی بلایا

وہ جس سے دل ... لیجے — ... کیجیے
آ ... — ... جب
خدا ... — ...

تعشق میں آج ہیں کا خیال کون ہے

آشفتہ | حاجی مشی عبد الصمد صاحب عبد الحمید استاد بہادر شاہ ظفر کے شاگرد تھے بہت میں تعشق کے مدین ہیں فارسی ہیں اچھا خاصا فارسی اردو میں زبردست شعر کہتے تھے سیاح، حج کے ہم سفر اور دوست تھے

دیکھا تو شوق منہ تاشن دیگر کا — کہ تاب رہ جو ہیں ہو گا تحیر کا
دی محبت میں اسے ہاں پھیلو ہو — ہر دعوے ہیں ہاں حلقہ و غیبہ ہو

ہوا خو میں اور ذکر سنہ ہو — قوی خلقہ ہیں ہو ہیں تھا
کھلی کہ ہیں ہیں ہزار قدس — قوی کا ہو قدس کی

رکھے اوپر ہے ہیں ہو — ہوں ہیں ہو ہیں ہو
ہیں ہو ہو ہو

مہریں، اس خاندان نے سلطنت میں اُردو کی اچھی خدمت کی
اور بہت سے خاندان پیدا کیے۔ آج بھی جو وہ زبان محمد حسین
جو ہر و بہ کی نکلتی ہے وہ اسی خاندان کی مشق کے فیض تھے

مشق کا یہ ہیں کبھی سے کوئی ہنر ۔۔۔ یہ ہیں ہری ہیں ہزار ستان ہدت
میرے ہو میٹر کیوں سے لے نور ۔۔۔ لکھے ہیں جب سے شوق ہیں ہدت

حسن | سروی محمد حسن (صحتی) محمد خاندان علم و فضل سے تھے
مست کے شاگرد تھے، سنہ ۱۲۰۰ھ میں انتقال ہوا۔

ہاتھ اٹھا دو مجھے اب کیا کام ہے دعا کا ۔۔۔ تیر کمان قابل ہوتیں ہوتا ہے تیر کا

حمید | حاجی حمید بخت صاحب حاجی سعید بخت، یہ بھی اسی خاندان
کے نوشہ داماں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حاجی حمید کے شاگرد اور
قانع کے دوست تھے۔

خوبیاں مشکل کھلے کار دعا کیسی ۔۔۔ یہ جو سلجھے مجھے اے ان سیدہ زلفا
وہ جو خوبی کے گھر آیا تو کیا ہو گیا ہے
ہو جو ہمت ہو تو ہوش تو پھر دولت ہے

خواجہ | سروی عبد الرحمٰن کے والد مولوی محمد بھی فرہاد پیرکاں
مکہ کے معنی شاں کی تصویر و تربیت کے تھے۔ مولوی بھی صحت سے
نہایت شگفتہ مزاج تھے۔ قانع ان کے متعلق
لکھتے ہیں کہ بہت ہی ذی فہم تھے۔ سنہ ۱۲۰۰ھ میں ہندوستان

دل کی تسلی کے لیے دل ہی چلے ۔۔۔ اب ہے تب کی دل تھرا دیتا ہے
دیکھ دیکھ ہے ہی صورت ہے ہے ۔۔۔ دل کے ہے ہے کوں ہیں کا ہے ہے

سعید | حاجی سعید بخت اور خواجہ محمد ہادی سے پڑھتے تھے
حافظ محمد کے شاگرد تھے۔ سنہ ۱۲۰۰ھ میں ہندوستان

سیاست میں سے

ہے ہیں ہو سر کار نور رنگ ۔۔۔ ہوں ہیں ہے ہے ہے ہے
سفیر | حاجی سفیر بخت صاحب حاجی سعید بخت کے شاگرد

قانع کے دوستوں تھے۔

سوگ ہیں یہ سایہ رحمت سیاہ ہے ۔۔۔ بنا کہ کیا جب تم ہو ہوں کا ہار سانپ

علی احمد | سروی محمد علی خاں خلف نظام، سلطنت کے بہت بڑے عہدہ
اور ایک مشہور ذی حوصلہ رئیس تھے۔ سادہ و دلکش مزاج میں بہت
خاکسار شہرت کو کرتے تھے اور اپنے اشعار میں قانع مرحوم سے
اصلاح لیا کرتے تھے۔

بڑے بے تاب کر رہا ہا ہا عاشق ۔۔۔ وا ہیں ہاں ہو تک ہو سا ہی مشکل

ہو ہوں ہوتا نہیں تو ہو ہو اسرا نہا ۔۔۔ وہیں آتا ہو جو ہیں تے لوٹا
ہیں آتا نہیں جو تجھ کو علی احمد آج
یا ہر ہر ان ہو کہ آتا ہے تیرے ہاتھ کا

مست | حکیر استرت علی خلف محمد علی ہوشدار، تلمیذ حافظ خلیم
شعر و شاعری کا جو چرچا و حقیقت لکھنؤ کی وجہ سے سلطنت میں پیدا ہوا
بہت قابل اور ہر دلعزیز میں شمار کیے گئے۔ مست بھی کتب تعدد کے مصنف
ہیں اور اکثر شاعر ہو گئے ہیں سلطنت میں ان کی طباعت کی بڑی دھوم تھی
تھی فن کشتی سے بھی بڑے واقف کار تھے۔ چنانچہ اس فن میں
بھی ان کا ایک رسالہ ہے۔ قصابت کی فہرست حسب ذیل ہے: ترکیب لطافت
نغمہ و لطائف، سعید علی عرف سوداگیب، رسالہ ایجاد سوداگیب

ہو ہو ہے ہے ہوں کہیں ۔۔۔ ہا ہو ہو ہو ہے ہے ہے ہے ہے
ہو ہے ہے ہے ہے ہے ۔۔۔ ہا ہو ہو ہو ہے ہے ہے ہے ہے

واہ واہ واہ واہ ہے ہے ہے ۔۔۔ کہیں ہے ہے ہے ہے ہے ہے

کبھی ہار عصیاں سے گر سار اس تن ہوں میں
یقیں ہے نہ ہوں سے صفحہ میں قرار ہوں

ہوا

مکتے ہیں کھلکر کٹے ہوا ان کے ۔ رہتے ہیں وصل میں بھی سر بال بند

ملوگ جو ہر ملکہ پیرے چھوٹے ۔ ہوتے نہ تیغ جو ہر تیرے چھوٹے

شاید کہ اضطراب نے میرے اثر کیا ۔ ہیں دشمن تو آپ بھی کچھ بیقرار ہے

تضمین | مولوی عبدالستار شاد عبدالقادر کے صاحبزادے۔
مولوی رشتے سے شریف زادہ اصل خاندان کے دوست ہیں

سیلاب اشک ترے سینہ سا جوش ہو
گر ہو نہاں نوحے رخ نوحے فغاں ہو
حکیم حبیب الرحمن خان

رد تحقیق

بہت سے سننے والے ہوں گے

چوپایوں کی نسل، ہوتی نکلی

یہ مضمون وہی رسالہ پڑھنے کے بعد لکھا گیا ہے

سنہ ۱۲۰۶ھ

نمبر	نام رسالہ	خاندان شاعر	وطن	سنہ
۳	آب حیات ہند	آگرہ	بابر نسبی لکھنؤ	۱۲۰۶ھ
۴	مخزن الطیور	کوہستان	منشی کیان چند	۱۲۰۶ھ
۵	انسی الجوث	مطلع نگر	لالہ شاہ چند	۱۲۰۶ھ
۶	آئینہ پنجاب	لاہور	مولانا آزاد	۱۲۰۶ھ
۷	مخزن بصائر	آگرہ	لالہ جالا پرشاد	۱۲۰۶ھ
۸	دلی سوسائٹی	دہلی	مولوی نذیر احمد	۱۲۰۶ھ
۹	مطلع شفیق	حیدرآباد دکن	محب حسین نجف	۱۲۰۶ھ
۱۰	مخزن اکرامیہ	پٹنہ	حاجی سید امانت	۱۲۰۶ھ
۱۱	مجمع الفوائد	حیدرآباد دکن	مولوی سید فرید	۱۲۰۶ھ
۱۲	مفتاح الحکمت	آگرہ	حاجی سید اللہ بخش	۱۲۰۶ھ
۱۳	انشاء عجیب	امرتسر	مولوی محمد حسین	۱۲۰۶ھ
۱۴	تیر جوہر صیقل	آگرہ	خواجہ یوسف علی	۱۲۰۶ھ
۱۵	رسالہ	آگرہ	خواجہ یوسف علی	۱۲۰۶ھ
۱۶	صبح صادق	لاہور	منشی لال سنگھ	۱۲۰۶ھ
۱۷	مطالعۃ الرغائب	پٹنہ	نکبرہ حسین	۱۲۰۶ھ
۱۸	شعر السحاب	متھرا	پنڈت اودھ بہاری	۱۲۰۶ھ
۱۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ
۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ
۲۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ
۲۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ
۲۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ
۲۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ
۲۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ
۲۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۶ھ

۲۷	[illegible]	لکھنؤ	[illegible]	۱۸۹۶ء
۲۸	[illegible]	دہلی	دہلی مدرسہ	۱۸۹۵ء
۲۹	[illegible]	لاہور	[illegible]	۱۸۹۴ء
۳۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۹۳ء
۳۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۹۲ء
۳۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۹۱ء
۳۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۹۰ء

[illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔

مرزا غالب کی ایک غزل

ہیں شوخیِ اپنا شیفتہ نازو ادا ہو جو صفت انھیں کے واسطے برسنے جو سنے تھے درصرف انھیں کا اس مطلب تیغیل نازو ادا کے قابل ہوا اور بیان کے حد کسی کا مسل قابل ۲۰۰ ہو ظاہر کیا جائے اور اس وجہ سے نازو ادا کی صفات میں بیان صاف طور پر بیان ہوسکے ہیں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ ایک شیفتہ ہو اور دوسرے مصرعہ میں نازو ادا کی صفت ظاہر کرے اپنی بیتابی و بیچینی و بیان کے ساتھ مخصوص ہو کر ایک خاص لطف رکھتے ہیں۔ بیان پر یہ ظاہر کرنا کہ بیتابی ضروری ہے کہ یہ ایک بیچل بات ہو کہ ایک شخص نے معشوق شیفتہ ہوجائے اور دل و جان سے اس پر قربان ہیں ہمیشہ ایک دوسرے کو تھوڑا دیکھنے اور محبت ظاہر کرتا ہے اور ہر شخص خیال کرتا ہے کہ معشوق کے تمام حرکات و سکنات میں ادا پائی جاتی ہے۔ ہمیشہ اُن کی صحبت میں رہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے عاشق و معشوق میں بھی ایک خاص دلے پیدا ہوگئے ہیں۔ یہ بیان ہو گا کہ عاشق کی بیتابی کو ظاہر کرے۔

نفع کیتے خلق را ست ۔۔۔ چہ مبین بزو صدات ہی ہی
ہمہ کی بسمن نوازیں ۔۔۔ بے یا ہی زدی ہات ہی ہی
بچہ ہ ان ہے کل ہے ۔۔۔ کہ ہیں ہیں ہمت ہی ہی

شمع جلتی ہوئی ہیں ہے ہوں اٹھتا ہو
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا ہے ہم سے

ان تمام شیفتہ مصرعوں میں ہوا ہے کہ ہوا ہیں ہیں ہیں

ہو واقف نہ ہو سکتے ہیں۔

خوں تو رہا خاک میں احوال دل غیر سے
اُن کے ناخن پہ ہے شرم تمنا چاہیے

اس شعر میں جو کچھ کہا ہے وہ اس سے بیان نہ ہو سکتا تھا۔ اس کا کہنا یہ چاہیئے کہ جس کا دل کسی صدمہ سے خون ہو جاوے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے بیکار ہو جاوے بلکہ ممکن ہے کہ وہ کسی اور کام کے لائق ہو جاوے۔ مثلاً جس کا دل کسی کے ساتھ محبت کرتے کرتے خون ہو گیا ہو وہ اس کے بعد کسی اور کے ساتھ محبت کرنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات بہت سے لوگوں میں دیکھی گئی ہے۔ اس لیے اس کو تمنا چاہیئے کہ اس کا دل خون ہو کر بھی اس کے کام آوے۔ اور جب تک دل خون نہ ہو جاوے تب تک اس کو تمنا کرنی چاہیئے۔ مگر اس شعر میں یہ مطلب نہیں ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ جس کا دل خون ہو گیا ہو اس کو تمنا کرنی چاہیئے۔ اور یہ مطلب اس کا تب ہو سکتا ہے کہ جب یہ کہا جاوے کہ جس کا دل خون ہو گیا ہو اس کو تمنا کرنی چاہیئے کہ وہ خون ہی رہے۔ اور کسی اور کام کے لائق نہ ہو۔ اور یہ مطلب اس کا نہیں ہے۔ اس لیے اس شعر میں کچھ لطف نہیں ہے۔

جو دیدہ بیا میں سب کی شامت آگئی
کہ ہو جاتے ہیں وہ اول دوا پھر بیکسر

یہ بیان سب سے عمدہ عاشق صادق بھی صرف دل ہی دیتا ہے اور اہل بیت بھی صرف دین ہی دیتا ہے۔ کوئی دین ہی طلب کرنے والا چاہیئے۔ یہ سب کے صرف کی بات نہیں ہے۔ یہ انتظار کرنے ہیں پس بیان تھا۔ تاں نے، اصرف ایسے عاشق معشوق جیسے اس شعر کے موافق ہیں۔ پھر اس دیدہ کا صدمہ کیا ہوا جس میں تب کی نہ ہو سکے۔ یہ مطلب ہے کہ میں حسینان جہان کا تماشا کرتا رہا اور ایسا عاشق تھا کہ کسی کی دیدہ جہان کو نہ بھایا۔ غرض ہر حسین کا تماشا عاشق تھا۔ یہ بھی مرنے والے کا کمال ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے مصرعہ میں تماشا کا لفظ بمعنی دیکھنے کے صرف ناخن کا محتاج نہ ہونا۔ یہ تماشا کی کہاں، کہ تماشا کی دلیل ہو کیونکہ کسی کے گھر سے دوڑے آنے والے کے ہاتھ جانے اس کے گل سنبلی کو مہندی لگانی ہوئے صرف انگلیوں کی پوروں کو مخاطبہ کرنے سے بڑھا خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

وہ خونخوار ناخن نہیں جو ہو مہندی کو جا
نگہ نازہ ہے شرم سے خون تمنا چاہیے بعد

یہ شوخ کے خوں لگ میں رنگا ہوا ہے اور آخر یہ حالت دو چار دن ہی کی ہوگی۔ اصل میں اس سے شوخ کا سلف دو مالکر رہا ہے اور شوخ کی نزاکت اور ناخن کی نظافت سے دو لطف جمع ہوئے ہیں۔ شوخ اور شوخی ہونے کے صرف ناخن ہی کے تعلق سے ہیں۔ کوئی اور تعلق ہونے کا شوخی کا نہیں ہے۔ صرف ناخن اور آنچہ کا تعلق معلوم کرنا کمال ہوتا ہے جو شے سی ذات میں نہ ہو اور جو اس سے جدا ہو اس سے جدا ہونے کے بعد جو اصل یا اصل کی بھی ہو یہی حاصل کی گئی وہ ناخن ہے

مشاہدہ سے بیان کرتے ہیں۔ ... کے ... میں ... اس عہد میں اس کے بھی ظاہر کرتے ہیں۔ عالمگیر، جہانگیر وغیرہ ان مثال کے طور پر مرزا صاحب ہی کا ایک شعر عرض ہے ؎

عرض سے کیجئے جوہر اندیشہ کی زرگی کسن
کوہ بھی ہے بار خاطر آئینہ کا سنگ بھی

اس کے ساتھ ہی ہمیں سرزد کا بھی یہ ... ہے ... کا پھیلانا بھی ... کھانا چاہئے جب یہ ... تین معاملہ ... صاف ... رہے ... معاملہ کا ... اس ... کی وجہ ... میں ... ہوں ... کہ ... کرنا ... ہو ... اور ... میں ... ہے ... کے ... ہے ... ہے ... ہ

اور عاشق بیچارہ ایسی بیتابی سے تڑپتا ہے کہ اسے مخاطب اس وقت وہیں موجود نہیں کرتا۔ پس فرماتے ہیں کہ اے مخاطب اس وقت وہیں موجود ہوں جو عاشق اور اس کے ساتھ اس کی تمام مصیبتوں کو برداشت کر رہا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب میں اس حالت پر خود کرتا ہوں کہ میرے علاوہ جو شخص بیچارہ عاشق پر رحم کرے گا (کیونکہ اس کو بجز اس کے کوئی چارہ اختیار کرنا آتا ہے) ایک معمولی بات تھی کہ میرے بعد کوئی عاشق صادق یا عشق کی مصیبتوں کو برداشت کرنے والا نہیں رہے گا۔ پس اس حالت پر رحم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مضمون میں جان ڈال دی ہے۔ حواس سے زیادہ ظاہر اور جذبات قلب کا بیان کیا ہوگا۔

عربی شاعری کا تمام مدار یہی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ عربی کے شاعر کو صرف عاشق بیتابی شاعری لکھتے ہیں مگر یہ کہنا

دشمن کی آنکھوں پر غصہ کی سیاہ جھلک پڑی ہوئی ہے جو کہ اور غصہ میں دانت پیس رہا ہے اور کنپٹی سے کنپٹی بھنچا کر لگا ہوا ہے جس کی آنکھیں سے خون کی آنسو ہو رہا ہے اور ہونٹ بھی سیاہ ہو رہے ہیں اور ان کے کنارے سے کف گر رہا ہے اور ہاتھ سے تلوار کھینچ رہا ہے اور ہاتھ سے دیکھ کر ہوا ہے اور ہونٹ بھی ہو جائے گا۔ اور ہاتھ بھی ہو جائے گا۔ اور ہونٹ بھی ہو جائے گا۔ اور ہونٹ بھی ہو جائے گا۔ اور ہونٹ

(ایڈیٹر)

مزارِ غالب

یادگار
جن جوہروں پر خواجہ حسن نظامی
لکھے ہیں جالب کے علیق کی

شبیہ غالب

سامنے میرے جو کل بیٹھا تھا وہ مسند پہ
جس کی ہر بات پہ ہوتی تھی دلوں میں تشویش
دیکھنے والے چلا اٹھتے تھے بے ساختہ واہ
بولتا تھا تو ٹپکتا تھا فصاحت کا سرور
آہ وہ غالب جنت تھا بہ تحسین بیان
خوبیِ بخت سے اس طرح کا دیکھا نہ سخن
رہ گیا لیکن وہ ہو کر شہ تاباں رہ گیا
مٹ گیا پر بھی وہ تا حشر نمایاں رہ گیا

موتیوں کی لڑی

قصیدہ در مدحت غالب مرحوم

ہے کیا غزال میں کہ تمہارے دہن میں ہے
ایسے کہاں کی ہست کہ بسکل سخن میں ہے
کچھ شعر ہے کہ اہل سخن دیکھ کر جسے
سر دھن رہے ہیں اور کہیں واہ واہ بھی
ہے کون سا سخن کہ نہ ہو جس میں لفظ و معنی
یکساں ہے اس میں حسن بیان و نگاہ بھی
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو حسن کا بیان
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو عشق کی نگاہ بھی
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو حسن کا بیان
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو عشق کی نگاہ بھی
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو حسن کا بیان
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو عشق کی نگاہ بھی
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو حسن کا بیان
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو عشق کی نگاہ بھی
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو حسن کا بیان
ہے کیا وہ شعر جس میں نہ ہو عشق کی نگاہ بھی

مسدس حالی نوٹ کے ساتھ کی

اے آمام زیر جامی کیا یہ حوصلہ کیجے
تو خود آ کے کیوں نہ بیڑا کوئی ادا کیجے
ہے تشنہ لب کی آبرو ساقی گر اس کے ہاتھ
ہر مشت کی سبو سے کوثر ادا کیجے

سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست
لیکن خدا کرے وہ تیرا جلوہ گاہ ہو

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

کہتے ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

حسن بے پروا کو خود بیں خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہار تمنا کر دیا

غالب خستہ کے تمار سے کون سلامت رہا
رکھیے کوئی ضرب گار تیر قضا کے ساتھ

نہ ہوا پر نہ ہوا میرا مرنا نہ سہی
امتحان اور سہی صبر آزما نہ سہی

مانی ہنسی

درد عشق

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لطفِ صبا ہمارے جو کھٹکا نہ آئے کس تن میں جی ہمارے جو گلبدن کے آئے
خلیق زندہ ہوئے ہو کے سوہ آئے اوسکے آستان پر جو گستر آئے

: شہر وہ ہے جو اہلِ کمال کا گھر ہے
فرہن کا اسی شہر میں سمنہ ہے

یہاں کی خاک میں جانیں ہیں خفتہ یہ خطہ وہ ہے جسے ہند کہتے ہیں سخنور
زباں کہ جاں ان میں ہوئی شیریں یہ بحر و بر ان کی ہے جولاں گہ یہ ہے وہ کشور

یہی تھا مسکن انیس و دبیر کا مسکن
یہی تھا جلوہ جمال و امیر کا مسکن

زمانہ کی ہوا ہے کہ ہو گلشن ہو گر نگاہ ہو چمن پہ ستم گشتن ہو
برے بھلے ہوا ہر کمال ساز ہو بھلا ہو گل مقصد سب کا دامن ہو

جہاں بس سے محبت ہوں عقیدت ہوں
کہ گلشن ہیں یہ باد صبا کے مسکن ہیں

مجھ کو فخر ہے از کمال ہونے کا مجھ کو خوبی ہے صبر میں مثال ہونے کا
مجھ کو فخر ہے اہل کمال اٹھنے کا مجھ کو فخر ہے عدم امتثال ہونے کا

اس لکھنؤ کی حرکت پہ ناز کرتا ہوں
اور سخن کو معجز ناز کرتا ہوں

یہ وہ زبان ہے جس پر کبھو بہار ہے زبان شکوہ کی ہو موجہ بہار ہے
سخن میں کیوں نہ شکر ریز ہو مزا ہو کیوں نہ شیرہ سخن میں ہو

اسے گھمنڈ ہو کیوں نہ اس ہونے کا
بلند مرتبہ ہے ہند کے ہونے کا

محب بان بگھیلی سنی تو بولی ہے خواں نصیحت ہمراہ بن بگھیلی ہے
سہیلیو میں نہیں فارسی کی بلی ہے کہ سیخ جلتا بھی سکی کھر بھیلی ہے

مزہ ہے شاہ جہاں سے بیاہ ہے
اسی سے اپنے میں ول بالا ہے

سخن کا دودھ پلا ہے کہ دانوں نے کھلا کھلا کے جلایا ہے کہ دانوں نے
سر بالا ہے کہ دانوں نے کہیں سے لایا ہے کہ دانوں نے

وہ استعارہ کے رنگین لباس پہنائے
کہ جن کو دیکھ کے توس قزح بھی شرمائے

خدائی بھر قلم نے عجب نگاری جو ایک میں ہری تو ایک کی ساری

ملے یہ اُسی کے سازِ صدا سے — ناز اُسی نے نواز سکھا ہے
خاصیں کو سرِ تو نی قوم — ناوں سے تھے جبکے سنگدل موم
دانوں کا خانہ دار و محتشم دم — تھی جبکے فغاں کی بجلیاں نسم
سرشک کی کر حباب نے نکس لی — راحت کسی دن نہ بیٹھس لی
بیچر ہا قوم کے لیے وہ — بے سر ہا، تو مر کے لیے وہ
کافر اُسے تو نے بنایا — غصہ سے اسپہ بھی آیا
تفت پڑ اٹھائی تفت سہے — پھر بھی نہ ہاری ہمت اُس نے
اپنا دیکھا غیر دیکھا — صبر دکھانہ دیر دیکھا
جاسر چھوڑا نہ کوئی دہلیز — سجدا چھوڑا نہ کوئی گلزار
پہنچا نہ کہاں کہاں روشنی — کس کس کا نہ وہ ہوا سلامی
جس بزم میں اُس نے ارپایا — اپنا ہی سہلے راگ سنایا
مسجد میں یہی کی سوخوانی — مسند میں یہی کتھا بکھانی
موحش یہی خانقاہ دین کی — جنت یہی درسگاہ دین کی
بچے کو گھٹی میں ڈالا — بھیری میں تیوجی کی مالا
بالک میں بیٹھکے سنگھایا — ہر دے عرض وہ انگ لایا
فریاد تھا اپنی اُس کا شیوہ — کی کو کسی بھی ہاں کسی تک
جاں سکڑیوں سے بار آیا — تو تو کو نے ذہب یہ لایا
کس درجہ بلند حوصلہ تھا — ہر قسمت یہ جوش و ولولہ تھا
مرنے سے نہ ڈرے تھے ہرگز ہمت — سنتے تھے ہزار رحمت!

اس درجہ تھی بکھ کو اُلفتِ نور — جیسے
کی زلیست بک یہی عادت ثانی

ہماری زبان

[illegible]

حضرت گورو نانک

[illegible]

حق سبحانہ و تعالیٰ کی نعت میں

بزم وحدت کے متکلم کا ترانہ ہے

مرسلہ: جناب آپا بگی صاحبہ — مرسلہ: جناب حق کی ثنا سا ہے

نعرہ و تکبیر و نعت سے تکبیر ہے — لاکھ کو ایک کیا طاقت لایزال ہے

ذات میں محو رہے ذکر جاوید ہوئے

مالک پاک کے سب نغمہ جاوید ہوئے

پاک دامن ہے جو یکتا یگانہ تھا — حق حق کہنے کی صدا ورد زبان چلتا تھا

باوا کرتا تھا جو خلق کا مست تھا — ماسوا سمرنہ گھاٹ کو مرزا دیتا تھا

چلے جاتے ہیں کہ تصویر ہے تصویر ہیں

شمع توحید کی تو ہے تو پروانہ ہیں

مفلسو آؤ کہ ہے سلطان اکبر — اے خلیق آؤ دم مرگ کرامات نظر

جسم خاکی نہ رہا روح بھی خالی جا دے — ایک نے دس کیا ایک نے لاکھ بنا کر

چار دہ بار چکے تھے کیا دو زانو نے

دو نے نبھا کا تھا ایک دو نوں نے ۔ خلیق دہلوی

(امیر مینائی)

لے جگت اُستاد تلمیذِ سخن کہتا ہوا — خاندانِ مصحفی کے جانشین دانا ہوا
تجھ پہ مصحفی ہوں بجا نازِ سخن سنجی نثار — ناز تجھ پر ہے کہ اُردو زبان کو تو فخار
بادشاہ کشورِ معنی امیر شعر نوی
تجھ سے روشن ہو گیا نام امیر لکھنوی

اے سراجِ سخن مہرِ خاندانِ سخن — زیبِ دیوانِ سخن شمعِ شبستانِ سخن
ذرِ غلطانِ سخن لعلِ بدخشانِ سخن — مالکِ ملکِ سخن رمحِ سخن جانِ سخن
سکہ ترا سیمابِ اعجاز گویائی تری
شاعری کو کر گئی زندہ مسیحائی تری

خامہ ساحر رقم تیرا معجز آسا کلک — چہرہ آرائے طلسمِ نظم و نثر تیغ نہال
ساحری فن ساحر اعجاز سحر آلود کلک — دلکش و جادو بیانی فتنہ ہر بندِ مقال
شاہد مضمون معانی کا سراپا دیکھ کر
تیرے کلکِ دلکش رنگیں قلم کا دم بھرے

قصوی قلزم ربانی بانصیبِ اہل — فرشتا خوش تخلص خوش اسلوب و خوب سیرت
ماتمی جنتی ہیں اک سے اک فضلِ قبل — بے عدیل و بے مثال و بے نظیر و بے بدل
سالے اصناعت سخن پر تیرا کمال تھا
نکتہ سنجی میں یہ طولا لے فن حاصل تھا

دیوانِ چہارم و گلدستہ ہائے سخن — نثر پر نثر و نظم پر نظم آگیں ہیں حسن و ملیح
دفترِ دیوان ہیں تیرے رموزِ فکر و فن — ہر غزل ہے مطلعِ مہرِ سپہرِ کنہ و نو
خوش رہو تم تنگ میں تیرے ہوئے تابندہ
ہیں ہزاروں بیکس غالب کے مضامیں تجھ سے

نکتہ دانا اور ہنر مند و سخن فہم و ذکی — مالکِ ملکِ سخن صاحبِ طرز و نکتہ
خوش رہو شرم الحاد الحمد للہ فاتحہ — یہ سخن ہے مصحفی کے صاحبِ طرز و نکتہ
اک مقطع میں تم سے کیا کہوں میں کون تھا

(زبانِ اُردو)

ہو جو مشہور ملے میں زبانِ اُردو — شکر صد شکر ترقی پہ ہے شانِ اُردو
اسکی توقیر ہوئی شہرہ ہوا سچ کہتا — سبھی کرتی ہے آج بیانِ اُردو
ملبہ بانی ہے شہنشاہ نوکی دل نیک — نوکی ہے شاہی پہ زبانِ اُردو
مدرسہ ہو والی کے حکم لون کا — بہ خصوصیت ہیں جی ہے وان اُردو
دیوان فصل کہ بارگی تعین رس ہے — دانس حال ہوئی ہے سکان اُردو
طبع بخشے ہیں یہ کہ لیتے ہیں جو یہ — گو سلام ہے آسان اُردو
تیز قلم سے ہیں جو یہ — یوں زبانہ ہے ہوا شان اُردو
جان ہے حال یہ — ہے ہیں جانا
تیری گل ہیں ہے تک نوشتے — تل ہے سیکھیں ہے ان اُردو
کیا صفت ہے — ہے ہیں ہے
ہے — ہے ہیں ہے
ہے — ہے ہیں ہے
تبصرہ ہے — ہے ہیں ہے

المصرعہ منیرا

اسمیں کہیں ہے ملاحت ہر لسان کی ۔ میل لکھتی ہے زمان بیزبان آمدہ
آذر بائی زرین کلکے ہیں سخن فہم خلیق ۔ بے تکلف بے تصنع
تیری ہر غلطہ حقیقت میں ہو جان آمدہ

حکیم عبدالحکیم انصاری

کسی آدمی کی سستی تو ہو زمانہ کو
کسے دیا ہے خدا نے خوش سلیقہ کر
مگر کسی کو ہے عادت ہوئی گناہ کی تو
مصالحہ کرتی ہے صبر کیسی چھوٹوں کر

نہ ہیں کسی کے لئے طعنہ زن دوستین
نہ طعنہ زن ہو کسی پر کسی کے دشمن بن

ہیں اسم کام ہو کوئی آتا ہے شیریں دہن ہو کوئی آتا ہے
تو کاروبار کی دنیا میں یوں تو لوگ ہیں مگر وہ کہاں آتا ہے

نہ ایسا نام کا اپنے ہے جو مختار کار
ہی سی ہو مگ جا بنا کی آدمی

تو صورت بھی ہے آپ کی عزت کیوں نہ ڈنڈار عیوں پہ فضیلت کیوں نہ
آپ سے قوم کے بچوں کو نسبت کیوں ہو پہلی دوا کی ہر خلق کو مسرت کیوں ہے

زر پانی خوشی سے جو نہ روئی سے
قوم ہمدردی کی ہمدردی سے

اور ہاتھ سے آپ نے بچایا ہے ہنسی مرتے کو اپنے سوئے دیکھا ہے
ہیں بیچ سنسنہ سے نکالا ہے نہیں بلکہ سر شمع پر ہوا ہے

میں ترکی کے حسن کو لیکر
ساتھ چلکی اور جہان دلی کو لیکر

یک سے ایک سوا ہیں ہر لحظہ ہے جو ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

طاس سے ہو ہو نوشستہ دل کو
سہلاتی ہے ہو ہو نکتہ دل کو

پانی میں ہر ہر ہر ہر کر کوئی ہر ہر ہر ہر
ہے جو ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

سر میں گرد ہر ہر ہر ہر

آپ بیتی تسکین کو سنانے کے

ہو کوئی اب جواز اسلامیوں میں جو بہت کا نمونہ ہے انسانوں میں
جان ڈالے نئی ترکیب جو ان میں تیز رہی ہیں آپ نے نصیحت میں

ہو ہر کوشش ہو ہر اقدام میں تمہارا کو
ہو ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

ہو ہی ہو ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ان سے بھی بڑھ کے ہیں ہمت کے جو ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

قوم سیکھے گی سن آپ سے ہمدردی
سے خلیق آپ ہو ہیں جو نوری ہا

خلیق اوری

مسٹر رابندر ناتھ ٹیگور کو مبارکباد

آج کے دن ہند و ستاں کو فخر ہے
کس لئے فخر ہے کس لئے فخر ہے

سونے والی بلبلِ شیریں سخن
تانا شاہی کا زبردستاں زبوں کو فخر ہے

ہے شیدا تو بیشا ہے بلبل پہ ہیں شہد
مستی تو بیل پانے کے ہوئے مستر ٹیگور

ہو گئی مشہور دور اں خوش مقالی آپ کی
خوش مقالی بھی تو خوش بالی ہے کی

پھر اس مضمون - بالکیر و خیالی آپ کی
اہل مغرب نے تو ہیں بالکی آپ کی

بالکیں میں ساقیا ہو ساقی میں بالکیں
آؤ یا صدقے ہیں کتنے ہیں سب بالکیں

بالکے ہیں بھائیں کیا، چھوٹے ہوئے
زیرکی تشبیہ میں ڈھکے ہیں اتمام

اہل عرفاں پی رہے ہیں، اہل اتحاد کے جام
پیو تو تم بھی پیو کہ رس تو ہی ہے سب اتمام

دل سمجھے میں مقابل گر ہے ہیں تو مگر
ٹیگری کہتے ہیں نیچے ہر ایک کو کر

ہر زمین شعروں کی ہیں گلزار ہوں
ہر قصیدہ کہ ہی ہے گوہر ہوں

مل کو گوہر ہوئے ہیں جو ہر یا ہار ہوں
جنس کے ہنر ہوں ہنر ہوں

روز نو روز ہو سر سبز شوخوانی آپ کی
ہو قصیدے سے بڑی مخزن بانی آپ کی

آپ کے دیوان کا شہرہ تا بہ چین
ہند کی بھی ہے ہوئی چین ہے

ہے ہے ہیں کا ہوئی ہے
شہرت آپ کی ہے

سنسر جینی نائڈو

دونی ہو تیری حرمت اور عمر جاودانی — تو کر رہی ہے حوصلہ افزائی ہر فن کی
دائم رہے جہان میں یہ تیری خوش بیانی — قائم رہیں ہمیشہ شاداں سخن کی

قیصر (از بھوپال)

ترجمہ رباعیات عمر خیام

گو گو ہ طاعت نہ سفر میرگز گر دگنہ از پیہ نیست بہ گز
لوسیہ نیز بہ رکاہ کرست زنار و کیسہ، راہ و سبحہ بہ گز
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

آہ حرے نداز میخانہ کاسے رسہ باقی دیوانہ
بر خیز کہ کیر پیمانہ زان پیشیں کہ پر کنند پیمانہ
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

این کوزہ چو من عاشق زاری بودست کاندر طلب دوست بسے نالیدست
این دستہ کہ بر گردن او می بینی دستیست کہ بر گردن دلبر بودست
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

سید ابراہیم محب

کلام نادر

[illegible]
[illegible]

المرتبہ دہم

رلانا ہی اچھا ہے رونا ہی اچھا
تماشے جہاں کے کبھی کم نہ ہوں گے زمانہ رہے گا مگر ہم نہ ہوں گے
خموں بسے ہا رہا خموں ہی اچھا
ہے جب گریہ اپنی میرے زندگی حیات اور زندہ یہ بستا ہوں
تو ہنسنے سے رونا ہی اچھا
یہ فرش مخمل و جب چار بالش یہ پھول کا بستر و جب چادر کا
تو خاک فرش کا چونا ہی اچھا
ہوئی تجھ سے ہو جب جان تیری تم آؤ نہ ہو جب جان تیری
تو آنا ایسے کھانے سے ہونا ہی اچھا

مخمس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لیکن لازمی طور پر پیدا ہونے جا رہے تھے اب میں ہیلن ہرڈ
کی بسطرح کہ قدیم سوسائٹی میں بھی استدلال زیادہ ہے اسی طرح
خود پیدا ہوگئی تھی کہ اسٹاکوں صحیح نسخے دستیاب ہوتا مشکل ہو
تھا عام کتب فروشوں کے پاس جو نسخے تھے ان میں اغلاط
خاکہ کسی ایک کو دوسرے کے مقابلہ میں مستند قرار دینا
ان اغلاط کی وجہ سے آسان نہ تھا اس مشکل کو حل کرنے
اعتراضات کی بنیاد رکھی اس نے شعر عجمت کے اصول
بیان کیے کہ کلام کا صحیح درجہ پہچاننے کے لیے کیا مقدمہ
پھیلایا۔ مگر تنقید کے کسی اس موسے کا حال
اسے حوصلہ دلایا ہو یعنی نوحہ ہو کہ اس کے مسلمات
ہیں ہل مختلف ہوجاتی ہیں مولانا کا مجموعہ
اگر ہیں اس قسم کے ایڈیشن تیار کرتے
جہاں اسکے خاص پر روشنی ڈالی ان معاصر کو بھی نظر
کیا۔ مولانا شرر کی کتب جیسی کاوش سے ایڈیٹر
اور جواب لکھنے میں شرر کے قدرت بیچ اس شان میں جس
الفاظ بھی کل کے جو نسخہ اور تہذیب دکھاتے کرتے ہوئے تھے
ہو سکتا ہے کہ مولانا شرر نے وہ بیچ کے طباعت نہ کے مضامین
کو دیکھ کر جنہیں جو ان کی فکر مضمون نگار کو ہیں پہنچا دیتی ہو
اسے شہد سے کاغذ دیدہ ہو سکیں اگر وہ ہیں نہ کرتے اور جو
کہ پیش نہ کا اقتضا بھی ہو تو اب ہوتا ہے حال معلوم
شرر کی شان زوں ہو ہی پتہ تو یہ ہے کہ ان اس طبقہ کی
تھی جو تکلف اور اوچھے کا قدر شناس کہا جا سکتا ہے لیکن
بقہ کی پیسی کاوش، رہا بت وسیع ہو گیا اور کثرت مسائل
نقادان فن کو تحقیق کی ضرورت بڑی مباحثہ کار
مضامین تنقید کے تین عناصر سے خلق ہیں

مباحثہ کلاسیم | گلزار نسیم: اردو زبان کی ایک مشہور و معروف
مثنوی جو جوبیلی تقریبوں اور شعری خوبیوں کے لحاظ سے بھی
باوجود ان تعبیرات کے جو مغربی تنقید کے اثر سے ہمارے ذہن

دو دہ تہ کی تائید اور تکذیب یا دوہ تنقید کی مخالفت میں لکھے گئے مضامین کا جائزہ لیا گیا ہے اور دونوں فریق کے دلائل کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد مصنف نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس بحث میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس بحث میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس بحث میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس کتاب میں کل ۱۲ مضامین درج ہیں۔ مصنف نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ کوئی مضمون جو اس موضوع سے تعلق رکھتا ہو، نظر انداز نہ ہو جائے۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس بحث میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس بحث میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس کتاب میں کل ۱۲ مضامین درج ہیں۔ مصنف نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ کوئی مضمون جو اس موضوع سے تعلق رکھتا ہو، نظر انداز نہ ہو جائے۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس بحث میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس بحث میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

خطوط موسومہ شرر لکھے گئے ہیں جو سب کے سب اردو ادب میں بیش بہا اضافہ تھے۔ مولانا شوق قدوائی کا مضمون بھی یقیناً قول فیصل کا درجہ رکھتا ہے لیکن بعض متذل مضامین جیسے ایسے بھی بنے جاتے ہیں جو اگر حالت موجودہ نہ ہوتے تو مہمل تھا مثلاً مولانا نسیم کی مزاح سرائی خیالات کی پختگی تنقید کی قابلیت تو زبان کی لیاقت کا تو کہنا ہی کیا ایک سرے سے فاتحہ پڑھ لیا ہے ہاں فنون سحر البیان کے عیوب گنوانے میں البتہ خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے مگر اعتراضات بڑھ بڑھ کے کئے ہیں وہ نہایت عامیانہ اور خود حضرت مصنف کی ناواقفیت اور کم علمی کے شاہد ہیں۔

بعض مضامین اور ریویو اردو ادب میں ایسے لکھے گئے ہیں جنہیں ظریفانہ رنگ پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے جو دل تک پہنچ کر طبع کو متعلق ہوتے ہیں خاص دلچسپی کی چیز ہیں۔ ان کو دیکھا کہ مرحوم سجاد حسین نے اپنی بے مثل قابلیت کی بدولت اردو ادب میں کیا رتبہ بلند پایا تھا اور انھیں کا کام تھا

مولانا کا مرتبہ ہیں "شرر بگیست" والا مضمون مصنف کے قابل ہونے کا ثبوت کتاب کے دیباچہ کو تنقید سے بالا تر رکھنے کی ضرورت سے مستغنی کر دیتا ہے

مقدمہ میں اس کثرت سے موجود ہیں جن سے حضرت مصنف کو حضرت سطوت حضرت نسیم سے بندوں کو پیدا کرنے کی ضرورت ہی کہ پروفن کی صحت کا یقین رہے حاشیہ میں اردو کی کتاب ہیں جہاں جو یہ ہیں لوگ خاک میں ہوتی ہے کتاب کے مطبع میں لوگ کشور فشو قیمت کا جو نقشہ ہے وہ بھی کتاب کیلئے کچھ زیادہ ہیں۔

[illegible] کا مضمون اردو میں [illegible] ایک مشہور جلوہ ہے جہاں کے ذمہ دار لوگ [illegible]

نہایت خلوص و دوست و بلند ذوق رئیس تھے۔ ہیں شعلہ [illegible] مخالفت پروری کی بدولت کسی زمانہ میں مشہور [illegible] بتا چکا ہے۔ سیاسی مساعت جاہ کو تقویت دینے سے [illegible] تھی، اور آپ کا [illegible] کے وقت امور [illegible] وقت تھا کہ وہ خبیل تیسیر [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کی علی قدر [illegible] سے [illegible] دیا تھا فائدہ ہو کہ [illegible] وقت کا رجحان طبیعت مصنف موقع [illegible] شناس کی جہاں بھی جھلک پڑتی ہیں، انھیں موہوی [illegible] جنوں تاثر دہاں وجود کو [illegible] ہسٹاد و [illegible] ہو جو ہمارے بیان کو [illegible] حضرت جنوں [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] حضرت جنوں [illegible] ہیں [illegible] جن کا سلسلہ قائم ہے [illegible] کے کلام کی [illegible] انسان رہیگی۔

اس دیوان میں ایک جذبہ خاصہ [illegible] قابل ذکر ہے [illegible] حضرت جنوں نے اکثر ایسے مضامین [illegible] ہیں جو [illegible] بیانی نہ ہو [illegible] ہیں لیکن [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] سوسائٹی [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

معلوم نہیں کہ کیا ہوا کہ اس صاحب کی کتاب کی اشاعت رکی رہی۔ اب
آخر کار یہ کتاب ۔۔۔ کی صاحب کی سعی و کوشش سے چھپ
صاحب موصوف نے اس کتاب میں ۔۔۔ مثالیں ظریفانہ
ہیں کسی کو دوسرے کا مقابلہ صحت کے ساتھ نہیں کیا
مثال ہے یہ شعر کا مصرعہ ہے ؎

میرے تن لاغر میں پیاسے کی نشانی میر
کھنچ رہا ہے دھنک جیسے کمان ہوتے

فرق کی نہیں ۔۔۔ کا اور اضرورت لیکن اس موقع پر اس کا
مقابلہ غلط ہوا ہے

یا یہ شعر ؎

دیکھ کر تجھ کو ہوا ہے خیال صنعت ۔۔۔ رات بھر تجھ سے بنائے ہیں
اس میں بھی ہے ۔۔۔ تمثیل کے وہ کہ ۔۔۔ سے غیر مقصود کا

تمثیل اس شعر میں ؎

شعر ہو جاتے ہیں کرتے میں نگینے میر
دل سنبھالو وہ ترنگ میں شرفا دو

کہ کرتے میں کے عوض نگینے ہوتے ہیں۔

ان عیوب کے علاوہ حضرت جنون کا کلام
شعر کہ جس طرح پر چاہا ہے کہہ دیا ہے
تقریباً سب مشکل ہی کو تاکہ ان نوجوانوں سے الفاظ میں
کہ کل ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔

دیکھیں ۔۔۔ کا ۔۔۔ ہے

اس نسخہ کے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔

غایت کا ہے ۔۔۔ نصیحت ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
سب بنی ہی کھچے ہیں شرع و دین ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
تو ہیں مصنف کے ۔۔۔ حالات ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔
ہے بہت کہ ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔

تصنیف خیال کیا ہے ؎

نازک خیال ہیں تو مطلع و مقطع غالب
غالب کا ہیں ہیں صاحب دیوان ہوا

کتاب ملنے کا پتہ مولوی عبدالرحمن محسن صاحب خوشتر
۔۔۔ سلامیہ سنگاپور۔ قیمت غالباً

پایل اور گلدیل

محمد محمود خان

نظم ہاشمی

(مدعو عوس از انجمن ترقی اردو)

۱۔ سماج کا پیمانہ

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

حصہ ۲ تصنیف ۱۹

مشاہیر یونان و روم

بلیں ترجمہ [illegible]

مگر بعد کے [illegible] صاحب کا
کے اہتمام کا [illegible] ہوئی، اصل میں [illegible]
[illegible]

اخلاف تقدیر کچھ [illegible]
استعمال کیا ہے کے [illegible]

"مدعیت کرتا تھا" [illegible]
خوان اس بحر کی [illegible]

"اب دوڑی" [illegible]

"عادت [illegible]
[illegible]

"ہاتھوں [illegible]
ترجمہ صاحب کی ایجاد ہے۔

"جب انھیں فی الواقع [illegible]
ہوا، رفتہ رفتہ [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[

پوا ہوں کو شہد کی مکھیاں کھا لیا جو ان کے لیے جھٹکا لے کی
عد ت ہے۔

۳ نے رے کیا ہی وہی اپنی باری چاہیے۔
شمسی فنون، ہیئت وہ بیسیوزہ، بصیست زدہ وغیرہ وغیرہ مان کے
دوے ہے میں لیکن متوی زدہ بھی دشدہ ہو

وا ن تھیں دوں اقوان بن ظاہر سکھتا تھا تو ان
ظا ہمسیں کہ انام ہ ہ ہ

[illegible]

[illegible] ہے کہ [illegible] اس [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے

قیود و تقلید، تجدید و تنقید

تحصیل علم و فن سے حاصل ہونے والی شائستگی سے زیادہ کوئی اور چیز کیا ہمیں شاہ کا اچھا خیال پیش کرنے پر مائل کر سکتی ہے؟

حضرت قبلہ عالم بابا کی توجہ ہوئی پر تیجہ دینے والے، ہمارے ملک کو تباہی سے بچانے والے، ہمارے ملک کو تباہی سے بچانے والے، ہمارے ملک کو تباہی سے بچان

تنقید کتب

مولوی محمد یحییٰ صاحب عباسی حیدرآبادی نے تاریخ نجد
یعنی سرزمین نجد کی تاریخ سے اس علاقہ کے مشہور سلاطین
سے متعلق یہ فارسی کتاب لکھی ہے جو اب تک مطبوعہ نہیں
کے ایڈیٹر بھی ہیں اور اسکے ادبی ذوق کا اندازہ ان کی
ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ اب
تکمیل پر توجہ کی اور آخر ۱۹۳۸ء میں کتاب کی طباعت
دست کبد کی آمد میں مصروف رہے۔ آپ کی مسلسل محنت
بھوں نے تقریباً ۱۰ سال کی مدت میں اس کتاب کو
مخالفت کی۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ یہ کتاب صحیح
لیکن ہمارے خیال میں اس کتاب کی اشاعت سے
ہمارے خیال کی تائید کیلئے یہ کافی ہے کہ ہندوستان
کے ذریعے انقلاب میں بھی لوگوں کی توجہ اس

مولوی صاحب نے اس کتاب کی تالیف میں بڑی
انھوں نے اس کی تدوین کی ذمہ داری کو بھی
اس کتاب کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ
ہمارے خیال میں مولوی صاحب کو آخر آخر میں
کی آپ کی قسمت یاور ہوئی اور اس زمانہ میں
کے ایڈیٹر بھی ہیں اور اسکے ادبی ذوق کا اندازہ
کتاب پر توجہ کی اور آخر ۱۹۳۸ء میں کتاب کی
دست کبد کی آمد میں مصروف رہے۔ آپ کی مسلسل محنت
بھوں نے تقریباً ۱۰ سال کی مدت میں اس کتاب کو
مخالفت کی۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ یہ کتاب صحیح
لیکن ہمارے خیال میں اس کتاب کی اشاعت سے
ہمارے خیال کی تائید کیلئے یہ کافی ہے کہ ہندوستان
کے ذریعے انقلاب میں بھی لوگوں کی توجہ اس

کی مدد کو شاہی سے جدا ہو کر ہمراہ ہو گئے۔ اس کے بعد

حیات النذیر

مولانا مولوی محمد نذیر حسین صاحب مرحوم کی ذات والا صفات عجیب جامع کمالیوں کا مجموعہ تھی۔ وہ وقت کے ان نادر روزگار ہستیوں میں سے تھے جو علم و دین کی خدمت کا تحقیقی، یعنی بلا کسی مرعوبیت کا ذہن لے کر پیدا ہوئے تھے۔ وہ بلند ہمت، بلند حوصلہ، بلند نظر اور بلند کردار تھے۔ ان کی زندگی کا ہر گوشہ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ وہ اپنے وقت کے ان گنے چنے علماء میں سے تھے جو اپنے وقت کے فرعون کا نام لے کر اس کو للکارنے کی جرأت رکھتے تھے۔ وہ اپنے وقت کے ان گنے چنے علماء میں سے تھے جو اپنے وقت کے فرعون کا نام لے کر اس کو للکارنے کی جرأت رکھتے تھے۔ وہ اپنے وقت کے ان گنے چنے علماء میں سے تھے جو اپنے وقت کے فرعون کا نام لے کر اس کو للکارنے کی جرأت رکھتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے۔ اس کے بعد ان کی شکل میں نئے نئے رنگ و روپ کو جمع کرتے رہنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنی نسل کو اپنی طرح جینے کی صلاحیت بھی عطا کرتا ہے۔

اس مقام پر حیاتیات کے ماہر کی تشریح و تجزیہ کا بیان ختم ہوا۔ اب خان صاحب بولے۔ شروع میں، حضرت مصباحی کے بعد جناب مولانا محمد یونس صاحب، جناب احمد ذکی صاحب، فرزند مظہر صاحب اور حکیم صابر علی پال کی تشریح ہے جس کے دوران ہر رکن کو مامور ہونے کا فون حاصل ہوا ہے۔ پھر اس زبردست بحث کا تکملہ ہوگا جس کے لیے یہ ساری کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ تو حضرات مصباحی صاحب ہی سے مقدمہ ہے۔ ورنہ کیا دیکھتے ہیں کہ مولانا مصباحی تو مقدمہ سنانے کی بجائے ہی کہہ رہے ہیں کہ میں مقدمہ نہیں پڑھوں گا۔ میں تو صرف یہ کہوں گا کہ ہم لوگوں نے جو کچھ سنا ہے اس کے بعد ہمارے ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سوالات کے جوابات ہمیں ملیں۔ اس لیے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ ہم ان سوالات کو پیش کریں اور ان کے جوابات ہمیں ملیں۔ اس کے بعد ہم اپنی رائے ظاہر کریں گے۔ اس کے بعد ہم اپنی رائے ظاہر کریں گے۔

مولانا عبدالباری نہیں گئے تھے

حضرت مولانا عبدالباری کے وفات کے بعد کی تقریر میں مولانا عبدالباری کے وفات کے بعد کی تقریر میں

پروفیسر ذکی کی تقریر

حضرت پروفیسر ذکی کی تقریر کے بعد کی تقریر میں

کا بیان اکٹھا نے کا باوجود ... مستقبل ... وقت ... حال ... جملہ ... دل، جیکارا ... اس کے بجائیوں ... وہ ... علاقہ ... ہیں ... نوع ... دن ... کے فوائد ... ہیں ... ثانی ... نہ ... تعلق ... سے ... قطع ... دور ... ہو ... ایک ... چلے ... ہوئے ... نہ ... خوف ... کا ... نات ... کو ... ہیں ... بات ... کا ... ہیں ... کی ... نات ... ملک ... ہیں ... طلاق ... کے ... جن ... ہیں ... سے ... نتیجہ ... لیف ... ایر ... کت ... تھی ... ہے ... زیا ... قابل ... ذکر ... تھی ... ہو ... ملی ... کو ... تشیں ... نہیں ... خوب ... نے ... ہے ... ہو ... ج ... میں ... نے ... او ... ج ... جان ... ہ ... ہ ... ہو ... ہے ... ملی ... ہے ... ہو ... ہے ... ہے ... ہے

سید نقیم

اہل اسلام کے علمی احسانات

وہ قوم نہایت بدنصیب ہے جو اپنے بزرگوں کے اُن کارناموں کو
بھول جائے کہ جن کے قابل میں بھلا دینے یا نہ جاننے۔ مرتبہ مورخ

حضرت ۔۔۔ قوام کے عروج و ترقی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کی تاریخ کا ایک مستقل سلسلہ ہوتا ہے اور یہ سلسلہ بھی ٹوٹا نہیں کرتا۔ ہر قوم کی تاریخ دوسری قوم کی تاریخ سے وابستہ ہوتی ہے اور تاریخ تمام کا تمام بہ منزلہ واقعات کو بار بار دہرانے کے پیش کرتی ہے۔

اگر تاریخ اسلام میں اُن وجوہ پر غور کیا جائے جن کی بنا پر عرب کی غیر متمدن اور وحشی قوم کو چند ہی سال میں تہذیب و تمدن کے اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کا موقع ملا تو یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ اس قوم کی ترقی کا سبب صرف اسلام کی تعلیم تھی۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کو جس طرح کتب خانوں کی بنا ڈالنے اور ان کتب خانوں کے ہر قسم کی ترقی کی ہمت دلائی اور سائنس کی تحصیل کے لیے جس طرح ابھارا اس کی نظیر کسی مذہب کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

ابتدا ہی میں مسلمانوں کو اپنی ضروریات کی وجہ سے فلسفہ و سائنس کی طرف توجہ کرنی پڑی اور اس سلسلہ میں یونانی کتابوں کے ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ دوسری قوموں کے علوم و فنون سے اور یہاں سے زیادہ آسانی کے ساتھ اس لیے کہ یونانیوں کی طرح عربی بھی سامی زبان تھی۔ اسلام نے اپنے تمام پیروؤں کو علمی ترقی میں شامل کر دیا تھا۔ جس وجہ سے مسلمانوں نے جس سرعت سے دنیا کی حکومت حاصل کی اسی سرعت کے ساتھ فلسفہ و سائنس کی حکومت کو بھی مستحکم کر لیا۔

بنی اُمیت

[illegible] حضرت عمر کی شہادت تک تو ترجمہ کا کام بالکل ابتدائی حالت میں رہا۔ اس کے بعد بنی امیہ کے زمانہ میں اس کی ابتدا ہوئی۔ اس زمانہ میں صرف طب کا ترجمہ ہوا تھا۔ پھر خلیفہ منصور کے زمانہ میں حکمت و ہیئت کی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ اور جب تک مسلمانوں میں یہ دونوں علوم کے سب سے عالم یونانی کا زمانہ رہا تھا۔ پہلے خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں طب کی کتابوں کا ترجمہ ہوا تھا۔ پھر خلیفہ مامون کے زمانہ میں ان علوم کی کتابوں کا ترجمہ ہوا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں ان علوم کی اشاعت بہت زیادہ ہو گئی۔ اور جب تک مسلمانوں میں یہ علوم رہے وہ ترقی کرتے رہے۔

عباسیہ کے زمانہ میں کتب خانوں کی بنیاد ڈالی گئی جس سے صنعت و حرفت کا خیال آیا تو مصر کے فاطمی خلفاء نے کتب خانوں کو ترقی دی اور علم صنعت کی کتابوں کا یورپی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ [illegible] یہ کام [illegible] اور قرطبہ سے علوم حاصل کیے۔ [illegible] صنعت کا چرچا رہا۔ یہی حال دنیا کے دوسرے [illegible] صنعت کا جاری رہا۔ یہی دنیا کی ترقی کا زمانہ تھا۔ [illegible] یہ کام بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔

[illegible] خلیفہ منصور عباسی نے فیصلہ دم کتب خانے کے [illegible] عربی ترجمے منگائے۔ اسی قدردانی کے سبب دارالخلافت میں علماء کا بڑا گروہ ہر ملک سے آنے لگا۔ قادر باللہ وزیر سلطنت نے فاطمی خلیفہ کے ہاں سے جو کتب خانہ لوٹ کر لایا تھا اس میں [illegible]

۵ [illegible] ۱۲۵۸ء [illegible] ۱۲۵۸ء [illegible]

[illegible] کتب یونانی کا ترجمہ کرایا۔ اسی زمانہ سے دولت عباسی کے [illegible] میں ترجمہ کتب کا شوق بڑھا۔ علاوہ ترجمہ کتب فلسفہ و طب و اخلاق کے طبیعی علوم میں بھی عمدہ عمدہ رسالے بہت کچھ ترقی کی۔ چنانچہ ندوۃ میں ایک مقالہ پڑھا گیا تھا جس میں ترقی علوم طبیعیہ پر بحث کی گئی تھی۔ اس مقالہ کو بہت پسند کیا گیا تھا۔ اس مقالہ کے مضمون کو ہم نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے عہد میں علوم کی ترقی

خلیفہ ہارون الرشید عباسی کو جیسے اور باتوں میں [illegible] میسر ہوئے دوسرے خلفاء کو نصیب نہیں ہوئے اسی طرح علوم کی ترقی کا موقع بھی اس کو جیسا ملا تھا ویسا کسی کو نہیں ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں کا سامان، ملاحی خانہ و دیوان کے خزینہ میں نکالا جاتا تھا۔ مگر ملکی فتوحات سے زیادہ اس عہد میں علمی فتوحات ہوئیں۔ اس خلیفہ نے اس علم خزانہ اور علم کی [illegible] کا نام زندہ رکھا ہوا ہے۔ خلیفہ نے [illegible] کتب یونانی کے ترجمہ کرنے کے لیے [illegible] کتب خانہ کے لیے اور دوسرے خزانوں کے ترجمہ کے لیے [illegible] کی بڑی تنخواہ مقرر کی تھی۔ [illegible] کتب یونانی کا ترجمہ کرایا۔ اسی زمانہ سے دولت عباسی کے [illegible] میں ترجمہ کتب کا شوق بڑھا۔ علاوہ ترجمہ کتب فلسفہ و طب و اخلاق کے طبیعی علوم میں بھی عمدہ عمدہ رسالے بہت کچھ ترقی کی۔ چنانچہ ندوۃ میں ایک مقالہ پڑھا گیا تھا جس میں ترقی علوم طبیعیہ پر بحث کی گئی تھی۔ اس مقالہ کو بہت پسند کیا گیا تھا۔ اس مقالہ کے مضمون کو ہم نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے عہد میں علوم کی ترقی

خلیفہ ہارون الرشید عباسی کو جیسے اور باتوں میں [illegible] میسر ہوئے دوسرے خلفاء کو نصیب نہیں ہوئے اسی طرح علوم کی ترقی کا موقع بھی اس کو جیسا ملا تھا ویسا کسی کو نہیں ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں کا سامان، ملاحی خانہ و دیوان کے خزینہ میں نکالا جاتا تھا۔ مگر ملکی فتوحات سے زیادہ اس عہد میں علمی فتوحات ہوئیں۔ اس خلیفہ نے اس علم خزانہ اور علم کی [illegible] کا نام زندہ رکھا ہوا ہے۔ خلیفہ نے [illegible] کتب یونانی کے ترجمہ کرنے کے لیے [illegible] کتب خانہ کے لیے اور دوسرے خزانوں کے ترجمہ کے لیے [illegible] کی بڑی تنخواہ مقرر کی تھی۔ [illegible]

خلیفہ مامون رشید عباسی کے علمی ذوق کی نسبت

خلیفہ مامون رشید عباسی کے علمی ذوق کی نسبت تاریخ شاہد ہے کہ یہ بھی اس کی جملہ کا نتیجہ تھا کہ خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں بیت الحکمت کا [illegible] مامون کی [illegible] ایرانی نژاد تھیں اور اس کی مائیں سلطنت عباسیہ کا [illegible] اور یہ سلطنت بھی ترکی برمکی خاندان خلیفہ کی مدد کا بڑا [illegible] اور اسی سے [illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible] کتب سے زیادہ [illegible] قدیم [illegible] کا [illegible] [illegible] کیا گیا۔ عرب نے ایرانی طرز معاشرت [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

سلسلہ میں اسلامی علوم میں فلسفہ کی علمی کا وہ زمانہ ان علمی دنیا کی [illegible] کی طاقت سے غولی ہو سکتا ہے کہ شرعی علوم ساتھ کی مدد میں ہو سکیں بلکہ وہ کبھی سوا سوا لاکھ طلباء کا ہجوم ہوتا تھا یہاں فلسفہ کی بات نہ کریں فقہ کی اور وہ ایک ایک مجلس تدریس میں سوا سو کے قریب ہوتا ہے اس قوم کے پیٹ میں ذرہ علمی کی بھوک کیونکر جگہ کرتی ہوگی ہے

حضرات! یہ شیوہ کا علمی کی [illegible] سوقت بھی دنیا کی ہوا کا انقلابات [illegible] ان کی دولت علمی سلطنت ہیں کہ ان کا [illegible] ان میں ہوا ہی نہیں ان کی بنیاد ہیں [illegible] کی طرح ہے [illegible] ہیں ہیں ایک دوسرے کے سیاسی رقیب تھے ان میں [illegible] اور انگلستان کی سرحدیں ہیں بھی لڑتی رہتی تھیں ایک دوسرے پر فوق لیجا ہے

قاہرہ کے کتب خانہ ایوبیہ میں یکصد پچاس ہزار تک ہے موجود تھے اس کا نظام بیان کرتے ہوئے مقریزی نے کتب خانہ ایوبیہ کا ایک شعبہ ہم کے لیے مخصوص تھا

درس | خلفاء فاطمیہ کی زبان کی تعداد ۳۲ تھی کہ ان میں کی فہرست میں یہ نام ملتے ہیں [illegible] کے علاوہ مشترک خانہ [illegible] میں ۲۰ مخصوص تھے [illegible] ۱۰۰ تھے [illegible] کتب خانہ [illegible] میں کا [illegible] ہوتا تھا کہ [illegible] کتب خانہ [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

جسکو ہم یونانی کا انکشاف جدید سمجھتے ہیں اور جو مغربی عقل کی ہیئت بھی وہ نابلد نہ تھے۔ فرانس کے ایک مشہور مصنف کا قول ہے کہ کولمبس کے یہاں کرنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے عہد میں یورپ کے تجارتی کمال کے کس درجہ تک پہنچ گیا تھا۔

خلیفہ حکم ثانی مسلمانان اسپین یورپ کے علمی علوم کے متاثر ہیں سیلبسٹر ثانی نے علم فلسفہ میں یورپ کو اس شاہراہ پر چلایا جس پر ان سے پہلے اہل ہند خاص طور شرق کی تمام قومیں چل رہی تھیں اور اسپین ہی دوبارہ کر قدماء کی تصنیف فلسفہ کی شمع یہاں سے کر یورپ کے علمی دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلیں۔ اطالیہ فرانسیسی انگلستان میں بھی فلسفہ ابن رشد پھیل گیا۔ اسپینوزا کے فرانسیسکن نے فلسفہ خاص وقت کی نگاہ سے دیکھا۔ یورپ کی یونیورسٹی کو سکاء کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ یونیورسٹیاں بھی اس زمانہ میں عقل و دانش کی کرسی پر متمکن تھے فلسفہ ابن رشد عام طور سے مصر کیا تھا مشہور یہودی فیلسوف موسیٰ بن میمون نے اس فلسفہ کو تسہیل کر پڑھا دیا۔ سکے کے فرانسیسی نے دنیا کے مصنفین اس فلسفہ کی تائید کا دم بھرا کئی زمانہ میں لوگ انگلستان میں فلسفہ و علمی تحقیقات میں مشغول ہوئے۔ اس انگلستان کے علم کے پیشوا تھے ہیں بیکن کا ایک جو مرقاں علم فرحت حل کر پاہے، روم کی کرسی پر صدر نشین ہوا۔ یعنی عیسوی سے اپنے اصول بہت کچھ ملتے ہیں علمی تحقیقات کی جیسا کہ نہ صرف انگلستان بلکہ اس زمانہ کے عیسوی فلسفہ میں نہیں یک وقت ہی کو اور دوسرا فرقہ بولی سینا کو مانتا تھا۔

سلطان ابو یوسف | مسلمانوں اور عیسائیوں کے میل جول و یہ ایک مگر [illegible] ایک حالت یہ کہ [illegible] سلطان ابو یوسف کی ام اسی فلسفی میں ایک خاص عمل یورپ کی [illegible] اس سے خوشہ چینی کی اور

دوسری طاقتیں ترقی اور رفتہ رفتہ اسپین پر قبضہ کر لیا۔ فرانس اور انگلستان تک پہنچ گئے۔ یہیں تجارت کا یہ تبادلہ کس طرح قوم نے انگلستان کو پہنچ کر تورات طب یونانی زبان سے منتقل ہوتے چلے آتے تھے مگر عربی میں منتقل ہو گئے۔ انگلستان کی قدیم زبان جو ایک عدد ان ہی جیسی اور جب یہ ہی لیکن ایسے مشہور و مستند ترجمے یہیں علمی تحقیقات کی بات لکھتے کہ اس وقت تک یورپ کی ذہنی دماغی قوتوں میں جان نہیں پڑی تھی مسلمانوں کے نفس سے علوم یونان کو یورپ کی طاقت جو یہ سے کر بعلوم میں نہیں پہنچا دیا۔

اگر کسی کو اس بات میں شک ہو اور مسلمانوں کی علمی فتوحات اور دائمی تعلیم ان کے ملک کا تین فیصد حصہ ہو اس بات کا ثبوت ہو تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یورپ کے جب ہم اسپین سے نکل گئے تو وہاں کی یونیورسٹیوں کی تعداد اکیس تھی اور اب یہ تعداد ساٹھ ہو گئی ہے۔ اسپین نے یورپ کو جو کچھ دیا ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یورپ کی تمام یونیورسٹیوں کی تعداد اسپین کی یونیورسٹیوں کی تعداد سے تین گنا ہے۔ اسپین کی آبادی یورپ کی آبادی کا تین فیصد حصہ ہے۔ اسپین کی یونیورسٹیوں کی تعداد یورپ کی یونیورسٹیوں کی تعداد کا تین فیصد حصہ ہے۔

۲۔ ابراہیم غزنی

[illegible] علوم میں [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

ن کا گزارا ہے۔ یہ تو سلطان کی فیاضی کے چند نمونے ہیں جو اس کی بخشش کے نمونے کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی فوجی کو دیا جانے والا انعام اس کی دریا دلی کا ثبوت دیتا ہے۔ سلطان نے کبھی بھی اپنے سپاہیوں کی تنخواہ میں کمی نہیں کی۔ آخر تک اس کی فوج کی تنخواہ اتنی ہی رہی جتنی کہ پہلے تھی۔ سلطان محمود کے ساتھی حسیدت غازی تھا۔ اس نے سلطان کی بہادری کا کارنامہ لکھا اور یہ کتاب بڑی مشہور ہوئی۔ اس کتاب کا ذکر عتبی نے اپنی تاریخ یمینی میں کیا ہے۔

سلطان مسعود کی حکومت کے شروع ہی میں اس کے بھائی محمد کا خطرناک خروج اس کے سامنے آیا۔ محمد نے اپنے کو سلطان کہلوانا شروع کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ امیروں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ ان میں ایلتگین کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ یہ ایلتگین وہی ہے جس نے ہندوستان میں غزنوی حکومت کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ایلتگین کا ایک لڑکا بھی تھا۔ اس کا نام بھی ایلتگین تھا۔ یہ ایلتگین بعد میں سلطان مسعود کا بہت بڑا دشمن ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے امیر تھے جو محمد کے ساتھ تھے۔ ان سب کا مقصد یہ تھا کہ مسعود کو ہٹا کر محمد کو تخت پر بٹھا دیا جائے۔ محمد کے ساتھ ایک بڑی فوج تھی۔ اس فوج کی تعداد ۲۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ اس فوج کے ساتھ محمد نے ہمدان پر حملہ کر دیا۔ ہمدان پر مسعود کا بھائی یوسف حکومت کرتا تھا۔ یوسف نے محمد کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ یوسف کو ہمدان چھوڑنا پڑا۔ محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد نے اصفہان پر حملہ کیا۔ اصفہان پر مسعود کا ایک اور بھائی سلیمان شاہ حکومت کرتا تھا۔ سلیمان شاہ نے محمد کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ سلیمان شاہ کو اصفہان چھوڑنا پڑا۔ محمد نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد نے اصفہان میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اس کے بعد محمد نے اپنے کو سلطان کہلوانا شروع کر دیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے نام کا سکہ چلنے لگا۔ اس کے بعد محمد نے اپنے بھائی مسعود کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ اس نے اپنی فوج کو جمع کیا۔ اس فوج کی تعداد ۳۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ اس فوج کے ساتھ محمد نے مسعود کے خلاف جنگ کی۔ اس جنگ میں محمد کو شکست ہوئی۔ محمد کی فوج کو شکست ہوئی۔ محمد کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ بہت سے سپاہی گرفتار ہوئے۔ محمد کی فوج کا بہت سا سامان مسعود کے ہاتھ آیا۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ آئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ مارے گئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ قتل ہوئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ زخمی ہوئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ مارے گئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ قتل ہوئے۔ محمد کی فوج کے بہت سے امیر مسعود کے ہاتھ زخمی ہوئے۔

آل سلجوق

عصر حاضر میں اس عظیم الشان حکومت کا نقشہ کھینچیے جس نے ایران و عراق و شام و آسیائے کوچک کے کھنڈرات پر قائم کیا۔

جب سلجوق عنصر کا یہ حال ہے کہ مسعود جیسے فرمانروا کے ہاتھ سے بغداد کی خلافت بھی نکل جاتی ہے اور دنیا اسلام کی یہ حالت تھی کہ دولت جب یہ کاروبار خود سنبھالتی تھی اسپین اور فرانس خلافت ہی سے کہتے تھے کہ ہمارے ملک میں اسلام کی حفاظت کے لیے ایک زبردست طاقت کی ضرورت تھی جو سلجوقیوں کے وجود سے پوری ہوئی۔ اسلام قبول کرتے ہی ان نو مسلم وحشیوں کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ ان کے فتوحات مسلمانوں کی مٹتی ہوئی شان و شوکت کو بھی بحال کر گئے اور ان کے صحبت یافتہ کا نام یاد آ گیا۔ سلجوقیوں نے مغربی ایشیا کی سلامی سلطنتوں کو یکسر شکست دے کر ان کا کام کر دیا۔ روسیوں کی پیش قدمی کا راستہ روکا۔ یہی آگے چل کر دنیا میں ترکی سلطنت کا موجد ہوا۔ اور یہی سب سے بڑھ کر دولت عثمانیہ کو جس نے اسلام کی عظمت کو ہندوستان و ایران و عرب و مصر و شام و آسیائے کوچک و یورپ کے ممالک میں قائم کیا۔

خواجہ نظام الملک طوسی اور نظام یہ بغداد

سلجوقیوں کے زمانہ کے بڑے بڑے علماء و مدبرین میں خواجہ نظام الملک طوسی ہیں۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کا خطاب نظام الملک تھا۔ یہ خطاب ان کے نام کا جزو ہو گیا۔ ان کے بعد بھی یہ خطاب ان کے خاندان میں رہ

[illegible] خواص کی علمی زندگی [illegible] تاریخ میں مشہور ہے۔ نظامیہ کی عمارت میں ایک حصہ [illegible] مخصوص تھا جہاں یہ مکمل عمارت تھی جو [illegible] کی تعداد سے زیادہ اور بیش قیمت کتابیں داخل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

مالک میں مل بیٹھا خاندانیں میں وہ اپنے تمدنی نتائج رکھتا کو ایک عالم کے پیش نظر کر گئی تھی مسلمانوں نے یہاں بھی متعدد دور علم و مدنیت قائم کیے جن کو وہ فولڈر پر چھوڑ گئے تھے وہ جانتے تھے کہ کسی قوم کو بے زبان کر دینا اسکی ہستی کو مٹانا ہے پہلے انھوں نے نہ صرف حکومت پر بلکہ توجہ ہندوں کی بلکہ اس ملک کی ایک قومی زبان بنگالی کو بھی ترقی دی اپنا فرض سمجھا۔ یہ امر واقع ہے جسکے صحت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ عام مورخین بھی اس حقیقت کو نظر انداز کر سکے۔ میرے لیے بحیثیت ایک بنگالی ہونے کے یہ امر باعث صد افتخار ہے کہ میرے ہموطن کلدر نیز نے نہ صرف بنگالی علوم و فنون کی زبان اسلام ہندی نامی مستند کتاب سال میں شائع کر کے اس فرض کو ادا کیا ہے جو اسلامی علمی کارناموں کی طرف سے بیگانہ ہے ہوئے ہیں۔

حضرات! انھوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جاری اسلامی سلاطین مندان سیاسی بوجھ سے بھی واقف تھے جس سے حکومت اہنسل تو مین متحد ہو جاتی ہیں یہ سلاطین سندوستان میں ہندی ہو چکے تھے صدیوں سے آپس میں ایک محبت بگجتی محبت ہو چکی تھی ملک ان سلاطین اور باشندگان دین پر بھروسا کر زبان و مذہب کے اتحاد و محبت و خلوص کے برقرار رکھنے میں کوشش کی اشاعت کردں مسلک خانوادہ کے بعد یہ سب سے اس کیا خاص کر کے اس مسلی زبان کو بھی ترویج دی۔ یہ سب مسلمان کے خاندان دیکار کی طرح ایک جانشین اور زبان سے جو بھاشا کی ترقی یا نہ سکی سے دل دوصوبے۔ بہت سے ہیں درد یہ ہے کہ حقیقی حال ان باتوں سے واقف نہیں ہے

[illegible]

اور کثیر کے پیرو موجود ہیں آئے اور اب بھی بطور زندہ یادگار موجود ہیں رہا سیاسی اتحاد سو وہ باوجود شوک کے بعد ہندوستان میں کسی وقت تک پورا نہیں ہوا جب تک شہنشاہ اکبر نے ہندو و مسلمانوں کو تمدنی طور پر ایک نہ بنا لیا وہ یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ سندوستان کی موجودہ معاشرت میں جہاں سامانیوں اور یونانیوں کا کچھ حصہ ہے وہاں مسلمانوں کا بھی بہت بڑا حصہ شامل ہے۔

عرب اور ہندوستان | عربوں کے تجارتی تعلقات ہندوستان کے ساتھ بہت پرانے زمانہ تاریخی سے شروع ہوئے لیکن طور پر اسلام کے پھیلنے کے بعد سندھ عربوں کے تحت حکومت میں آگیا اور ہندوستان میں عرب پہلے پہل آئے۔ نویں صدی کا تذکرہ ہے کہ سندھ میں سندھ مسلمانوں کا میل جول بہت بڑھ گیا تھا کہ ہندو عربی معاشرت سے اسقدر متاثر ہوئے تھے جسقدر خود عرب ہندوستانی معاشرت سے متاثر ہو گئے تھے اسی صدی میں قرآن شریف کا کسی ہندو زبان کی تحریک پر ہندی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

عربی دور ختم ہونے کے بعد ایرانی دور شروع ہوا۔

خاندان غزنی

خاندان غزنی کا مختصر بیان ہم اوپر کر آئے ہیں یہاں صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ سلطان محمود غزنی کے زمانہ کے مسلمان ہندو فلسفہ سے خوب واقف تھے۔ غزنیوں نے ہندوستان کی زبان کو ترجمہ کرنے کی کوشش کی اور پیچھے آنے والے سلطان نے اس کوشش کو بڑھایا اور اس کی تصویر تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلطان مسعود کے زمانہ کو ہندوستان کی تاریخ میں ایک خاص درجہ حاصل ہے۔

خاندان غلامان

[illegible]

اور ہندوستان کے ساتھ انھوں نے شاہانہ سلوک کیے۔ انھیں کے وقت میں دری زبانوں کا مرکز اور علوم کا گھر سمرقند اور بخارا پر چھکے دری کی رہی تھی۔

سلطان ناصرالدین سبکتگین | سلطان ناصرالدین کے زمانہ میں طبقات ناصری لکھی گئی جب چنگیز خان خراسان کی غارتگری میں مصروف تھا تو خانہ بدوش سربرآوردہ لوگ بھاگ کر دہلی میں پناہ گزین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یمین کے دربار میں تمام علماء و فضلا جمع ہو گئے تھے۔

امیر خسرو | امیر خسرو کی تیرہ کلامی سی کے عہد میں مقبول ہوئی۔ شعرائے خلق باری کلام کر صرف دو زبانوں میں کیسانیت ہی نہیں پیدا کی بلکہ دونوں ہی قوموں کے جذبات و خیالات کا تار میں ایک رشتہ باندھا۔

سلطان علاء الدین خلجی | سلطان علاء الدین خلجی کے بارہ میں صاحب فرشتہ لکھتا ہے کہ اس بادشاہ نے بھی متعدد دارالعلوم قائم کیے اور پینتالیس مشہور علماء دین کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں دلی میں ایسے سادات موجود تھے جو اپنے علم و فضل میں بخارا و سمرقند و بغداد کی مرو دمشق و صفہان تبریز کے مشہور اساتذہ سے بڑھے ہوئے تھے۔

ابن بطوطہ | عربی مشہور سیاحوں میں یہاں پر صرف ایک سیاح کا ذکر آپ صاحبان کے دلچسپی کرتا ہوں۔ ابن بطوطہ سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں افریقہ اور ایشیا کی سیاحت کرتا ہوا ہندوستان آیا تھا۔ یہ عالم امیر شاہ آف تھا۔ شاعان ہند میں ایک مشہور بادشاہ کا ذکر اس نے کیا ہے۔ خوبی کے دو ایسے شہروں کو نہایت اچھا طاقت رکھتا تھا جب راجا اگر کوٹ کو شکست دے کر اسکا ملک لے لیا تو راجہ کے کتب خانہ کی جلد کتابوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کرایا اور ایک کتب خانہ کا نام دارالعلم فیروز شاہی رکھا۔ اس سلطان نے بھی متعدد دارالعلوم قائم کیے تھے۔ چنانچہ ان میں سے ایک فیروز آباد میں تھا جس کی عمارت تمام عمارتوں ہند سے زیادہ خوبصورت و فاخرہ تھی۔

سلسلہ وار تاریخ | سکندر لودھی کے زمانہ میں ہندوؤں نے فارسی زبان کی تحصیل شروع کی اور اس زبان کے ذریعہ سے تاریخ ہونے لگی۔ انکی بنیاد محمود غزنوی کے عہد حکومت میں پڑ چکی تھی۔ اس زمانہ میں شاہی عمارت و سرپرستی کی بدولت ترجمہ و تصانیف کا بازار خوب گرم تھا۔ ایک مشترک زبان کی آب اگر جماعت کا ترجمہ کرکے اس کا نام طب سکندری رکھا جس کو ہندوستان کے تمام اطباء نے مستند مانا۔ دکن | اضافہ ان دکن میں ہمسنی و عادل شاہی بادشاہوں کے زمانے میں صرف یہ کمک کافی ہوگا کہ ان میں سے اکثر دستیر خاص خود تاریخ اور مؤرخ تھے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے وزراء بھی یمین کی تاریخ مصنف دکھاں کے قدردان و ماہر علوم و فنون تھے۔ اس بادشاہوں نے دکن میں سزار ہا مدارس اور کتبخانے قائم کیے۔ یہی وہ سلاطین تھے جنکی علمی فیاضیوں کی بدولت صرف ہندوستان بلکہ ہر ملک و زمانے کے علماء مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ وہ سال غیر ممالک کو جہاں بھی فارس و ترکستان کے علماء کو طلب کرکے اپنے دربار کی رونق بڑھاتے تھے حافظ شیرازی بھی یک زبانیں یوں ہی بلا دعوت کیے گئے تھے۔

گجرات | گجرات کے سلاطین بادشاہوں نے علم کو ہر طرح کی ہمت و ترقی دی۔ انھوں نے بھی عرب و فارس و ترکستان سے علماء کو طلب کرکے اپنے پایہ تخت میں جگہ دی۔

سکندر | کتبخانہ | سکندر بن سلطان زین العابدین کے عہد میں کتب خانہ عالی و فارسی کتابوں کا ترجمہ ہندی میں اور ہندی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں ہوگیا تھا جیسا کہ سب سے پہلے [illegible] کے حکم سے [illegible] ترجمہ فرشتہ کا ترجمہ فارسی میں ہوا۔

[illegible] | امیر تیمور شرقی کے دربار میں جو بڑے بڑے علماء کرام تھے ان متعدد میں سے دو اہل علم ایسے تھے جو ہندوستان کے رہنے

خاندان مغلیہ کے دامن میں علمی نقطۂ نظر سے گجرات پر فوقیت رکھتا تھا۔

بنگال خود بنگالی زبان میں خانہ حکمت مشرکت کتابوں کے ترجمہ کیے جاتے تھے اور فیضی کی بدولت بنگالیوں کو اُن کی اردو زبان میں رامائن مہابھارت اور بھاگوت پُران میسر ہوئیں۔ اس ذریعہ سے بنگالی رفتہ رفتہ ایک علمی زبان بن گئی۔

اورنگ زیب خان بنگال تک محدود نہ تھا۔ چنانچہ سدا سے ہندو ہیرو جوم کی نسبت لکھ سے کس نے اپنی "مدنی کا نصف حصہ اسی خاندان کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔

اسلامی دور میں فرزندان بنگال کو ملک شعراء بننے کا فخر حاصل ہو چکا ہے۔

خاندان مغلیہ

بادشاہوں کی فیاضی کے سبب ہندوؤں نے کس قدر ترقی کی تھی۔ اس کے ثبوت میں ہندوؤں کا روز افزوں ہندوستانی کے ریاست تک قرابت و رشتہ داری کی رہ تک پہنچ گیا تھا اور ہندو مسلمانوں کی تہذیب زندگی بالکل ایک ہو گئی تھی مسلمان نے ہندوستان کو اپنا گھر سمجھ کر مستقل اور جائداد میں نوابان ترقی کی کہ اپنے کلام سے بہت سی کتابوں کے ترجمے کرائے۔ رحیم، برکن اور ابوالفضل وغیرہ کی حرکت سے مہابھارت فارسی زبان میں ترجمہ ہوا۔ ہندی علمی حصہ ہندو راماس کا ترجمہ کیا۔ ہندو دید کا ترجمہ [illegible] نے سیاق کا ترجمہ کیا۔ [illegible] کا ترجمہ بھی کیا۔ [illegible] کا بھاس سی دھن شاستر سے پہلے علاوہ [illegible] میں بہت سی علمی کتابوں کا ترجمہ ہوا۔

[illegible] نے ہندی شاعری کی طرف توجہ کی

خانہ جنگی کے وصلہ بند کیے۔

سامنے ہندوستان کے عہد میں ہندوستان کی متحدہ ملکی زبان اردو ترقی کر کے اردو سے سنسکرت کے خطاب سے ممتاز ہوئی

مسلمان اور فنون لطیفہ

اسی ضمن میں اگر یہ بھی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ مسلمانوں نے اپنی علمی ترقیوں کے ساتھ ساتھ فنون لطیفہ میں بھی خاص دلچسپی پیدا کی تھی چنانچہ محمد شاہجہانی کے کارنامے اس کے کمال فنی پر شاہد ہیں۔ عمارت تاج ایک ایسی چیز ہے جسکو دیکھ کر تمام دنیا نے تعریف کیا مسلمانوں نے اپنے کمالات صنعتی کے ایسے ایسے بے مثال نمونے چار دانگ عالم میں چھوڑے جو عجائبات روزگار کہے جاتے ہیں۔ خود ہندوستان میں تاج محل جیسکو یوروپین سیاحوں نے ششم حیرت کہا ہے آج تک ایک عالم کو محو حیرت بنا رہا ہے۔

اسی طرح نادر قلمی تصاویر اور قسم قسم کے بیل بوٹے جات دار سنگ نقش و نگار عمارات میں جو جو صناعی و دستکاری دکھائی گئی ہے انکے دیکھنے سے ہوتے آج بھی ہندوستان اور یورپ کے عجائب خانوں کی رونق دوبالا کر رہے ہیں۔

ظہیر الدولہ شہنشاہ بابر نے خود سنسکرت سے سدھ کی مشہور دسوداں کا ترجمہ کیا۔ اور جرنیل شیر شاہ کی تاریخ کی۔

اسی سے پیشتر کے ترجمہ کا نام مرآۃ الغیب رکھا۔

[illegible] اورنگ زیب کے زمانہ میں بھی [illegible] پہنچی وہی سے عہد شاہی کی کہ اس خاندان اردو کی پرستار ہیں کہ شعر شعر اور سلطنت کے کارکنان سے کے عہد [illegible] بنگال میں [illegible] رسیکھ میں [illegible] سنسکرت کی تعلیم پیدا کی وہاں سے بھوس کو اردو سے سیکھ کی [illegible] حاصل ہوا [illegible] اردو کے گلوبند کو

وقتی سے بچا کر خاص دکن کی امانت میں سپرد کر دیا۔

اس طور پر سلاطین اسلام کے آغوش میں ملک کی عام مشترکہ زبان نے تربیت پر پرورش پائی اور قدیم ہندوستان کی ایک متحدہ یادگار بنی۔ یہ ہیں وہ گرانبہا، احسانات جو اسلام کے ہندوستان پر ہیں جن کو بعض لوگ تجاہل عارفانہ سے بھولے ہوئے ہیں اور افسوس ہے کہ سخی ہوئی سلطنت کے ساتھ اس متحدہ یادگار کو بھی مٹانا چاہتے ہیں۔

حضرات۔ جو کچھ آپ نے مشاہدہ کیا ہر ایک فسانہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ کوئی معمولی فسانہ نہیں ایک قوم کا ایشیا میں ہندوؤں سے رابطہ اتحاد اور یورپ میں مسیحیوں اور ہیروؤں سے مقابلہ ہمجولی و ہمجواری اور رہنا خاص کر جب وہ قوم ایسی ہو کہ قیصر و کسریٰ کے بوشاپھن کا سامان اس قوم کی شاہزادیوں کے جہیز میں نکلا ہو اور بخوبی بڑی ملکی فتوحات سے زیادہ علمی فتوحات ہوں جو قوم اپنا بیتہ تمدن کی بنیاد ڈالنے سے کر صدیوں تک یورپ اور یورپین علوم و فنون و صنعت و حرفت و کمالات انسانی کے ماوا و ملجا رہی جس قوم کے عدل و سیاست و حسن سلوک کی یہ کیفیت ہو کہ وہ نہ صرف اپنے ضعیف تابعوں کو سادات کا درجہ دے بلکہ تمام اہل مذاہب میں غیر قوم کے حقوق کی بھی محافظ بنے جس کے قانون سلطنت کا یہ عالم ہو کہ زمانہ حال کا قانون اور جدید اصلاحوں سے پہلے یہ کہ اس قوم میں تجارت پر کبھی جوئے کی تجارتی و صنعتی کے علمی ستون پر حاصل ہونے والی جس کی تاریخی علم و ادب کا یہ عالم ہو کہ ایک طالب علم یورپین دو تین زبان سے مستفید ہو تو دوسری طرف ایک ملک کی مورخ ہو تو فلاں دوسرے ملک کی اور دوسرے ملک میں نہ صرف تاریخی بلکہ

دوغ دے بکہ بنے، تجارت و زراعت کی شان ہیں دہن کی زبان کو ترقی دے کر ایک نئی اور دلکش زبان بنا لے جسکے علمی علوم میں یورپ ہو کہ جب سائنس کے فنون پر وہ دسترس پائے تو بہترت کی تعالی سرحد پر قرار دے کہ وہ صفت حکومتی حاصل کرے یہ کہ اعادی وہ قومی خیالات کا قومیہ فراموش جس قوم کے فلسفہ تصوف کا یہ کمال ہو کہ ایک جانب بالغین مسیحیت اور دوسری جانب ہندوؤں کی دیانت سے تیہ و منکر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اسکے فنون لطیفہ کے پیچھے ہوئے آج بھی عجائب خانوں کی رونق بڑھا رہیں تو یہ ایسے واقعات ہیں جن پر ایک مصنف تقیہ کی نظر ڈالے اور اسکے دسیع لکچر متاع کو حیرت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔

حضرات۔ میں اگر اس مہتم بالشان علمی تحریک کے خربات سے بحث کروں تو میری تقریر بہت طویل ہو جائے گی لہذا میں صرف اس اجمال پر اکتفا کرتا ہوں کہ ہم لوگ میں اسکی خصوصیت کے لحاظ سے مسلمانوں نے علمی ترقی کے۔ جب ذرا سے پہلے ہوں میں علاوہ منقولات کے معقولات کو بھی ترقی دی۔ بصرہ و شام میں فقہ حدیث ہوا مالرجال کو فروغ ہوا۔ اسپین میں ادب و شاعری اور ریاضی کا فن کمال کو پہنچ گیا۔ ہندوستان میں باقی فلسفہ طب کو فروغ ہوا باطنادہ دیگر مسلمانوں نے، ہر ملک قوم، اقلیم عالم میں علم کا بیراغ روشن رکھا۔ اور قدیم سے علوم و فنون کو لے کر ان میں قابل قدر اضافہ کیا۔ علوم کا تمام عہد جدید کے سپرد کیا جس سے غیر قومیں موجودہ تہذیب کی بنا ڈالنے میں معقول مدد لی۔ صاحبو! جسقدر انصاف [illegible] میں فائدے مشترک [illegible] اور مانی فی فراموش احسانات سے بھی بیگانہ نہیں ہونے

اس بیان سے آپ لوگوں نے اندازہ فرمالیا ہوگا کہ دنیا کی علمی ترقی مسلمانوں کی تصانیف و تراجم کی کس درجہ ممنون احسان ہے اور ان تراجم کی بدولت اور مسلمانوں کی علم دوستی میں کس قدر مدد ملی۔ حضرات! موجودہ حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی متقاضی ہے کہ نہایت حریص ہو کر ہم ان کارہائے نمایاں کے مضمون کو دیکھتے دیکھتے اپنی زبان کو علمی زبان کی حد تک پہنچا دیا ہے غیر زبانوں سے مصالحہ لے کر اپنی زبان کی ترقی میں صرف کیا جائے اور جب تک علم مکمل نہ ہو جائے اس کے حاصل کرنے میں کوشاں رہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ زمانہ جاری رکھا گیا تو کچھ ہی دنوں میں ہندوستان بھی دنیا کی تمام زندہ قوموں میں شمار ہونے کے بجائے مردہ قوموں میں شمار ہونے لگے گا بلکہ میں یہ بھی عرض کردوں کہ اگر زبان یہی حیرت انگیز دنیا کی عالمگیر زبان یعنی انگریزی زبان کی بھی مدد نہ ہوتی تو ہم اور آپ

اگر آپ صاحبان ہمت کریں تو آج بھی اس کے قالب میں تازہ روح پھونکی جا سکتی ہے۔

حضرات! ہر قوم اپنی ایک خصوصی نفسی رکھتی ہے ایک خصوصی ذہنیت ایک خصوصی روایات قومی کا ذخیرہ رکھتی ہے اور خصوصی حالات اور تجربات کی بنا پر اپنے رقبہ کے موجودہ منزل پر پہنچتی ہے اور ہر ملک کی ایک اپنی و صحیح کیفیت ہوا کرتا ہے جس کا خاص خلق اس ملک کی زبان سے ہوتا ہے اور جس کا صلاح ہو جانا گویا قوم کا فنا ہو جانا یاد رکھیے۔ اردو زبان ہرگز ہندوستان کی اردو نہیں ہے۔ اس کی خدمات کے صلہ میں ہندوستان کی ہر زبان نے اپنے آپ کو اپنی اور صحیح ہیئت پر قربان کر دیا ہے۔ اگر آپ کی یہ کوشش ہے کہ آپ کو ہندوستان کی ترقی کے اس زمانہ میں ہر ہر بچہ سے یہ کہنا پڑے کہ تم مسلمان ہو اور مردہ ہندوستانی قوم کے فنا و زوال کا سبب بنو تو بہتر ہے۔ فقط

بی۔ گھوشال

ہندوستان کے قدیم مذاہب

از: ڈاکٹر ویدیش چندر دت، سی۔ آئی۔ ای آنریری کے ایک سنسکرت

ہندوؤں کے مذہبی اعمال و رسوم ان کا قدیم اور بہت مقدس لٹریچر ان کے عجیب و غریب تیوہار ان کے تمام رسوم و تبرک مقامات اور ان کے علاوہ بہت سی چیزیں جو ان کے توہمات اور ان کی حرکات کے متعلق اور ان کی وشواس اور وصایا سے بھی تعلق رکھتی ہیں ان کے وہموں کے ان جو نہایت پیارے کپڑے روزوں اور رکن وغیرہ ان کی نسبت ذیل کی تفصیلات کچھ نہ کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ ہے کہ ان کے قرن وسطیٰ کے رسوم و رسوم کی بنا پر ہندو مذہب کے ان عام پیرو و حبیب تر کرن میں جو فلسفی دوہ تا میں ہی ہوتا ہے ان سے بہت زیادہ تعلق رکھتے ہیں جو ہندو مذہب کے ابتدائی زمانہ کے ہیں۔ ہندو مذہب کے متعلق جو سلسلہ وجہ وہ لوگ ہزار سال تک ہندوستان پر حکمران رہے ہیں مسلمانوں اور عیسائیوں کے خیالات سے متاثر ہوا ہے کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ہندو مذہب کا ان میں ذکر ہے۔ ان کے اصل حقیقت یہ ہے کہ ہندو مذہب کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور اس کی صحت کہا جا سکتا ہے اور ابھی تک ہندوؤں کے قدیم رسوم و رواج کے ساتھ ساتھ ہندو مذہب کے اصل اصول بھی موجود ہیں۔ ان کے قدیم مذہبی لٹریچر اور فارسی علوم کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے قدیم مذہبی اصول میں بہت کچھ تبدیلی ہو گئی ہے۔ ہندوستان کے رسمی اصولوں کو مذہب سے تبدیل کر دیا ہے۔ ہندوؤں میں مذہبی رسوم کا ذکر ہندو زمانہ کے ابتدائی ایک سلسلہ تھا۔ ہندو کی عبادت کے طریقوں اور توہمات میں ایک تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ اب وہ مذہب کے صرف وہموں کی عبادت کرتے ہیں۔ آج بھی ہندوؤں کی رسوم میں پرانے ہندوؤں کی رسوم کا اثر پایا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جو ہندو ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور ان کے مذہب کی بنیاد ہے۔ ان کے مذہب کے اصول ہیں۔ ان کے مذہب کے اصول ہیں۔ ان کے مذہب کے اصول ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آکاش (یا پانچواں عنصر) جو ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہے کہ کسی
جہان سے کل کام کل خوشبوئیں اور ذائقے پیدا ہوتے
ان دونوں میں یہ سب شامل ہیں اور جو کبھی بولا جاتا ہے۔ کبھی سنا
ہوتا ہے۔

دل کے ذریعے جو جوابوں کے دستخط ہیں
جو جوکے دستخط ہیں
ہر وہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

ناگزیر ورثہ

حضرت عیسیٰ کے چوتھی قسم ہندوستان میں بودھ مذہب نے رواج حاصل کیا۔ وقتاً فوقتاً مذہب آپ کی بدولت مذہب کا بانی ہے۔ اس کا نام تھا۔ اس کا نام تھا۔ اس کا نام تھا

۳۹۴ ۔۔۔ ان بچے ہوئے بکری کی کھال کی بوشاک سے کیا فائدہ ہے تیرا باطن تو جوں ہے؟ ظاہری صورت کو سدھارنے سے بتا تو ہو (جو)

اس قسم کے مقولوں کی جانب بہت سی اقوام اور افراد کے خیالات رجوع ہوئے۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت سے کئی صدی پہلے بودھ مذہب کے واعظ اور رہنما دور دور اور ممالک فلسطین مصر یونان تک گئے اور وہاں کے لوگوں نے اُن کی تعلیمات و تلقینات کو بغور سنا اور بعد میں مسیح نے پھر ایک مرتبہ اُسی قسم کی تعلیمات، عفو اور محبت کے مذہب کی اشاعت کی جسکی اشاعت بدھ کو سوسال قبل گوتم بودھ نے کی تھی۔ بدھ مت میں آریہ ہنود کا قدیم اور عقلمند مذہب گوتم کے اصلاح کردہ اور ہمہ مذہب کے ساتھ ہزار سال تک نامور برہمن اور آریہ قومیں بخوشی و اشتیاق پر خاص رہیں۔ گو جو اقوام کے لاکھوں آدمی اس درمیان میں داخل ہوئے جو اس دین پر ایمان لائے مگر ہندوستان کے علاوہ بدھ مت کے قبول کرنے والوں کی تعداد تیسری صدی سے لیکر ۱۲ ویں صدی عیسوی تک ہندوستان کے ہر حصہ میں ہندوؤں کے برابر رہی اور بودھوں کی عالمگیر فتوحات کا ایک ہی کانون میں ہندو اپنی قربانی کرتے تھے اور بودھ اپنے بوسہ و مال ادا کرتے تھے۔ ہندو اور بودھ صدیوں تک ایک ہی مندر میں جاتے اور ایک ہی جلوس کے ساتھ رہتے ہندوؤں کی دیوی کی ایک تصویر میں اور خیال یہ ہوگا کہ ہزار سال کے بعد اس مسئلے کی تنگ نظری یا محدود نظر سے اپنی فتوحات میں بھی کے کام کیے ہوں۔ کوئی مسیحی یا اسلامی کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے ہندوؤں کے خلاف ہندو مذہب ملوث ہوئے تھے گویہ بات بڑی اسلامی حال سے رہتے تھے۔

عالم ہے جس لیے کہ بدھ مت ہندوستان سے مفقود ہو گیا، کیونکہ اس مذہب کی تعلیمات نے سوسال بعد میں ملکہ کی ہوئی گزشتہ اس [illegible] ہندوستان سے

مفقود ہو گیا کیونکہ وہ اپنا کام انجام دے چکا تھا۔ بدھ مذہب بے سود معمول ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس کو قبول اور اختیار کرنے والے ہندو آباد اور غیر آباد کا کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ بجز اس سے کہ یہ زیادہ تر ملک، گو وہ بھی ذاتوں کے مختلف قانون میں منقسم ہیں، نام بدھ ایک ہی مذہب کے پیرو ہیں اور ایک ہی قسم کے رسوم و عادات کے بندھن میں آ گئے ہیں۔ ذیل میں جن سے غیر آریہ یونیورسٹی کے کئے گئے مختلف کی سے یا تو بالکل مسدود ہو گئیں یا اب وہ ہندو مذہبی رسوم میں شامل ہیں جنکو ہر ہندو ادا کر سکتا ہے۔ بدھ مذہب کے رسوم و عادات کی تلک کی گئی اور ان سے زمانہ حال کے مذہب کے رسوم و اعمال مستعار لے گئے اور خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ حال کے مذہب اور ان کے طبقے میں داخل ہوئے ہندوستان میں بودھ مذہب کی تاریخ کو سمجھنے کے لئے ان کو کا مطالعہ ضروری ہے۔ بودھ مذہب ہندوستان سے بیدخل ہونے کے بعد بھی ہندوستان کے قدیم مذہب کے خاص اعمال و عادات سے قطع نظر کیا ہے اور ان کو بھی تحت دستخط کر لیا ہے۔ ہندوستان میں گوتم بودھ کی تعلیم کے نتائج یہ ہیں۔

اس طرح حضرت عیسیٰ کے بعد پہلی اور تیسری صدی میں ہندوستان میں ہندو مذہب اس عہد کے بعد سے شروع ہوا [illegible] وہی ہیں خواہ ان میں بیان لکھے ہیں [illegible] عاصو اط ہے اس ناطقہ، ہوکر کائنات وجود خلق سے [illegible] اور آلہ خرسی میں ہوگی [illegible] اعمال کی سزا [illegible] میں [illegible] جاب ہو جائیں گی [illegible] ہزار سال قبل تھا۔ [illegible] مذہب سے [illegible]

مانے کے مذہب میں خدمت کی وقعت کی پیشش بڑھ رہا ہے۔ اگیا ہو
زرا مال کے بعد زمانہ مذہب میں قادر مطلق کی تین قدرتوں کی تلقین
کی گئی ہو یکسیا مال ہوئے کے نام سے مشہور ہیں۔ ان قدرتوں کے نام
یہ تلقین درجہ ذیل ہیں ویدے کے لفظوں میں خدمت کے بوتاؤں کے
قانون کی توجیہ تزمانہ مال کے ہندو مذہب میں ان بوتاؤں کے
تعلق پیدا ہوتے ہوئے وقت بڑھتے گئے ہیں وہ مذہب کی پرستش
کا طریقہ بتلاتا ہے اگر آپ کو قربانی چڑھائی جائے۔ زمانہ مال کا ہندو مذہب
بت پرستی کی تلقین کرتا ہے اور رسومات جس دور مال نے پیدا کئے ہیں
ان سے بے حد خوش ہوتا ہے۔

ہندو مختلف فرقوں کے دیوی دیوتا مال کے بارے میں
بحث چھڑ گئی ہے جو ہندوستان میں ایک مدت سے جاری ہیں
ان دیوی دیوتاؤں کو جو کچھ دیا اصل چیز نہیں تھی جو دیوتا
لوگوں کو تحفے دیتے ہیں ہیں تو ان کی اصلی چیز میں ہوتی ہیں
انکے قبل کے ہندوستان کے لوگوں میں جاگزیں ہوا اور رجحان کو ایک
زمانہ گزرنے سے ہوا ہے جو ہندوستان کے بالکل سب دیوی
اور دیوتاؤں کو تقسیم کرتے ہیں خصوصاً فرقوں میں بعض نام کی
بہت بھاری تعداد ہے جو بڑا خاص درجہ رکھتا ہے اور ہندو
کے نام سے مشہور ہیں کسی حد تک ہوئے ہوئے
ہیں ان کا مقصد ہے کہ ان
ہو ہے ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں

ہندوستان کے ان دیوی دیوتاؤں کے ساتھ
بس ہے اور ہندو مذہب کے ساتھ ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں

کس طرح فیم مذہب
کی وجہ سے بہت دلچسپ ہوگئی۔

ہندوستان کی مذہبی اصلاح کی تاریخ میں کوئی شخص شہور نہیں ہوا جتنا کہ بابا نانک۔ بابا نانک نے اپنے مرشد کے آغاز کے ہوئے کام کو اٹھایا اور لیا اس کے دل میں یہ دلیرانہ خیال پیدا ہوا تھا کہ ایک خدا کی پرستش میں اہل ہنود و اہل اسلام دونوں کو متحد کیا جائے۔ وہ کہتا ہے کہ ہندو دان کا نہ تو ہی جو مسلمانوں کا ہے خواہ اس کو رام کہو خواہ اللہ کہو خواہ کسی اور نام سے پکارو۔ ہندو اور مسلمان دونوں میں سے جو شخص نیک کام کرتا ہے وہ خدا کے حضور میں مقبول ہوتا ہے۔ اگر ہندو اور مسلمان دونوں میں بتا ہو تو تمام دنیا میں کوئی ہندو اور مسلمان کے خلاف ظہور نہ ہو سکے۔ ہندو دان کے خلاف کوئی مسلمان ہو سکے نہ مسلمان کے خلاف کوئی ہندو۔ ہاں لیکن اپنے دلوں میں تلاش کرو اور دیکھو کہ تم کو ہندو ہونا پسند ہے یا مسلمان وہی تمہارے کام آئے گا۔

بابا نانک نے ہندوستان میں کرایا تھا اسی کے کرنے کی کوشش بابا کبیر نے کی تھی۔ بابا نانک ہندوستان میں پیدا ہوا تھا اور کبیر نے بھی جو کچھ سیکھا تھا ہندوستان ہی میں سیکھا تھا اور اسلامی علم کا ایک حصہ کبیر کی تعلیم کی بنیاد ہے۔ کبیر کی ماں مسلمان تھی اور کبیر کی پرورش بھی مسلمان جولاہے نے کی تھی۔ کبیر نے بھی ہندو اور مسلمان دونوں کے لیے ایک ہی خدا کی پرستش کی تعلیم دی۔ کبیر کی تعلیم کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ہندو اور مسلمان دونوں کے لیے ایک ہی خدا کی پرستش کی تعلیم دی۔ کبیر کی تعلیم کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ہندو اور مسلمان دونوں کے لیے ایک ہی خدا کی پرستش کی تعلیم دی۔

بنگال کا ہندو مسلمان تعاون

بنگال کا ہندو مسلمان تعاون بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بنگال کی تقسیم کے بعد بھی بنگال کی کل آبادی کا ۵۴ فیصد مسلمان ہیں

قدیم ہندوؤں کے آلات موسیقی

زمانہ موجودہ میں جب کہ فن موسیقی کے مضمون اور مختلف حصص و ابواب میں بہت کچھ ترقی ہو گئی ہے اور موسیقی کا رواج عام ہو گیا ہے اور ہر قوم کے لوگ اس کو مفید ہونے کے ساتھ دل بہلانے کا ذریعہ سمجھنے لگے ہیں اس کے آلات میں بھی بہت کچھ ترقی ہو گئی ہے اور ہر قوم کے موسیقی داں اپنے اپنے ملک کے آلات موسیقی کو ترقی دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی آلات موسیقی بہت ہیں اور ہر ایک صوبہ کے زمانہ حال کے موسیقی داں اپنے اپنے ملک کے آلات موسیقی کو ترقی دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس

یہ ایک نہایت مکمل اور موثر آلہ ہے۔ اگر کوئی غیر مبین کسی مار گزیدے کے پاس جائے تو بین کی تسم کھا جائے کہ بین بجانے والا سپیرا ہے۔ یہ آلہ ایسا مکمل ہوتا ہے کہ کسی تار پر ذرا سا غیر ضروری دباؤ بھی اس کی آواز میں فوراً اختلاف پیدا کر دیتا ہے جو کہ آواز میں بے تحاشہ کمی پیدا کر دیتا ہے۔ بجانے والے کے خفیہ بین ہوتا ہے جیسے اس کی آواز نہ سنی جا سکے۔ بین کو خوشگوار محسوس ہوتی ہے جب اس کو موسیقی کی نزاکت سمجھنے کی وہ بھی محض اسی وجہ سے ہے۔

بین میں بالعموم سات تار ہوتے ہیں چار اوپر اور تین نیچے ہوتے ہیں۔ موسیقی دانوں نے اس آلہ کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں

(۱) ایک قسم جس میں صرف ایک تار ہوتی ہے یہ نادر ہوں کے پاس محفوظ ہے لیکن ماہر بتاتے ہیں کہ اس کی آواز بہت کرخت اور کریہہ ہوتی ہے۔

(۲) ترنگل۔ اس میں دو تار ہوتے ہیں۔

(۳) تری نتر۔ اس میں تین تار ہوتے ہیں۔

(۴) چترا۔ یہ سات تار والی بین کہلاتی ہے۔

(۵) ویچتی۔ اس میں نو تار ہوتے ہیں۔

(۶) ست تر کا۔ اس میں گیارہ تار ہوتے ہیں۔ اسکا دوسرا نام سوورنا بین بھی ہے۔

ان کے علاوہ ایک قسم اور بھی ہوتی ہے جسے بہاری کہتے ہیں۔ اسے لڑکی مراد بتاتا ہے جو آلہ زمانہ حال کے اکارڈین سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔

سوا کی مدت بجنے والے آلات کی تین قسمیں مستند کی جاتی ہیں۔ متذکرہ بالا زمانہ حال کی دوسری تین قسمیں جس سے مل کے نام ذیل ہیں۔ اس پر بحث کریں۔ وہ کری بیان ہوگی

چنگ، سرنگ وغیرہ۔ اس قسم سے مراد باجے ہیں جو ہاتھ پر پردہ مکڑی کی بنی ہوئی ہوتی ہے تاہم۔ اس قسم کی مکڑی ہاتھی دانت، فولاد کا سلسلہ چاندی اور سونے کی بنائی جاتی ہیں۔ دوسری کی جو سازندے کی تین انگلیوں سب سے چھوٹی کو چھوڑ کر اور سب سے بڑی کا نام ہوتا ہے۔

(۱۸ نمبر) ہر باقی اقسام کے نام اگلی لمبائی وغیرہ کے مقابلہ سے بڑی ہوتی چنگ کہ ویچ ویز کس کی تین اور دو تار ہوتی ہیں

چوسکل صورت میں ۹ بیچ ہیں دس کی طرح ہیں گر کے اوپر پیتل کا دو چاند ہوتا ہے۔ یہ ہوں ہی اور میں نہیں کے لیے بانی سونپ ہوتا ہے جو وہ صورت دو تار ہے جسے بجایا کرتے ہیں دسے آلہ ملی یا طلسمی ہیں کہتے ہیں ہوں کا نام ہری کہتے ہیں کہ گو ہیں کہ اس ایجاد کی بدولت سفید ہوتا ہے کہ کسی عزیز توضیح کی ضرورت نہیں رہتی ہے اور تھے ہوں یا بھیجنے کے سینگ کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ ۲۰ ماہر بتاتا ہے ہیں کہ ان کا بجانا ہوں میں کا بجانا ۲۰ گڑیا بھی کہتے ہیں بجاتے تھے۔ سنگھ کا رواج تھا۔ مندروں میں دھرم شالاؤں میں بجایا جاتا ہے

دوسری قسم کے آلات تار دار ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد تار ہوتی ہے۔ ان آلات کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن پر جھلی منڈھی ہوتی ہے جیسے دھول، طبلہ، ڈھولک وغیرہ۔ دوسری قسم کے وہ ہوتے ہیں جن کے ساتھ ہوا بھرنے کی نالیاں وغیرہ لگی ہوتی ہیں جیسے ہارمونیم، ہارمونیکا وغیرہ۔ تیسری قسم کے آلات میں تار ہوتے ہیں جنکو مضراب سے بجایا جاتا ہے۔ جیسے ستار، سرود، بربط وغیرہ۔ ہم ان کا ذکر جگہ جگہ کریں گے۔ کسی صورت میں ہو سکے متعلق ہی ہر تفصیلات میں پڑھنا تحصیل حاصل ہوگا۔

ٹہاہ اسی رنگ کی زیادہ قدیم صورت کا نام ہوا کرتا تھا۔
سلیت رنا گر کا مصنف بیان کرتا ہے کہ تانک کے موقع پر ٹہاہ کے صرف ایک چھوٹے کام لیا جاتا تھا۔ اور اس کے علاوہ دوران باجہ حرکت میں آتے تھے۔ غالب ہے کہ زمانۂ حال کا طبلہ دیہاتی ایجاد کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے جو مٹھ سے مردنگ سے ہوا ہو۔ پنجاب میں رگ۔ بنگ سے بنے ہوئے سنتاں کے ساتھ بجاتے دیکھے جاتے ہیں اس کی بڑی دھنی وضع میں فرق صرف مقدار کا ہے کہ چھوٹے منہ پر جھلی منڈھ دی جاتی ہے۔ مگر آج کل ایسا نہیں کیا جاتا۔

نقارہ کی بھی بہت سی قسمیں ہوا کرتی تھیں۔ گگرس۔ دھوس۔ دھک۔ سنڈی دھک۔ دکوس وغیرہ۔ مگر اب یہ سب قسمیں معدوم ہو چکی ہیں۔ ڈنڈوی۔ جھیری۔ تشان اور جھوکی بڑی قسم کے نقارے کے مختلف نام ہیں۔ ان سے زیادہ تر نوحی ضروریات میں کام لیا جاتا تھا اور جب غم تقریب آرہا ہوتا یا فتح کو فتح حاصل ہو گئی ہو تو ضرور بجایا جاتا تھا۔

ڈھل سے مراد جھانجی قسم کے جھانج سے ہے۔ ہندوستان میں اس کو جھانجھ کہتے ہیں اور عام طور پر اس سے آج تک بعض سرود کی محفل میں کام لیا جاتا ہے۔ ہمیں معلوم دھات کی دو جھانجیں ملتی ہیں یا تھر پالیاں جن میں ان میں سے ایک کو ہاتھ میں تھام کر بجایا جاتا ہے اور دوسرا حصہ کو دوسرے ہاتھ میں لے کر اس سے ٹکرایا جاتا ہے۔ جنوبی ہندوستان میں کرناٹک میں کرناٹک موسیقی میں تال میں دیئے گئے ہیں اس کو عام طور پر کام لیا جاتا ہے۔ مگر محض خانہ پری سے لئے صرف حاضری دینے کی رسمی طور پر کام لیا جاتا ہے۔ اور پنجاب کے مندروں میں بعض دفعہ میں ہوتا ہے۔ ہولی یا کے موقع پر فگر مزی بجایا جاتا ہے۔ غالب ہے کہ یہ جھانجھ کا بروہت اسی قسم کا ہو جو کہ رت سے آگے چلتا ہو اس کا کام بجانا پنجاب کا خود کیا حاصل ہے کہ رہ جو گا اس لئے ہم اس کے متعلق نہیں رکھتے ہیں اور نہ کسی ذریعہ سے نہایت وثوق سے کچھ زیادہ کہہ سکتے ہیں۔

اس قسم کے آلات موسیقی میں سے ایک گھنٹہ بھی تو جسے سدوس اور شواہد میں ملتا ہے۔ گھنٹہ بھی کیا ہوا ہو گا بیکار الفکر ہے بھی سی قسم میں شامل ہیں جھیں مانچ اور مجیرے کے دانت نحوس سے یاد کیا جاتا ہے۔

گھڑیال کو قدیم زمانہ میں جے گھنٹ کہا کرتے تھے اس کا رواج آج کل پوجا پاٹ کے موقعوں پر پایا جاتا ہے۔

آلات موسیقی کی جو چند قسمیں ہیں جو قدیم ہندو موسیقی دانوں میں مروج تھیں۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ سب آلات غایت سادہ ہوا کرتے تھے تاہم ان سے ہندوستانی موسیقی کی اکثر ضروریات بوجہ احسن پوری ہو سکتی تھیں۔ اور جس مسالہ سے انھیں تیار کیا جاتا تھا وہ بھی عام طور پر ملک سے فراہم ہو سکتا تھا۔ قدیم اہل ہند کے نزدیک درختوں کی تین قسمیں ہوا کرتی تھیں۔

(۱) چرمی
(۲) دھاتی
(۳) ٹھیکول

چرمی سے مراد ایسے درختوں سے ہے جو خشک زمین پر اگتے ہیں۔ دھاتی سے مراد ایسے درختوں سے جنھیں بہت کم مقدار میں پانی ملا ہو اور ٹھیکول سے مراد ان درختوں سے لی جاتی تھی جن کو پانی بافراط ملتا رہا ہو۔

آلات موسیقی کی تیاری میں اول الذکر قسم کے درختوں کو مقدم الذکر کو مؤخر پر کبھی ترجیح دی جاتی تھی۔ آخری قسم کے درختوں میں سے کسی کی لکڑی جب کافی خشک ہو جاتی تو آلات موسیقی کی تیاری کے لیے جو روپ صورت دیا جاتا تھا جا بجا ہدایات دی گئی ہیں کہ آلات موسیقی کے لیے درختوں کی لکڑی سے تیار کیے جائیں وہ درخت

زمین پر گئے ہوں وہ عام طور پر تنگ ہی رہتے ہوں اگر کسی درخت کو کاٹ لیا گیا ہو تو اس میں سے بڑے بڑے کوئی برآمد ہوں تو ان کو اسکی لکڑی کے آلات موسیقی کی تیاری کے لیے بہتر سمجھی جاتی تھی چنانچہ اس بات کی مزید تائید کے لیے پہلے بڑے گرمدار یا تاریک درخت کی لکڑی سے بالکل کام لیا جاتا ہے۔ عام طور پر رکت چندن (رخ صندل) یا ساگون کی لکڑی سے کام لیا جاتا تھا۔ بانسری عام طور پر اس کی تیار کی جاتی تھی لیکن صندل اور ساگون کی بنی ہوئی بانسری کا بھی رواج تھا بعض موقعوں پر ہاتھی دانت فولاد دھات ہوئے اور چاندی کی بانسریوں کا بھی ذکر آتا ہے کبھی کبھی ایسی بھی ہوتی تھی کہ بانس یا لکڑی کی بانسری پر نیش کی یا درمنڈھی جاتی تھی۔

نقارہ دن کی تیاری میں جو کھال استعمال کی جاتی تھی اس میں بہت سی چیزوں کا خیال رکھا جاتا تھا مثلاً یہ دیکھا جاتا تھا کہ کس مطلب کے لیے جو چمڑا استعمال کیا جائے وہ بھاری وغیرہ سے صاف اور آم کی گٹھلی کے رنگ کا ہو اور اس پر ایک رنگ پر مین تر کر دیا گیا ہو جس پر خوبی کی ہوئی ہو یا گرد کی ٹھوکوں کے نشان ہوں یا دیمک وغیرہ میں یا مکڑی کے جالے پڑے رہنے کے باعث خراب ہو گیا ہو ایسے کھالوں میں سے اچھا چمڑا وہ سمجھا جاتا تھا جو کسی ٹوٹے ہوئے برتن کا ہو اور دیکھنے میں اچھا ہو۔

مردنگ یک کھوپلی قسم کا موسیقی کا آلہ ہے جو بہت سے دیوتاؤں کا ہوتا ہے اور اس کی آواز بہت دور تک سنی جاتی ہے کہتے ہیں کہ ساگون کی لکڑی سے تیار کیا جاتا ہے اس کے بجانے میں بہت سی احتیاطیں کرنی پڑتی ہیں اس کے بجانے والے کو بہت سے اصول کا علم ہونا چاہیے اس کے بجانے والے کو بہت سے اصول کا علم ہونا چاہیے

یہ سوال کہ قدیم ہندوؤں میں آرکیسٹرا کا رواج تھا یا نہیں ابھی تک بحث طلب ہے۔ یورپ میں سب سے پہلے آرکیسٹرا کا استعمال سولھویں صدی میں فرانس میں اوپیرا کے ساتھ شروع ہوا۔ بعض علماء تاریخ اس حد تک تو صحیح ہیں کہ جدید موسیقی کے مقابلہ میں آرکیسٹرا کو بہت کچھ فضل ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض یورپین علماء تک اس بات سے آرکیسٹرا کا رواج شروع ہو سکتا ہے یہاں تک سب حال آلات موسیقی ۱۹۲۰ء تھا۔ اس کے بعد خوبیاں ذکر ہیں کہ قدیم ہندو موسیقی دانوں نے بہت کم آلات موسیقی رکھے ہوں گے آرکیسٹرا کرنے کی کوشش ضرور کی ہوگی اس کوشش میں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو اسکی وجہ یہ تھی کہ قدیم ہندوستان میں آلات کی موسیقی کو قدرتی موسیقی سے دوسرے درجہ پر سمجھا جاتا تھا حقیقت یہ ہے کہ گلا اگر سریلا اور آواز میں ہو تو سین آلات موسیقی کا بدل بھی ایک ناقابل بیان لطف پایا جاتا ہے چنانچہ کبھی کبھی مگر یہ مصنف تسلیم کرتا ہے کہ ہمارے تمام آلات موسیقی پیانو وغیرہ ہمارے انسانی آواز کی موسیقی کے برابر لطف اور اثر نہیں پیدا کر سکتے کیونکہ یہ بھی موسیقی سے سب کچھ ہو جس اثر سے چاہو کام لے سکتا ہے

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے قدیم ہندوؤں نے آرکیسٹرا کی بنیاد کی کوشش ضرور کی تھی اس سے ہمارے مصنف کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی یہ کوشش کامیاب ہوئی ہو بلکہ کچھ ایسی باتیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے آرکیسٹرا کی بنیاد ڈالی تھی مثلاً ان باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ

بھرت نے جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے موسیقی میں تین [illegible]

[illegible] آرکیسٹرا کا ذکر کیا ہے [illegible]

تیر تھرام

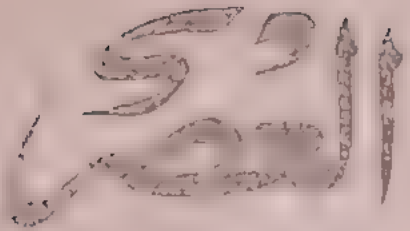

دیا کرتا تھا۔ میں خوش قسمتی سے صبا بیگ ہوں۔ خوشی لکھے جاتا ہے، اپنے سلسلہ خوشخطی کا ہوں۔ جب وہ یہ کہہ کر جیتا جاتا تو ایک رخصتی اپنے ہاتھ میں خوشی کا تحفہ لے ہوئے ظاہر ہوتا تھا۔ اس خوشی کو میں ہوئے ماش۔ گل۔ اور چاول کے ہوئے ہوتے تھے یعنی ان میں سے ہر ایک چیز کے سات سات خوشے اور آٹھ دانے شکری کی بھری کی ایک ایک مٹھی نے سکوں کے سب اس قابل کے ہوئے بادشاہ کو ہر ایک جمعہ کو پیش کیے جاتے تھے۔ اسکے بعد وزیر مختار جب ہوتا، خزانچی، کوتوال کا پیشکش کرنے میں داخل ہوتے۔ چونکہ شہزادہ صاحب کی تاجپوشی کا وقت تھا۔ تب ذکر ہوا کہ ان کی بانی جوانی کی نوبی سی دانی بادشاہ کے سامنے پیش کیا جاتی تھی۔ دوات و خنجر اس میں سے ایک کی تھی اور باقی حاضرین کے درمیان تقسیم کر دیا گیا تھا۔ کہتا خانہ کے نئے سال کے نئے بیٹے خانیاں ہے تمام بیٹیوں جو اس میں شامل ہیں نئی بنائی جاتیں۔ اسکے بعد بادشاہ اپنے [illegible] ہوتا تھا۔ ہر ایک کو تحفے عنایت کرتا اور ہر ایک کو دیتے ہوئے اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ دیتا تھا۔ جو اس تقسیم کو دیکھتا خود ہی دیتے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ رسم جشید بادشاہ نے شروع کی تھی جو [illegible] تخت پر بیٹھا۔ اس نے یہ حکم دیا تھا کہ ہر سال اس کی سالگرہ کے دن اس کی رعایا اس کے سامنے حاضر ہو۔ اور اس کی خدمت میں نذر گزرانے۔ اس نے اس دن کا نام نوروز رکھا تھا۔ اس کی تقلید میں ہر بادشاہ نے اس دن کو عید مقرر کر لیا تھا۔ اور اس کا نام نوروز رکھا تھا۔ اس دن کی عید کو بڑی دھوم دھام سے مناتے تھے۔ اس عید میں ہر ایک کو اس کے مرتبہ کے موافق خلعت ملتا تھا۔ اور

فن تحریر

ہندوستان چین نے مقدمہ کی دائر خلافت کے سلسلہ ترکی کی ہے
جو اپنی حیثیت ظاہر کرنے کی چین سے نزدیکی ہونے کے باعث یہ
اور اس پر حوصلہ چین سے علاوہ اس سے متعلق ایک اور طرز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علوم قدیمہ میں علم نحو کو دنیا میں شمس تہذیب کی حیثیت سے بہت زیادہ اہمیت و اقتدار حاصل رہا ہے کتب ادبیہ قواعد و اصول اور قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ میں علم کی عزت و عظمت دنیا میں مسلم رہی ہے اور دنیا کا کوئی کام اس کے دائرے خالی نہ تھا غرض جب تک قوموں کو سیاسی پر مبنی قائم رہنے کی ضرورت رہی تھی قوموں سے وابستہ رہا یہاں تک کہ اس زمانہ کے رنگ دنیا کا نظام و انتظام اسی پر منحصر سمجھے گئے لیکن جب دنیا اور علوم و السنہ کے مستوی نظریات سے نئے نئے فلسفہ اور نئی نئی مذہب نہ ہو سکے فرماں روایات کے خلاف ایک سخت زبردست جنگ کی کہ دنیائے سکاز تو بہت ہی کم خواہ مذہب میں سب سے زیادہ مذہب اسلام سے ہوا۔ اسی قسم کے دوسرے ان متی علوم کی آفت نوازی کی کہ شمس کی عورت و کمالات الٰہی درخشان خداوندی میں ایک مدت تک معلوم کہنے دے گئے۔

اسلام نے، اس قسم کے علوم حاصل کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کو حکم نہیں دیا ہے اور قرآن میں تو شمس کا تو ذکر نہیں ہے اور نہ اسلام کے کسی حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] لیکن جب کہ [illegible] ہیں جس سے [illegible] ہو سکتا ہے کہ [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] خاص نوع کو درجۂ کمال پر پہنچا دیا۔

[illegible] جنہیں وہ جوگی کہتے ہیں ان کے مقابلہ پر جوگی [illegible] ہیں ان کا [illegible] ہے۔ [illegible] ان کے [illegible] ہیں [illegible] ان کے [illegible] ہیں [illegible] ان کے [illegible] ہیں

جزیرہ نما کا دوسرا حصہ ہندوستان کا نہیں بلکہ اس کی ہیئت اس کی طبیعت اور اس کے سامان کے لحاظ سے ایک دوسری طبعی سلطنت ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور ہندوستان سے ہمارا مت العمر باقی رہنے کا ہے۔

ہم نے کئی یہ صفحات ہدایت کے لئے تحریر کئے ہیں اور ہم نے ان صفحات میں ہندوستان کے ساتھ ہمارے تعلقات کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کو ہم نے اصل مقصد پر کافی سمجھا۔

[illegible] ہندوستان کے [illegible] ہندوستان کی [illegible] ہندوستان کی [illegible] ہندوستان کی

بنی آدم سے دور رہنے کی نسبت ہے۔

(۳) حیوانات کے جبلیاتی نکات

(۴) رمل

رمل کی اقسام میں رمل کو بنانا، تین خلیت و تکثیر اصل ہے، پھر
مکی و قسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تعداد رمل یعنی بیت پنجتوں و
خطوط کنکی سے جمع کر کے پھر بنایا جاتا ہے، تیکن ہارہ شکلوں کی ذاتی
کے ساتھ یہ قاعدہ ترک کر دیا جاتا ہے، دیگر شکلوں کا عدد دن دیدہ بر خطوط
تعداد ہے کر شکلوں حاصل کی تیس، دوسرے تو اس سے بھی ذاتی
حاصل کی ہے کہ یا فلسفہ یا قواعد ہیئت کو اشکال تحریر کیے ہیں
بہت پہلے اس سے اس طرح بیان کیا گیا کہ ایک سو سولہ پنکتوں
کی یا سطریں جو تمام کے تمام کی بین اور خطوط ہیں کہ کے
بعد اگر کچھ بچا تو ایک، دو، تین، ایک نقطہ فی خطوط
و خطوط یا کل اسی دستور پر چاروں سطروں سے کیے جائیں
و تبدیلی ذاتی کمی بیشی طرح خطوط کی ہوتی۔ عدد سے یہ تکثیر
ذاتی حاصل ہیں، و جیسا ان یہ خطوط سے چار تکثیر و جو خطوط
کے اختلاف سے چار اور اسی طرح شکل حاصل کی جاتی ہیں
ان شکلوں میں کہ ہے سوال کے مطابق، تکثیر دوبارہ
کے اضافہ سے اور چار دوبارہ اشکال کے مخالف سے کل شکلوں
کے نتیجہ میں حاصل کیا جاتا ذاتی حیثیت رکھتا ہے، اسی سے متعلق
تجویزات رگان سے عام عناصر اور دوبارہ پر احکام لگائے جاتے ہیں

علم رمل کی کے قاعدوں سے مستنبط مواد جو دنیا دوں میں
صرف زیادہ ہے کہ حکم و وضع طبیعت سے موسوم ہے اور اس خطوط
سے متعلق۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رمل کا ظہور خلوت و انس کو
خلوت اویس و خضرت و نیال جیسے سلسلوں سے ہوا ہے لیکن
سے زیادہ تر کام لیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ نسبت کسی حضرت کی
نبوت اور عبادت سے، کل علم ذاتی و سوالات عمل سے متعلق ہے

العلم

ہندسہ کی تاریخ

علوم و فنون قدیم میں شاید ہندسہ سب سے پرانا علم ہے۔ یہ کہنا نہایت دشوار ہے کہ علم ہندسہ کس زمانہ میں کس ملک میں اور کس آدمی کے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ کسی علم کے متعلق یہ امر بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہندسہ کی ابتدا کی تاریخ پر روشنی ڈالنے سے پہلے ہم صاحب فکر اس امر کو تسلیم کریں گے کہ عقل انسانی کی ابتدائی سطح نہایت ادنیٰ اور کوتاہ تھی۔ اس کا پتہ لگانا نا ممکن کے قریب ہے کہ اس وقت انسان کس حد تک خود دار ہوا اور اس نے موجودات عرضی و سماوی پر کیونکر غور کیا۔ اس کے دل میں کیسے کیسے خیالات کیسے کیسے دوسرے کیسی کیسی تلقین پیدا ہوئی تھیں۔ اور انھیں اس نے کس طرح ظاہر کیا تھا؟ زبان حروف میں بند کیا تھا یا صرف زبانی تھیں اور وہ اوراق پر لکھنا بھی نہ تھی؟ ان سوالات کا جواب تلاش کرنے کی کوشش بالکل بے سود ثابت ہوگی البتہ تصور سے کام لیا جا سکتا ہے۔ جب

کوئی ایسی شے کہ کھینچی جا سکے خواہ وہ ہاتھ سے کھینچی جائے اور وہ لکیر بھی کہلائے اس وقت خط ہوگا۔ اس تعریف میں وہی اجزا ہیں جن سے ہم اس زمین کی روح بنے ہوئے ہیں۔

ہندسہ کی ابتدا قدامت سے ہوتی ہے۔ اس کی ابتدائی نسبت [illegible] کیونکہ دیرینہ قوموں کے بارے میں ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ کس قدر ہندسہ سے واقف تھے۔ ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تاریخ میں ہندسہ کی ترقیوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ ہم ان قوموں سے جن کی نسبت ہم کو یقین ہے کہ ہندسہ کی ابتدا انھوں نے کی تھی اور وہ اس علم کو کہاں تک لے گئے تھے۔ ان کے نشان اور ثبوت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ ہم قدیم ترین مصنفوں کی کوشش سے جو ہم تک پہنچے ہیں

عباسی کو اس کے اعتبار پر قیاس کیا جاتا ہے کہ
اہل یونان نے بابل اور مصر والوں سے علم ہندسہ اور دیگر علوم و
فنون حاصل کیے تھے جو ان ممالک کے ترقی کرنے والے باشندوں
نے اختراع کیے تھے۔ انھیں فروغ دیا تھا مگر شاگرد کی ہنرمندی
عالمانہ اور عقلی کو حسنوں سے استاد کو زیادہ داد دینا چاہیے۔ یہ بخوبی
ظاہر ہے کہ یونانیوں نے اسلاف سے علوم حاصل کیے اور ان
میں اتنی ترقی کی کہ ان کی خارجی اصلیت کو بالکل مٹا دیا
کر کے انھیں خاص اپنی اختراع بنا لیا

یونان کی سائنس کا سرچشمہ اونچے درجہ کا ہندسہ
تھا۔ یورپ میں پہلے پہل کسی نے علوم ہندسی کو اتنا فروغ
نہیں دیا جتنا یونانیوں نے دیا تھا۔ ان کے ہندسہ کے شائقین
نے طبیعیات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور
ان کے متعلق [illegible]
کی دریافت کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا جاتا ہے کہ
کسی ایک مقدار کی [illegible]
علم کی [illegible]
فیاثاغورث ہوگا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔ یہ بھی جو صدیوں تک نظر کے سامنے رہی ہے۔

علم ہندسہ سے متعلق کام پہلے مصر، سکندریہ کے مدرسہ [illegible] یونانیوں کے ساتھ مل کر ترقی دیتے رہے۔ وہ یونانی ہندسہ کا عربی زبان میں ترجمہ کرتے رہے۔ اس زمانہ کے عالموں و محققوں ہندسہ کا [illegible] میں تھے۔ ان میں بعض نامور عالم یہ ہیں کہ مقدمہ، شرحیں اور [illegible] لکھے۔ ان میں بعض ہندسہ کے علم پر بھی کتابیں لکھیں۔ ان کو ہندسہ سے بہت شوق تھا۔ ان کے عہد میں ہندسہ کی [illegible] ہوئی۔ ان کے عہد میں ہندسہ کی کتابوں کے ترجمے ہوئے۔ ان کے عہد میں ہندسہ کی کتابوں کے ترجمے ہوئے۔ ان کے عہد میں ہندسہ کی کتابوں کے ترجمے ہوئے۔

ان میں سے بعض ہندسہ دان کے مقدمہ اور مقالہ کی کو مستند مانتے ہیں۔ ان کے مقدمہ کا ترجمہ فارسی میں کیا گیا ہے۔ ان کے حاشیوں میں تحویل ذکر قضیہ، برقضیہ، تمام دس برہان اور مقدمہ ہیں۔ سکندریہ میں برہان اور کلاڈیوس طالمی کے علاوہ ہندسہ کا مواد ہندسہ اقلیدس کے بعد بعض ایسے گذرے ہیں جنہوں نے ہندسہ کے ذخیرہ حقائق میں اضافہ کرنے میں بڑی طرف سے کوئی قابل قدر اضافہ نہیں کیا۔ ان کے کارنامے یہ ہیں کہ انہوں نے ہندسہ کے مسائل پر علمی بحثوں سے بحث کی تھی اور ان کے [illegible] کیا۔ ان کی بہترین پیروی کرنے والا ہرمن سب سے بڑا یونانی ہندسہ داں تھا جس نے ہندسہ کے فن پر کئی بہت اچھی اور بڑی تحقیقات کے نتائج پیش کیے۔ اس نے ہندسہ کے ساتھ [illegible] کیا۔ اس کی کتاب [illegible] ہے۔ اس میں [illegible] ہے۔ اس کتاب [illegible] ہے۔

ضمیمہ ج — مملکت آصفیہ کے فرمانروا خاندان

۸۔ سلطنت علی وشاہی

[illegible]

[illegible]

۹۔ سلطنت آصفیہ

۱	قاسم پریہ	[illegible]
۲	امیر پریاول	[illegible]
۳	علی پریاول	[illegible]
۴	[illegible]	[illegible]
۵	قاسم پریانی	[illegible]
۶	علی پریانی	[illegible]
۷	[illegible]	[illegible]

ان بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے

۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۱۱ سلطنت عادل شاہی

[illegible]

[illegible] بانی حکومت بیجاپور

[illegible] سلطنت عادل شاہی کے بانی [illegible] کے سلاطین میں [illegible] تھا [illegible] [illegible] [illegible]

۵ سکندر عادل شاہ

دار الحکومت آگرہ

قلی قطب شاہ نے قطب شاہی سلطنت کا سنگ بنیاد رکھا

قطب الملک سلطان قلی بھگان نگر بہمنی حکومت کا صوبہ دار تھا۔ اس کو بہمنی حکومت کو جنوب مشرق میں دریائے کرشنا اور دریائے تنگ بھدرا تک وسعت دینے کا موقع ملا۔ اس نے تلنگانہ کے ہندو راجاؤں پر حملہ کر کے قلعہ بیدر کو فتح کر لیا اور بہمنی سلطنت کا صوبہ تلنگانہ اپنی خود مختار سلطنت قائم کر لی۔ اس نے اپنے نام سے ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام حیدرآباد رکھا۔ یہ شہر بعد میں اس کی سلطنت کا دارالسلطنت بنا۔ اس نے اپنی سلطنت کی حدود کو بڑھانے کی کوشش کی۔ اس کی وفات کے وقت اس کی سلطنت کی حدود میں تلنگانہ کے تین اضلاع کے علاوہ کرناٹک کے بعض علاقے بھی شامل تھے۔ اس نے ۳۰ سال حکومت کی۔

قطب شاہی سلاطین کی فہرست حسب ذیل ہے

۱	قطب الملک سلطان قلی	۹۰۳ھ	۹۴۳ھ
۲	جمشید قلی	۹۴۳ھ	۹۵۰ھ
۳	سبحان قلی	۹۵۰ھ	۹۵۷ھ
۴	ابراہیم قلی قطب شاہ	۹۵۷ھ	۹۸۳ھ
۵	محمد قلی	۹۸۳ھ	۱۰۲۰ھ
۶	سلطان محمد قطب شاہ	۱۰۲۰ھ	۱۰۳۵ھ
۷	عبداللہ قطب شاہ	۱۰۳۵ھ	۱۰۸۳ھ
۸	ابوالحسن تانا شاہ	۱۰۸۳ھ	۱۰۹۸ھ

۱۳۔ دکن پر مغلوں کا تسلط

شہنشاہ اکبر نے اپنے پہلے ۱۰۰۵ھ میں دکن کی مہم کا نظام حاکموں سے مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس سے سلطنت تمام تر مغلیہ سلطنت میں شامل نہ ہو سکی۔ سلاطین دکن نے باہم اتفاق کر کے مغلوں کو بار بار شکست دی۔ بہت مغلوں کو شکست اٹھانی پڑی۔ ۱۰۱۴ھ میں تین دکن میں نہ جگہ ان فوج کی کسی نہیں مغلوں نے خراج وصول کیا اور ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس شاہجہان نے دکن کے فتح کرنے میں بڑی رغبت

اس کی جنگ احمد نگر سے ہوئی۔ احمد نگر کا حاکم ملک عنبر تھا۔ اس نے عادل شاہی حکومت بیجاپور سے ایک زبردست لڑائی کی۔ اس میں بڑی مدت اور دیر تک لڑتے رہے۔ آخر مغلوں کو صلح کرنی پڑی۔ ملک عنبر نے بیجاپور کی حکومت کو بھی زیر کرنا چاہا۔ اس نے بیجاپور پر حملہ کیا۔ بیجاپور کی حکومت نے مغلوں سے مدد مانگی۔ مغلوں کی فوج نے بیجاپور کی جانب روانہ ہوئی۔ ملک عنبر کو اس کی خبر ملی تو اس نے بیجاپور کا محاصرہ چھوڑ دیا۔ اور اپنی فوج کو واپس بلا لیا۔

اس وقت اہل دکن بڑی تباہی میں مبتلا تھے۔ ملک عنبر نے دکن کے بچے کھچے ملک کو اس سے دوبارہ آباد کیا۔ اس نے مرہٹوں کو دبا کر رکھا۔ اور جو کچھ باقی تھا وہ مرہٹوں نے لوٹ لیا تھا۔ اتفاق سے کئی سال تک بارش بھی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے ایسا قحط پڑا کہ لاکھوں جانیں ہلاک

(۱۳)	محمد شاہ	۱۱۳۱ھ	۱۱۶۱ھ
(۱۴)	عزیز الدین عالمگیر ثانی	۱۱۶۱ھ	۱۱۷۳ھ
(۱۵)	شاہ عالم ثانی	۱۱۷۳ھ	۱۲۲۱ھ
(۱۶)	جلیس الدین محمد اکبر ثانی	۱۲۲۱ھ	۱۲۵۳ھ
(۱۷)	سراج الدین بہادر شاہ	۱۲۵۳ھ	۱۲۷۴ھ

۱۴- خاندان آصفیہ

۱۱۲۴ھ — ۱۳۳۷ھ

دار الحکومت حیدرآباد

نواب نظام الملک آصف جاہ خلیفہ دل نشست اپکر صدیق یعنی اللہ عہد کی ولادت میں ان کے والد صداوند وزیر کے رہنے والے تھے ۱۱۲۴ھ میں خواجہ عابد خاں کے فرزند تھے آکر شاہجہان دہلی تک ملازم ہوتے رہے پانچ ہزار سب مقرر ہوئے ان کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ رنگ زیب کے وزیر اعظم تھے انھوں نے اپنے صاحب خان طالبی پر شاہ کی دختر سے عقد کیا جن کے بطن سے نواب آصف جاہ پیدا ہوئے تولد ہوئے نواب آصف جاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں بچپن کے عہدار مقرر ہوئے تھے جب شاہ عالم بادشاہ دہلی کا بھر فرخ سیر تخت دکن کی صوبہ داری عنایت کی محمد شاہ کی وزارت میں مالوہ کے صوبہ دار پھر سلطنت جلیہ وزیر اعظم قرار پائے محمد شاہ رنگیلے نے ان کو بیش بہا خطاب عطا کیا مگر جہاں داری سے انکو سلطنت دلچسپی نہ تھی جبکی دولت سلطنت کو روز بروز زوال ہونے لگا آصف جاہ نے اس حالت کو دیکھکر آپس خانہ جنگی شروع کی، اور بادشاہ کو اندرونی امور سلطنت کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن جب باتیں بادشاہ کو ناگوار خاطر ہوئیں تو انھوں نے برداشتہ خاطر ہوکر دکن کی صوبہ داری کو غنیمت سمجھی زمانہ

کے قبضہ میں آگیا۔

لقاب آصفیہ

(۱) نواب میر قمرالدین خان بہادر المخاطب

والیان گڑھ مانک

۱) نواب حافظ رحمت خان	۱۱۷۴ھ	۱۱۸۷ھ
۲) نواب ضابطہ خان	۱۱۸۷ھ	۱۲۱۴ھ
۳) سعادت خان	۱۲۱۴ھ	۱۲۳۲ھ
۴) باقر علی خان	۱۲۳۲ھ	۱۲۴۸ھ
۵) علی دوست خان	۱۲۴۸ھ	۱۲۶۵ھ
۶) صفدر علی خان	۱۲۶۵ھ	۱۲۸۱ھ
۷) محمد سعادت علی خان	۱۲۸۱ھ	۱۳۱۱ھ
۸) محمد امیر علی خان نواب	۱۳۱۱ھ	۱۳۱۸ھ
۹) محمد علی خان	۱۳۱۸ھ	۱۳۲۸ھ
۱۰) [illegible]	۱۳۲۸ھ	۱۳۵۰ھ

[illegible] مانک

۱) [illegible]
۲) [illegible]
۳) [illegible]

۸) [illegible]	[illegible]	[illegible]
۹) [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰) [illegible]	[illegible]	[illegible]

(۵) تحفۃ الوطن ۱۳۲۵ھ ۱۳۲۵ھ
(۶) نظام الملک ۱۳۲۵ھ ۱۳۲۵ھ
(۷) تحفۃ الابرار ۱۳۲۵ھ ۱۳۲۵ھ

مملکت آصفیہ کے شہور واقعات

آصف جاہ کی پیدائش	۱۱۸۳ھ
آصف جاہ کی تخت نشینی	۱۱۸۳ھ
[illegible]	۱۱۸۳ھ
[illegible]	۱۱۸۳ھ
[illegible]

دکن پر ملک کافور نے حملہ کیا	۱۳۱۰ء
دیوگڑھ کو مسلمانوں نے فتح کیا	۱۳۱۸ء
دنگل کو مسلمانوں نے فتح کیا	۱۳۲۳ء
گرنگلہ کو مسلمانوں نے فتح کیا۔	۱۳۲۳ء
یادو خاندان تباہ ہوا	۱۳۳۴ء
خلجی خاندان تباہ ہوا۔	۱۳۳۴ء
خاندان تغلق برسر حکومت ہوا	۱۳۳۴ء
سلطان محمد بن تغلق برسر حکومت ہو	۱۳۲۵ء
سلطنت [illegible]	۱۳۳۵ء
امرائے دکن نے بغاوت کی	۱۳۴۷ء
سلطنت [illegible]	۱۳۴۷ء
[illegible]	۱۳۴۷ء
خاندان تغلق تباہ ہوا	۱۳۹۴ء
عادل شاہی سلطنت قائم ہوئی	۱۴۹۰ء
عادل شاہی سلطنت قائم ہوئی	۱۴۹۰ء
نظام شاہی سلطنت قائم ہوئی	۱۴۹۰ء
بریدشاہی سلطنت قائم ہوئی	۱۴۹۲ء
دکن میں پرتگیز آئے	۱۵۱۰ء
قطب شاہی سلطنت قائم ہوئی	۱۵۱۸ء

[illegible]	۱۵۱۹ء
[illegible]	۱۵۲۲ء
[illegible]	۱۵۲۳ء
[illegible]	۱۵۲۴ء
[illegible]	۱۵۲۵ء
[illegible]	۱۵۲۶ء
[illegible]	۱۵۲۷ء
[illegible]	۱۵۲۸ء
[illegible]	۱۵۲۹ء
[illegible]

آگرہ کی دو پرانی یادگاریں

بادشاہ جہانگیر کا تخت سنگ مرمر

یہ تخت آگرہ کے قصر میں شاہجہان کے محل کے باغ میں
[illegible] کے کنارے پر رکھا ہوا ہے
[illegible] لمبا، [illegible] چوڑا اور [illegible] اونچا ہے
[illegible] ایک ٹکڑے کا بنا ہوا ہے اس کی ساخت میں [illegible]
کی آسانی کی وجہ سے ایک جگہ [illegible] جھکی ہوئی ہے
[illegible] کرسی نشین کے [illegible]
[illegible]

الہ وردی خان کا حمام

شہر آگرہ سے [illegible] کی طرف [illegible]
وہ کچہ قلعے کے مغربی حصے سے جا ملتا ہے اس سے ذرا [illegible]
سنگ شروع کا ایک پرانا شان دار [illegible] ہے جو جہانگیر
بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے اس [illegible] میں داخل ہوتے ہیں
[illegible] الہ وردی خان کے حمام کے [illegible]
کی حیثیت باقی ہیں فی زمانہ اس مکان سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

جھانسی کی رانی

[illegible]

انتظام کر دیا اور گنگا دھر راؤ جھانسی کا بانقید... حدود گیا جو ہمارے مخلصوں کی ہمیشہ سے کا شعار رہا ہے۔

پونے سے ... ہیں کوئی تیس کوس پر ... ہی سے کوئی ایک ... ہزار سپاہ کا کوئی ... ہی اسی ... ہی ... ہی ... ہ

نوجوانی کی عمر جب شادی کے خیال پر گدگدی تو اس کے باپ بدوپت کو فکر ہوئی اس کے لیے جائے۔ اس وقت کی آمد و رفت کے ذرائع کے مطابق یہ ایک بہت بڑا سفر تھا۔

جس شخص سے ایک بار ملنے کے لیے اس نے اتنا طویل سفر کیا تھا اس کی ملاقات کے لیے اتنا جوش پیدا ہوا تھا وہ کیا تھا؟ بدوپت سے بھی بڑی ریاست کے حکمران اور آئندہ کے لیے کچھ سوالات پیدا ہوئے ہیں جن کا جواب ہمیں ابھی تک نہیں ملا۔ ہمارے پاس جو ریکارڈ ہے وہ بہت نامکمل اور نوشتہ رسا رہا ہے۔ بدوپت سے کچھ نکالنا بہت مشکل ہے کہ وہ اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں بہت کم بولتا ہے۔ اس کی بیوی کی موت کے بعد اس کی بیٹی کی پرورش اس کی بہن نے کی۔ اس کی بیٹی کا نام مناکرنیکا تھا۔ اس کی بیٹی کی عمر جب سات سال کی تھی تو اس کی بہن نے اس کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کی بہن کا نام بھاگیرتی تھا۔ وہ بٹھور میں رہتی تھی۔ بٹھور کانپور سے تقریباً ۱۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ بٹھور کا علاقہ اس وقت مراٹھا سلطنت کا حصہ تھا۔ بٹھور کا علاقہ

...ہیں اس پر بھی رانی صاحبہ نے ہمت سے ...خیون کو ایک ...
انگریزوں سے مقابلہ کرنے پر راضی کر لیا جو تانیا ٹوپی اور آسیون کی ایک
جماعت نیچ کی حرکتوں کے ساتھ ...کی طرف روانہ ہوئی
مگر شمس تو دیکھیے اچھی رانی کے ...
سکے کو سر ہیو روز کے ...
پچھلا ہو کر ...
رانی کی فوج حاضر ...

چوتھی بار ...
اور دوسری بیس ...
میں تو ایک ضرب ...
ہوں تو چاندنی دیکھو ...
...
...

اس ...
دوبارہ ...
...
...

...
جھانسی کی رانی کی فوج میں ...
...
...

وہی ہاتھ سے گئی تھی مگر اب جھانسی کے خزانہ میں اتنا روپیہ نہیں تھا کہ اس کی شکست کی خبر سنتے ہی سپاہی بغاوت پر آمادہ ہو جاتے۔ پھر بھی یہ خبر پھیلتے پھیلتے کچھ دیر تو لگ ہی جاتی۔ اس عرصہ میں رانی کو اپنی حفاظت کا کچھ نہ کچھ انتظام کر لینا چاہیے تھا۔ مگر اس نے کچھ نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو اپنی فوج پر بھروسہ تھا۔ اس کو یقین تھا کہ اس کی فوج کے سپاہی اس کی خاطر جان دینے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ اس کو یہ بھی یقین تھا کہ اس کی فوج کے سپاہی اس کی خاطر جان دینے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ اس کو یہ بھی یقین تھا کہ اس کی فوج کے سپاہی اس کی خاطر جان دینے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

۳ اپریل ۱۸۵۸ء کو صبح سویرے رانی کو خبر ملی کہ انگریزی فوج جھانسی سے صرف ۳ میل کے فاصلہ پر آ گئی ہے۔ رانی نے فوراً اپنے سپاہیوں کو جمع کیا اور ان کو لڑائی کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے محل میں واپس آئی۔ اس وقت اس کے ساتھ صرف ۱۵ سپاہی تھے۔ رانی نے ان سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازہ پر پہرہ دیں۔ اس کے بعد رانی نے اپنے بیٹے کو گود میں لیا اور اپنے محل کے ایک کمرہ میں بیٹھ گئی۔ اس کمرہ میں اس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ رانی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو سینہ سے لگائے ہوئے تھی۔ اس کو اپنے بیٹے کی جان کا خطرہ تھا۔ اس کو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا۔ اس کو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا۔

۴ اپریل کو صبح سویرے رانی نے محل کے دروازہ پر پہرہ دینے والے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازہ کو کھول دیں۔ اس کے بعد رانی نے اپنے بیٹے کو گود میں لیا اور اپنے محل کے ایک کمرہ میں بیٹھ گئی۔ اس کمرہ میں اس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ رانی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو سینہ سے لگائے ہوئے تھی۔ اس کو اپنے بیٹے کی جان کا خطرہ تھا۔ اس کو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا۔ اس کو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا۔

۴ اپریل کو صبح سویرے رانی نے محل کے دروازہ پر پہرہ دینے والے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازہ کو کھول دیں۔ اس کے بعد رانی نے اپنے بیٹے کو گود میں لیا اور اپنے محل کے ایک کمرہ میں بیٹھ گئی۔ اس کمرہ میں اس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ رانی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو سینہ سے لگائے ہوئے تھی۔ اس کو اپنے بیٹے کی جان کا خطرہ تھا۔ اس کو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا۔ اس کو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا۔

نیک ارادہ

نیک ارادہ صرف اس وجہ سے اچھا نہیں کہ اسکے ذریعہ سے کوئی اچھا اور مفید کام ہونا بہت کی نسبت کی جاسکتی ہے بلکہ کوئی اچھا اثر ڈالا ہو یا کسی اچھے مقصد کے لیے کوئی مناسب اور موزوں بات ملکتا ہو بلکہ اسے صرف اس وجہ سے اچھا کہا جاتا ہے کہ اس کی نوعیت اچھا ہو اور اسکے ذاتی تکدار اور جوانب سے اس کی قدر و قیمت اور اہمیت قیمت اور بھی اعلیٰ اور بالاتر معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنی نہیں رہتی کی وجہ سے ان تمام حالات سے اور ان تمام باتوں سے بالا تر ہو جاتا ہے

اگر کسی [illegible] ہو جائے کہ [illegible] نیک ارادہ [illegible] وہ [illegible] ایک [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] ہو

ارادہ بین دوسری قوتوں کے ساتھ جبلی ایک اہم قوت کے پایا جاتا ہے اس کی ضرورت دوسری قوتوں کے مقابلہ میں کم ہے بعض حالت میں ارادہ کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ کچھ نہیں کرنا بعض حالت میں فعل و فراست کے آگے ہی ارادہ کو چلنا پڑتا ہے یا ارادہ جبلی ان سے بعض حالت میں مقدم لیتا ہے اور بعض حالتوں میں کیونکہ یہ دونوں ایک ہی عنصر کے کئی ایک ہی قوائی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے کاموں اور تصرفات میں بہت بڑی حد تک وابستگی و نسبت بھی ہے لیکن پھر بھی ارادہ کی علت صورت سے الگ۔ نہیں کہا جا سکتا ہے شک بعض اوقات ارادہ کا تعلق عمل سے بہت زیادہ اور خاصہ بھی ہوتا ہے اور عقل کے مقابلہ میں اسکے عمل میں ایک تیزی کا لگ بھگ پایا جاتا ہے گیا ہے ان دونوں میں ایک نسبت اور وابستگی ہوتا ہے دیکھ سکتے ہو کہ جب کبھی ہم کوئی ارادہ کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں ایک شے یا ایک حالت کبھی اس کی مزاحم ہوتی ہے اور کبھی ممد کی تائید میں ہو کر اسکا ہمیشہ ہوتی ہے ایسی صورت کے وقت ارادہ کبھی تائید میں آتا ہے اور کبھی تائید کی کچھ پروا نہیں کرتا، یہی ہی وجہ ہے کہ ارادہ کو بہت مقدم رکھتا ہے اگر یہ فعل و فراست بالغ اپنے اختیارات کو حاصل کر لیتا ہے ایک بڑی ہوتا ہے یہ صورت قوت ہے لیکن وہ کی قوت [illegible] ہوتی ہے [illegible]

[illegible]

ایک بڑی زور احساس اور وقت کا ہے

ہو تامل سے کام لیتی ہے عقل و فراست کبھی ارادہ اور غرض و تعین ہوتی بلکہ واقعات خصوصاً اسباب خاصہ کیفیات ارادہ اور نتائج تعین تہیہ اور تعین کے مطابق چلتی ہے اگر ارادہ جوش میں آتا ہے بھی ہو جاتا ہے ارادہ کی دو آنکھیں ہیں۔ کبھی کبھی دونوں آنکھیں جب کھلی ہوتی ہیں تو وہ مزید غور سے کام لیتا ہے لیکن جب کبھی ایک آنکھ بند ہو جاتی ہے تو وہ ایک جانب کے واقعات چھوڑ کر ادھر ان کی کچھ پروا نہ کر کے حد درجہ کار ہو جاتا ہے

ارادہ اور وقت

ارادہ بھی ایک وقت رکھتا ہے وہ اسے بھی ایک شعور حاصل ہے یہ کہنا کہ ارادہ کو کوئی وقت یا کوئی شعور نہیں رکھتا غلط ہے۔ ارادہ ایک قوت ہے اور ہر قوت کا بنیادی پہلو سے ایک وقت ہے ہر قوت اپنے وقت رکھتی ہے کوئی ہو اسے وقت، وقت شعور کے ساتھ سوچ کر ہیں گزرتا ہے ایک وقت ہی ہوتا ہے۔ وقت میں ایک احساس ہوتا ہے اور ہر قوت ایک احساس رکھتی ہے ہر ایک جانتا ہے کہ ارادہ کو کیسے کام کرنے میں ارادہ ایک ہے ایک سے زیادہ ارادہ میں بھی ہو سکتے ہیں جانتے ہیں دو ہی حالت یا ان حالت تو پھر وہ قوی ہو ایک سے اور کون سی حالت [illegible]

[illegible]

یا اس کا احساس یا قوت [illegible]

[illegible]

[illegible]

کچھ فرق ہو

اشتہارات سکول ہذا

[illegible] سکول [illegible] کی [illegible] ہوتی ہے [illegible] ہی تربیت [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] ہوتی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

پیدا کر دینے والا ہتھیار ہو جس سے آپس میں چھیڑ پڑ جاتی ہو اور جانی دوست بھی دشمن بن جاتے ہیں کبھی یا اتفاق سے ہو جاتے ہیں ایسی غلطی بھی سرزد ہو جاتی ہے جو خلاف اصولِ دوستی ہوتی ہو اور جس سے دوست کی دشمنی ہوتی ہو ایسے وقت میں جبکہ دوستی کے حلقے میں رخنہ ہو گیا ہو فوراً محفوظ کا خواستگار ہو کہ اس کے دل کی کدورت کو دور کر دینا چاہیئے جو اپنے ایسے ناکردہ عمل سے پشیمان اور نادم ہوتے ہیں کہ اچھا کیا گیا میں اس سے صاف طلب کرنے میں دوست کی بھلائی ہے جو خطا کو دیدہ دانستہ کو دیدہ دانستہ جانا ہو تو پھر اس زعم میں رہا ہو کہ کبھی وہ اپنے تئیں حرکت کی معافی طلب کرنے آئے گا مارے نہیں یہ کبھی وہ خوشامد بات کہنے آئے گا اور میری اس حرکت کی معافی چاہے گا کہ یہ ہتھکنڈہ ہے جو کہ اپنا بنانا یا وفادار دوست ہاتھ سے نکل جاتا ہے دشمنوں کی تعداد میں ایک اور محترم ہو اور دوسرے بیگانے ہو جاتے ہیں لہذا ایسے نازک وقت میں ایک دوسرے کو ندامت سے خوش ہو کر منہ بند رہنا چاہیئے بلا تذکرہ کسی اظہار کے اس وقت کے آپس میں صاف کرنے کا ذریعہ سے بہت جلد حاصل کر لینا چاہیئے کہ دوستوں میں آپس میں [illegible] رنجش [illegible] کسی طرح سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

علم پر مضمون لکھنے کی ہمت نہ ہو تو کم از کم ایک خط ہی لکھ دیا کرو۔ اس سے
دوستی دوستی سے ملتی ہے بہرہ ۔ ہاں اگر تم اس سے
۔۔۔ اس میں بھی دھن دولت کی ہوس ہو تو پھر اس سے ملنے بڑے
بڑے ہیں ۔ ایسی ہوس کا ہی ہوتے ہیں کہ ۔۔۔ عوض میں ہی
سے ۔۔۔ اخلاق کی ہو ۔۔۔ بہرہ ۔۔۔

۔۔۔ کی دوستی سے بچو ۔ کیونکہ ایسی صحبت کے ہمیں
۔۔۔ ہی ہتھیار چلانے کے ۔۔۔ کی سے خوب کہا ہے
۔۔۔ دوست سے ۔۔۔ بہتر ہے

۔۔۔ جس کی دوستی سے پرہیز کرو اس سے دشمنی نہ کرنا
دوست اگر کسی سے ۔۔۔ بڑھ جائے تو اس کا نقصان کی وجہ سے
دینے لینے سے بیکار ہو گیا ہو تو اس سے ۔۔۔ جو دوستی پر
رہے ۔۔۔ ان لوگوں کی عزت ہے ۔۔۔ اہل علم و عزت دوستی کی
لالچ سے پرہیز کیونکہ ان کی صحبت کا ۔۔۔ بد پڑھنا کا
۔۔۔ سے پرہیز کرنا چاہیے

۔۔۔ دوستی نہ کرو ۔۔۔ سے میل جول بڑھا کر
اس کے ۔۔۔ میں ہو جاؤ تو بھی تم سے خوش اسلوبی سے
۔۔۔ اخلاق سے پیش آؤ ۔۔۔ سے بالکل ہی ۔۔۔ دوستی نہ کرو
اس کے چلے جانے کے بعد اس کی ۔۔۔ کا تیر چلتے ہیں

دوستی کے بعد احترام

دوستی ہمیشہ ۔۔۔ مہذب ہی سے بہتر ہو

۔۔۔ دوست صادق کی کبھی ۔۔۔ نہ کرو
۔۔۔ دوست سے ۔۔۔ ہوں ۔۔۔ دوست سے ۔۔۔ نہ کرو
۔۔۔ دوست پر کوئی ۔۔۔ کا ۔۔۔ اور جو اس کی حیثیت سے بہتر ہو
۔۔۔ دوست کی پسند کوئی چیز ۔۔۔ طلب کرو ۔۔۔ فضول ۔۔۔ اپنی
دلی سے نہ دے
۔۔۔ حق ۔۔۔ ایک کو دوسرے پر ۔۔۔ ترجیح دینا نہیں
۔۔۔ خاندان ۔۔۔ دوستانہ ۔۔۔ کسی کو ۔۔۔ دوست سے
پوشیدہ نہ رکھو
۔۔۔ اگر کسی ۔۔۔ میں ۔۔۔ تو دوست کی سلامتی کو
۔۔۔ دوست ۔۔۔ سے ملاقات ہو تو ۔۔۔ نظر آپس میں ۔۔۔
نہ کرو
۔۔۔ جو ۔۔۔ دوست صدیق ۔۔۔ علمی بحث علمی ہو
۔۔۔ دوست کی ۔۔۔ دوست ۔۔۔ اور دشمن سے آزاد ہونے دو
۔۔۔ ۔۔۔ میں بھی ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ دوست ۔۔۔ اور ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ دوست سے بھی ۔۔۔

۔۔۔ دوست کی ۔۔۔ جس سے
۔۔۔ ہو تو اس ۔۔۔ کا ۔۔۔ دیکھے
۔۔۔ سے ۔۔۔ کرو

خوشتر ہنگردلی

تعلیم پر چند خیالات

علاوہ ان تمام خوبیوں کے خود تعلیم میں ایک طاقت ہے جو اصل میں ہے۔ یہ ایک ایسی طاقت ہے جو ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ ایک ایسی طاقت ہے جو ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ ایک ایسی طاقت ہے جو ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

تعلیم سے اس کے مختلف قوی کی نشوونما اور ہم الانسان سے مناسبت حاصل کرنا مقصود ہے۔ ہمیں اس تعلیم کو مکمل کرنے کے لیے اس کو تین حصوں میں تقسیم کر دینا چاہیے۔

۱۔ جسمانی تعلیم

۲۔ عقلی تعلیم

۱۰۔ جسمانی تعلیم

جبتک ان تینوں جماعتوں پر پورے طور سے توجہ نہ کی جائے گی اُس وقت تک تعلیم ہنوز اپنی ابتدائی حالت میں ہوگی اور پھر تعلیم کا جو نصب العین ہے اُس تک پہنچنا محال رہیگا۔

(۱)

تعلیم ایک قسم کی دل و دماغ اور جسم و روح کی تربیت ہوتا ہے دماغوں کی تربیت کے لیے ہمیں خدا کا جیسی کہ وہ ہمارے گرد و پیش ظاہر ہو رہی ہیں، مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس پر ہمیں اپنے ذہن کی حرکات کا ایک صحیح خاکہ قائم کرنا چاہیئے۔ صرف تحصیل علم سے تعلیم مراد نہیں اور نہ اس سے دماغ کو علم سے پُر کرنا مقصود ہے کیونکہ وہ دماغ جو علم سے بھرے ہوئے ذہن کے ساتھ کچھ غور و فکر اور درک و فہم نہیں رکھتا اُس گھر کے مانند ہے جس کی بیشتر کھڑکیاں بند ہوں۔ اس لیے چاہیئے کہ ہر غور و فکر کی عادت ڈالیں اور ہر بات میں نظر ڈالنے کی عادت ہم میں پیدا ہو گئی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہماری خصوصاً تعلیم مکمل ہو چکی۔

علمی سے ہمارا مطلب ہی تعلیم کا اختتام سمجھا جاتا ہے حالانکہ تعلیم ہماری زندگی کے ساتھ ہمیشہ ہونی چاہیئے کیونکہ زندگی ہمیشہ ترقی پذیر ہے اور ہر زمانہ تحصیل علم کا ایک مخزن ہوتا ہے پس تعلیم کو زندگی بھر جاری رکھنے کے لیے علم کا ایسا شوق پیدا کرنا چاہیئے جو کبھی ہماری زندگی میں پورا ہی ہو اور ہمارے اس کی تکمیل پر علمی زندگی تعلیم کو کسی وجہ سے خود ناخواستہ بیچ میں منقطع کر دینا چاہیئے اگر عیش و تنعم زوال رفتگی پذیر ہو کیونکہ یہ خدائی جلال و عظمت کے ایک دین سرمدی کے مخالف اور ضد جیسی ہے۔

تعلیم کا مقصد تمام صوبوں میں علمیں مروجہ و طبعی ہمیں انتظامیوں نہ ہونا چاہیئے بلکہ ایسے ایک شہریوں کی نفس کا جو اخلاق و تمدن کی تبدیلیوں سے نا خبر ہوں، جو دنیا میں صداقت اور راستی سے چلنا جانتے ہوں اور جو اپنے نفات کا صحیح استعمال کرتے ہوں۔ لیکن مدارس کی تعلیم اس معیار تک پہنچانے میں قاصر رہتی ہے کیونکہ مدارس اردو اور عموماً جیسا کہ لوگ سمجھتا خیال ہوں کو بلحاظ دینی احساسات کا اہل بنانے کے یونیورسٹی کا اہل بنانے میں ہر صورت یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے طلباء نقد و سخن کرنا سیکھیں اور آزادانہ طور پر اپنے خیالات و آراء کو مستحکم کریں لہذا مدارس کو اس بات کا اہل ہونا چاہیئے جہاں سے طلباء سکھائے جائیں طلباء بالطبع رغبت اور طبعی ذوق و شوق کے تیار ہو جائے ہیں ہر وہ علوم (اکیڈیمی) کا یہ دعویٰ ہونا چاہیئے کہ وہ نفوس کی تربیت کرے اور اُن کو معلومات کے ایک مخزن (ذخیرہ) سے مالا مال کرنے جو ایسی باپر معنی ہوں جیسے اُن کی تازہ و رسائی کی عادت مستمر کی ہو سکے!

زاشہ فدریکا ایک فلسفی کہتا ہے۔ "اُن تمام انون کے علاوہ جو تو نے حاصل کی ہیں درک و فہم حاصل کرنا بھی ضرور ہے تو درک اور صحیح عقل و فہم کے تعلیم اس کو کہتے ہیں جو غیر فریب غیر اسان آسائش کے ہو عموماً لوگ عقل و بصیرت کی قدر و قیمت نہیں جانتے اُن کا خیال صرف اُن باتوں پڑھ لیا ہو پس وہ محض علمی اور نا پدار زمین پر قدم فرسائی کرتے ہیں، جانچی قوت حافظہ کو زور دے کر دماغ نے تولے لطیفہ کی حرارتی اور بردباری کو دبا دیتے ہیں اور آخر کار بجائے صحیح معنوں میں طالب علم ہونے کے صرف پیٹ مستعمل خانے بن جاتے ہیں۔ ایک حصہ اس چیز کی تحصیل ضروری ہے جو زندگی میں اُس کے لیے عملی طور پر بجا آوری ہوں۔ حالانکہ وہ اس تعلیم الشان و جسیم علوم سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے جس کو انھوں نے صرف ہی دماغی صورت کی مناسبت کے مطابق اور دی کے جمع

کر لیا ہو، وہی سب ہے کہ سلسلۂ تعلیم کو مکمل کر چکنے کے بعد حصولِ علم میں ان کے لیے کوئی نہ کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔

یہ علم جس میں سے کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے اگرچہ کسی علم دین کی نسبت تحصیل نہایت مفید نتائج اپنے اندر رکھتی ہو مثلاً تعلیمیں پوسٹ طور سے کامیاب ہونے کے لیے ہمیں ایک مادہ، ایک ملک، ہوا [illegible] میں رہنا چاہیے وہاں اس سرزمین کا کوئی لطف اٹھایا سکتا ہو جو بنا والا حیات کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہو، اور بغیر علمی بحث و مباحثہ سے ہم مستفیض ہوتے ہیں، وہ بحث و مباحثہ جو مختلف قسم علوم کے، ہوا اور دیانت اہل کے اساتذہ کے سر گرم ہو کر شعبہ رہا ہے۔

(۲)

کسی قوم کی تعلیم کی [illegible] آئینہ میں جو اس کے اخلاق کے ذریعہ سے اظہار ہو سکتی ہے۔ اس کا حاصل خلاق کی تعلیم ہے، [illegible] ہے، [illegible] ہے، [illegible]

کر دیا ہے۔

[illegible] مشہور و معروف خرب المثل نہ درست ہے [illegible] صحیح [illegible]
[illegible] اس وقت تک [illegible] جب تک ہم [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] صحیح طور پر [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہمارے [illegible] کو
[illegible] ہے تو [illegible] ہو کافی
[illegible] ہے [illegible] آسان [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کرنی [illegible]
[illegible] ہے [illegible]

مختصر یہ کہ ہمارے [illegible] ہونی چاہیے تعلیم یافتہ آئیڈیل ہماری سوسائٹی میں [illegible] ہونا چاہیے جو [illegible] بھی [illegible] نوع انسان کی [illegible] علاوہ ازیں ہونے چاہئیں [illegible] محبت [illegible] ہونا چاہیئے۔ [illegible] نسواں کو [illegible] کرے اور [illegible] کرنے والی ہوں چاہیے جس سے ہمارے [illegible] کے [illegible] و [illegible] دی کلاس [illegible] ہمارے [illegible] ہو [illegible] ہوں [illegible] کے [illegible] کر [illegible] ہے [illegible] ہوں [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible]

آخر جمال کرمی

اخلاقی اور تمدنی زندگی میں جزئیات

بعضے حسن ہر بوسے سے ہست ۔ ظاہر سے زیبا ہے تو ۔ شد
اب یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہماری تمدنی اور اخلاقی زندگی میں جزئیات کی کس حد تک اہمیت ہے۔ ہم کس حد تک جزئیات کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ اور کس حد تک ہمیں جزئیات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اگر ہم ان سوالوں کا جواب دینا چاہیں تو ہمیں ان کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑے گا۔ ایک حصہ تو ان جزئیات کا ہوگا جن کا تعلق ہماری ذاتی زندگی سے ہے۔ اور دوسرا حصہ ان جزئیات کا ہوگا جن کا تعلق ہماری سوسائٹی سے ہے۔ ہم پہلے ان جزئیات کو لیتے ہیں جن کا تعلق ہماری ذاتی زندگی سے ہے۔

ہماری ذاتی زندگی میں جزئیات کی اہمیت کا انحصار ہمارے مقصد پر ہے۔ اگر ہمارا مقصد زندگی بلند ہے تو ہم جزئیات کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارا مقصد زندگی پست ہے تو ہم جزئیات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مثلاً اگر ہمارا مقصد زندگی یہ ہے کہ ہم ایک بڑے ملک کے بادشاہ بنیں۔ تو ہم اس مقصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں۔ ہم اس مقصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی قربانی کر سکتے ہیں۔ ہم اس مقصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی ذلت برداشت کر سکتے ہیں۔ ہم اس مقصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی بے عزتی

اس کی تشریح مثالوں سے یہ ثابت ہے کہ ہم جو چیز کو مرکب یا
تامل کا بڑا کا وجود اور سنتی جزوات در اصل انہی سے ترتیب و ترکیب
پاتی ہے مگر اضافہ، ذات اور جزوات کا ہونا تو یکساں ہے لیکن ان
دیکھ کر اضافہ کوئی ان ہونا ہے لیکن اس کا علاوہ سب کچھ ہوتی ہے
اور یہ مرکب اور سب، ذاتوں اور جزئیات ہی سے ترتیب پاتی ہے اور یہ شے
بھی بعینہٖ خود ایک جزو، ایک فرد ہی ہوتا ہے۔

یہاں جزوات ہی سے زیادہ تر عوامل یا اکائی، کلیات کی بیلا
جزوات ہیں یہ اب ذاتوں سے ترکیب پاتے ہیں۔ ذرا سا زیادت
ہی ہوا تو ترکیب ہوئی، ایک شہتوں یا ایک شہر کب جنا ہے جب اس میں
مختلف قسم کے لوگ آباد اور ہنی ہوں۔ جہاں صرف ایک ہی آدمی رہتا
ہو اسے گاؤں اور شہر نہیں کہتے جزوات کے لاتعداد اضافہ اور
اخلاق عامہ کی بدولت چند کلیوں اور ترکیبی صورتوں میں ڈھلتے ہوتی ہے
بلکہ نفسی اور سوشل و معاشرتی میں تبدیلت پاتی ہے۔ سب انسانی جزوات
اخلاق، مزاج و ترک حال تک سے بے خبر رہ کر پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے
اقتضائیات اور انفرادیت کی بدولت شہرت اور اس کی ضرورت
باقی نہیں رہتا جبکہ انسانی حیات کے لئے ایک لازمی ضرورت ہے۔

جیسے جب ہم مختلف ذرات سے ترکیب پاتے ہیں ایسے ہی نفسی
اقتضائی، اخلاقی سیاسی اور سوشل سلسلے اور جب ہم جزوات غیر سے
ہے اچھی یا بری ترتیب و ترکیب پاتے ہیں جبھی سے ہم کسی عمومی عامہ
یا بری و فعل یا ترکیب نفس کے رفت یہ کہا کرتے ہیں:

مجھ سے کوئی خطا نہ ہو گیا۔
کوئی آدمی نہ ہیں ایسا!
کوئی بھی نہ ہیں کی!
کوئی ٹوکا نہیں ایسا!
کوئی خلاف نہ ہیں ہوا!

اب کہنے والا یہ خیال خود یہ سمجھے ہوئے ہے کہ جب تک خون نہ کیا جائے
اکا دکا، واردات تک کوئی فعل یا ترکیب نفس کچھ شمار میں نہیں
لکھتا اور یہ کس کو یہ حق حاصل ہے کہ اس پر اعتراض کرے یا ٹوکے

اس طرح یہ بھی کہا جاتا ہے:

میں بھلا کیا بات کر سکتا ہوں!
میں کیا بضاعت رکھتا ہوں!
میری کیا طاقت!
کیا میں اور کیا میری کائنات!
پیر تو پیر ہی ہے نہ، شاگرد کس کی!

(اس طرح صورتوں میں طلب پیدا ہوتا ہے کہ عمومی باتوں کا سنوارنا ہوا یا
نرا گفتگو میں اور عمومی خطابات و عمومی نیابتوں اور عمومی موتمنوں کو
اور کوئی قیمت اور کوئی حق نہیں رکھتی میں فعل تو رہ ہو سکتی ہے
فعل ہو اور نہیں بھی ہو، ہو جو ہمت قوی ہو۔

اب بھلا اور ایسا فیاس کہاں، فعل اور وہ فرد گفتگو ہے جو ہمہ
کر کے اپنی سیرت اور ہماری تمدن کے واسطے ایک سخت نقصان
اور کلیتہً فعل و عمل ہو یا نہیں ہیں ہی کی۔ دولت کوئی تو دولت تھی
اور وہ دولت سعادت سے خالی اور دے ہو سکتی ہے جس قسم کے ازلی
ایسے خیالات ہوں وہ دولت ترقی یافتہ اقوام میں جگہ نہیں لے سکتی۔

جس لوگ سمجھے میں کہ دنیا میں بس تو کام ہو لیں وہ سب
طاقتوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جو حضرت کی قوی طاقتیں کہا جاتا ہے
درست نہیں۔ اس کائنات اور بالخصوص انسانی کائنات میں
طاقتیں چھوٹے بڑے سے مرکب ہیں جو چھوٹی ہیں ذرات ہو
اب مرکب یا تنظیم ہیں ساخت ہی سے کلیات کی نوبت آتی ہے۔ اگر
دنیا میں سعادت اور نیکی کا کوئی محرک ہو تو وہ مختلف اور جزوی نیکیوں
نہ ہو جو ایک بڑا عمل یا کام بنے کے مختلف ذرات

دن سے تعبیر ہوتا ہے اور خاص خاص مہینوں میں خاص خاص دنوں ہی کی
لاپرواہی ہوتی ہے اور اس کا اکثر حصہ نہ زندگی ڈنگ بگاڑنا و بنانا
کا ہوتا ہے ہوتی ہے اور ہفتہ وار زندگی ہوتا ہے جو ہوتا ہے
ماہ و سال میں ہوتا ہے اور ہوتا ہے اور ہوتا ہے تو بلکہ
ان سب چھوٹی چھوٹی وقفہ بندیوں کا ماحصل یہ ہوتا ہے

کہ ہم چھوٹی چھوٹی ٹکڑوں اور چھوٹے چھوٹے حصوں میں سے ہر ایک
کو ہمہ وقتی میں ہر ایک کو ہمہ وقتی سے ہر ایک کو ہمہ وقتی چھوٹی
چھوٹی سے بڑے بڑے حصوں اور ٹکڑوں میں تقسیم کرتے اور
ہر آنی و ایک قابل ایک ڈکونہ ہے ہوتا ہے ہوتا ہے اور ہوتا ہے
ں کا لاکھ سکی ہوتا ہے ہوتا ہے اور ہوتا ہے اور ہوتا ہے
سے ہوتا ہے کبھی کبھی ایک ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
رفتہ اس ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

اگر ہم سے پوچھا جائے کہ دن، مہینوں سے بڑے ہوتے ہو تو تمہیں
یہ کہنا ہوگا کہ ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے کر ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

علماء کی ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

لوگ ہیں سو کیوں کی ایک بیگی ہے
اس کا نات میں بسنے جنس در جگر فوج کر ڑی زمیکن
د جوڑے بنے کا زاہوں کی ذکھی کبھی سی ضرورت ذرتی ہو جاتی ہے
ہیں تیوں تو ہیں کی ضرورت ہوتی ہے
ہیں ہوتا ہی ہوتا ہے
ہیں مخلوق کے خوشی سے
ہیں اخلاق سے
کے ساتھ سلوک سے
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں

سلطان احمد

خدا کی تعریف

نہیں کرتا، وغیرہ طور پر بیان کرنے کے اور ان کا شکر ادا کرنے کے لیے کسی
اور بہتر محل سلیم ہوتی تو سورت بھی یہی ہوتی ہم پر زیادہ سہولت ہوتا کہ ہم
عظمت و طہارت والے نام سے ابتدا کریں جس کے تصور سے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں، جگہ خدا کے مقدس نام کی تسبیح کریں جس کے ذکر سے
برکت جاتی رہتی ہے برسات دیکھ کر انکی حمد بتا کرتے ہیں کہ ہمیں تو
ہیچ ہیچ ہی بتانا چاہئے، سو وقت جبکہ ہم ہیں انکو ہیں انسان کی بیلاہیں یا صب
ہی ہو مستحق پر یقین یہ سمجھا کہ خدا بزرگ ہو کیونکہ اس نے ہمیں ان آلات
سے بنایا ہے جو ہمیں کی مدد سے ہم زمین میں کاشت کرتے ہیں خدا بزرگ ہو
کیونکہ اس نے ہمیں ایسے کلات کی حمد کرنے اور اسکو استعمال کرنے کی
طاقت عنایت کی، حواس لیے جبکہ ہم تو ہمیں سے کسی ذرہ کو دیتا دل مخلوق
سے ذرا سا کام لیا کر کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا ہے جو تھوڑے بہت اس
عدد سے کام نہ لیتا ہو اور بخاری سب کی طاقت سے خدا کی خلق زیادہ
ہے کہ سکتا ہوں کہ خدا کی حمد کیلئے جان اگر میں ایک قبل ہو تو قطعاً نہیں
عمل کی طاقت عطا ہو اگر آدمی ہوتا تو ذرہ کی کیوجہ ہوتا ہے لیکن اب
اس مخلوق آدمی ہونے کی حیثیت سے یہ ارشاد ہوا کہ میں حمد کی جو دعا
سے بھی بتلائی ہیں سیکھا ہے ہمیں ہماری زبان کا مقصد ہو اور اسے
ہمارا یہ بتانا ہو کہ ہماری زبان کی طاقت ہمیں سے کسی کا
ہمیں کلاں کا اور نفس ہمیں سے ہم کے کرنے کی استطاعت
ہوئی۔

ش عادی فتنہ پیکر ہماں تو نعمت الفاظ ہی کہتا رہا ہے
ہے حمد کی آرزو اور اس کا تو ہے
ت کیلئے تو ہمیں ہے ہمیں وجود
ہے اور ہمیں سے ہے علی وجہ الکمال

ت دران آید
ہے کہ حضرت

سے نے گئے ہیں جس کو ملٹن اپنی کتاب PARADISE LOST
کی پانچویں جلد میں کہتا ہے کہ میں اصل جنت وہ دونوں باغ کی طرف
جاتے تھے جن کی مظلوم پھٹنے اور سورج کے نکلنے پر پڑی تو جب ختم اور
ماجزی کے سب تھے جنگ اور حمد کی تو ہمیں ہیں یوں طلب لسان تھے۔

سے نیچی کے مالک اسرتے ہی حمد کا کام ہمیں دیا ہے متعلق ہے
ساری کائنات جو انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہے اس سے
جب تیری کائنات کا یہ حال ہے تو تیری عظمت کیسی ہے
تیری ذات صفات کا بیان ہو تو آسمان و زمین بھی اگر تو ہمیں دینے
سموئی ہوئی کاموں میں ہمیں لگا دیں تو بھی تیری
نیکی اور اس خدائی طاقت اور کاموں کا حق ادا نہیں ہو سکتا
ہو سکے، اتنی سے بڑھ نہیں کچھ ہو سکے، اسے ذہنی
اپنے بتا کو دیکھ کر اور اس، وہاں گیت گا کر اس کے قدرت کار و گرد
ملقہ بنا کر شاخ کھڑے ہو جائے، اس زمین کے ساتھ
اور ساتھ اس کی نہ ہو سکے ہمیں شریک ہو جائے۔

ملے سب سے، وہ شاخ تو قبیل ہی کا ہے اور یہ کہ
یکا اور جو جنت کی، وہ سے صبح کے سر پر کہ
فرد، تو ہمیں ہمیں ذات کی تسبیح تھے

ہے ہی آیا ہمیں ہے ہمیں ہے ہمیں کے
ہمیں ذات کا ہمیں سے بہتر ہمیں ہمیں سے
حمد تو خط ہمیں ہمیں ہمیں کا تھا،

ملے ہمیں تو ہمیں ہمیں ہمیں ہمیں
ہمیں ہمیں ہمیں ہمیں ہمیں ہمیں
ہمیں ہمیں ہمیں ہمیں ہمیں ہمیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

معاد

کرد و برجا ہو گریہ کبھی خیبی مرسکا کہ اس کے خلاف اس سے
ظاہر ہو۔ بعض ان کی حالات ایسی معلوم ہوں میں جن پر حرکت
ارادی پیدا ہو جاتا ہے جیسا ایک ترکی حالت آگے کے
دوسرے سے ہے کہ حرکت کی ہو کہ سکنے سے اس کی
سبب شے گریہ جیسے خوف طاری ہے پیدا ہوتی ہے
کہ ان حالات حالت
ہیں سے خالی ایک ور حالات ہے
سے پیدا ہو ہے حالت ہو ہو
سے پیدا کرنے
اور ان سب سے
اس میں حالات پیدا ہو ہے
کہ حرکت ہو
ہے ہو
ہے
ہیں

معاویہ

(۳)

کیا ہم کتاب سے ... تعلیمات
نہیں ... کے ... اگر یہ ... اس ... قدرت کے
... کرسکتے ... اصل ... جو ... نہیں ...
... ہیں ... کرنی ... ہے ... تفصیل
... ادا ... کا ... ہے ... ہیں ... کتاب
... ہے ... تعین ... حال ... کا ... کے حال
... ہے ... حدیث ... کو ... ہے ... ان
... ہے ... ہے ... حقیقت ... ہے ... ان
... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے
... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے
... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے

خلل دماغ کے بچوں سے کیسے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ (سورۃ التوبہ ۳۲ تا ۵۰)

اس آیت میں یہ سوال تھا کہ ... اس کا جواب یہ ہے کہ ... کہ قرآن مجید نے ... اس سے کوئی ... یہ ... کے ... کے ... کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مایا کی فلاسفی

مغرب کے بڑے سے بڑے محقق، مفکر اور فلسفی رموزِ دو سرکو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں تو کسی دوسرے کو یہ دعویٰ کرنا کہ وہ دل اور دماغ کی نعمت سے مالا مال ہو کر اس مسئلہ کو حل کر سکتا ہے، اس کا مذاق اڑوا سکتا ہے تو وہ دونوں قوموں کی تہذیب بنیادی طور پر مختلف ہے۔ دنیا کے مرکھے ہوئے رہنما نے کہا ہے کہ ہر قوم اپنے افراد کو ویسا ہی بناتی ہے جیسا کہ وہ بننا چاہتی ہے۔ ہندوؤں نے حقیقت کا سیدھی طرح سامنا کرنے کے بجائے اس سے فرار کی راہ اختیار کی۔ اس لئے ان کی تہذیب میں ہر فرد کو ایک روحانی تہذیب ملی۔ اور اس حقیقت کے مقابلے میں جو ہمارے سامنے ہے ہندو کا ذہن کھلا رہتا ہے۔ یہ بڑی بات ہے کہ ہم اس کی قدر نہیں کرتے۔ ہم اس کو کچھ اور سمجھتے ہیں۔ ہم اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہندو ذہن کی تعداد رکھنے والی قومیں کے مقابلے میں کسی بھی قوم کو ان

نہیں دیا۔

رکھنے والی ہستی کو اپنی ذاتی خواہشوں کی خاطر کھونے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس کی ہر ممکن کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کی ہستی کی بقا اور ترقی ہو۔

دیکارٹ کے متعلق یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس نے اپنی ذات کی طرف توجہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس کے خیال میں ہر شخص کو اپنی ذات کے متعلق ایسا یقین حاصل ہوتا ہے جو کسی اور چیز کے متعلق نہیں ہوتا۔ اس یقین کی بنا پر وہ اپنی ذات کو ہر چیز سے زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی ذات کے متعلق جو کچھ سوچتا ہے اس کو ہر چیز سے زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ اس کے خیال میں ہر شخص کو اپنی ذات کے متعلق ایسا یقین حاصل ہوتا ہے جو کسی اور چیز کے متعلق نہیں ہوتا۔ اس یقین کی بنا پر وہ اپنی ذات کو ہر چیز سے زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی ذات کے متعلق جو کچھ سوچتا ہے اس کو ہر چیز سے زیادہ اہم سمجھتا ہے۔

ہمارے ہاں بھی ذات کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ ہمارے ہاں بھی ذات کو ہر چیز سے زیادہ اہم سمجھا گیا ہے۔

ہیں۔ ان کی تصویری زبان کے سب سے نمایاں
کی روایت کے تسلسل کا ثبوت ہیں۔ ان میں
ہیں۔ ان کی تصویری زبان کے سب سے نمایاں
کی روایت کے تسلسل کا ثبوت ہیں۔ ان میں

ن مسئلے پر اس حد تک توجہ دی گئی ہے کہ
ن مسئلے پر اس حد تک توجہ دی گئی ہے کہ

ن مسئلے پر اس حد تک توجہ دی گئی ہے کہ
ن مسئلے پر اس حد تک توجہ دی گئی ہے کہ

ہندستان کی قومیں اور ان کی تاریخ

ہندستان کی قومیں اور ان کی تاریخ

ہندستان کی قومیں اور ان کی تاریخ

ذات کی اصلیت و ماہیت

بعض افراد میں ایک قسم کی سوچ پائی جاتی ہے جس میں وہ اپنی ذات کو دوسروں سے برتر سمجھتے ہیں۔ یہ رویہ اکثر اوقات خاندان، برادری یا سماجی حلقوں میں دیکھا جاتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی کامیابیوں، دولت یا تعلقات کو بنیاد بنا کر دوسروں کو کمتر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقی عزت کا معیار ان چیزوں میں نہیں بلکہ کردار، علم اور انسانیت کی خدمت میں ہے۔

[illegible] کے مطابق، جو لوگ اپنی ذات کو ضرورت سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں، وہ اکثر اندر سے عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے دوسروں کی تذلیل کرتے ہیں، جس سے معاشرے میں نفرت اور تقسیم بڑھتی ہے۔ اس کے برعکس، جو لوگ اپنی کمزوریوں کو تسلیم کرتے ہیں، وہ زیادہ پُرسکون اور مطمئن زندگی گزارتے ہیں۔

[illegible] کے ایک مشہور مقولے کے مطابق، "جو اپنے آپ کو جانتا ہے، وہ کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے برتر نہیں سمجھتا۔" اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی ذات کا تجزیہ کریں، اپنی خامیوں کو پہچانیں اور ان پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ یہی حقیقی ترقی کا راستہ ہے۔

ہیں کہ ان کی تعلیم کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کے طلبہ کو ایک خاص قسم کی ذہنیت سے متاثر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا

ہیں ستے ہیں اور یکسب بالا پختس و سیاہ دستورات و مصنفی قوانین
ی دہندی کرتے ہیں ریندستنبات کے علاوہ تو پیتے پیتر کے تمریوں
سے پیتے ہوئے ہیں و نمبی موسم کا کوئین ہی ہوتی ہیں اور
ہ اور ان سے زیادہ نہیں ہیں جو طبیعی ہیں قوانین ہیں پہلی
ہ ہ لیشن کے ترتیب پیدا ہوتی ہیں ہنگام ہیں ہوا ہیں سی حاصل
سبب ہیں اس ہونے کے لیے اصل تیار ہیں وہ ہر پیر کی ساخت کی ہے
ہ اور وہ ہی کہ ہیت کا ہی ہیں اس کی مصنفی ساحب بھی تا پیدا ہیں
ہیں اور ہیتے ہیں کہ ہیتے ہیں ستان کا یہ طوری نہ پیدا ہوتا
ہیں ہیں سے بھی ہیں کہ کوئی تھیں پیدا ہونے کے باعث ذات
ہ ریا اور ہوا اس کی ہی اور تیج پیش ہوتی ہے کو ہیت ہوتی ہے
ہیں ہیں اور ہیں ہیں ہیں ہوا اور ہیت کی نسبت ہو ہیں
ہ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

اپنی سابقہ پیدائش کے نیک و بد اعمال کے مطابق جو پیدا ہوتے ہیں
جنہیں ہم کہتا ہے کہ وقت انتظام اچھا نہ ہوا اور ہم انتظار
کیا گیا بیکل رہے اور خوبیوں کا انصاف اور سزا کی حد تک
کے سپرد کیا گیا ہو کہ کسی شریک کے ساتھ
کام ہمیشہ کے لیے دیا گیا نجات دینے والا
کے سپرد کیے گئے کا کی کام اور دنیا کی حیات
کی گئیں

راماین کے اشلوکوں سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ
ذہین علی اور تہذیب و علم کی
کی حالت کے لیے موزوں ہے ایک
پکارا علم دانا نہیں ہو سکتا۔

بڑھاپے چار گاہ پیدائش کے قصے کہ
کہ انسان ہوا سوچی سے پیدا ہوں جو رحم سے
ہوں نئی پیشوں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

[illegible]

کفر است پیدا کیے گئے۔ [illegible]

مندرجہ بالا تمام باتوں کا مطلب یہ ہے کہ
کے بارے میں بہت متضاد بیانات ہیں
ہیں ایک حد کی
ایک انسان ہے کوئی کہتا ہے کہ
سے پیدا ہوں ہے کوئی کہتا ہے
کہتا ہے سست
انسان کی پیدائش
کمال ہو
ہیں
جب
کے
دنیا
آدمی
جس
ایک
کیں
ہیں
ہیں
کی
ہیں
ہیں
کی
ہیں
ہیں

کے ساتھ ہیں قائم کیے گئے اور منفرد خصوصیات کی حامل ہیں۔ ان میں سے
ہر ایک کی قدیم روایات کے ذکر کو ہندو دھرم کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ کچھ لوگ
ہندوؤں کی تقسیم کسی حد تک ذات پات کے نظام سے ملتی جلتی ہے۔ ہندو
مذہب میں عورت کا مقام بہت بلند ہے۔ ہندو دھرم سے وابستہ لوگ
ہندو عورتوں کی حکومتی کردار، سماجی رتبے، مذہبی حیثیت اور دیوتاؤں پر
مشتمل ہیں جو عورت کی قدرت و عظمت کا مظہر ہیں۔ کچھ لوگ
کہتے ہیں ان کی تعداد تین سو تک ہے اور کچھ کہتے ہیں تین ہزار تک
ہے۔ ہندو مذہب کے بانی کون ہیں اس کے بارے میں بھی مختلف
نظریات ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہندو مذہب کی بنیاد ایک
شخص نے نہیں رکھی بلکہ یہ مختلف ادوار میں مختلف لوگوں کی
کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ہندو مذہب کی مقدس کتاب وید ہے۔ ویدوں
کی تعداد چار ہے۔ ان کے نام رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھر وید
ہیں۔ ان کی زبان سنسکرت ہے۔ ویدوں کے علاوہ ہندو مذہب کی
دیگر مقدس کتابوں میں اپنشد، رامائن اور مہابھارت شامل ہیں۔
ہندو مذہب کے بانی کون ہیں اس کے بارے میں بھی مختلف
نظریات ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہندو مذہب کی بنیاد ایک
شخص نے نہیں رکھی بلکہ یہ مختلف ادوار میں مختلف لوگوں کی
کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ہندو مذہب کی مقدس کتاب وید ہے۔ ویدوں
کی تعداد چار ہے۔ ان کے نام رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھر وید
ہیں۔ ان کی زبان سنسکرت ہے۔ ویدوں کے علاوہ ہندو مذہب کی
دیگر مقدس کتابوں میں اپنشد، رامائن اور مہابھارت شامل ہیں۔

ملک پر قبضہ کر لیا۔ گوتم بدھ کے دور سے ہندوستان میں مذہب کے بارے میں
اس بڑی دلچسپی کی حالت میں ان لوگوں کے بارے میں کچھ بھی تعارفی
تحریر نہ ملی جن کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا جن کی مختلف رجحانوں سے
تاریخ کی پوری ملک ہو چکی ہے۔ ان سے شہریوں کو علیحدہ کرنے
کے تصور کی وضاحت نہیں ملتی۔ ان میں ایک شخص تھا جو ان سے
بھی بہت کم دور تھا جس کو ہندوستان کو جیتنا تھا۔ اس کا مراد کہ کیا اس
امر کے خلاف تھا کہ ہندوستان کو ورثہ میں ملنے والی تحریروں میں شرکت
کی اجازت دی گئی۔ بدقسمتی سے ان میں صداقت طور پر نہیں جانتا ہمیں
کہ وہ ہندوستان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ہمیں شواہد ان کے ذاتی علم
میں جن پر منحصر ہیں، ان کے بارے میں ہمیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر
وہ بدھ مت والے کی قوم کے ہوتے تو ان کو یہ اجازت نہ ملتی۔"

مگر جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ وہ کس قوم میں پیدائش سے بڑی تبدیلی
کے دور سے گزر رہے تھے، ہمیں ان کی تحریروں سے کسی بھی نتیجہ کو
فائدہ کہنا ہے۔ ہندوؤں کے دور سے کہ وہ کیونکر فیصلہ کیا جائے کہ وہ ہندو
کی حالت و حیثیت سے بدل گئے تھے لیکن اس پر متفق
کے قومی تبدیلی وجود میں آئی اور وہ مختلف قوم سے متعلق کہتے
تھے یا دونوں میں سے کون سی ایک قوم پر وہ تھے۔ میگس تھنیز صاحب نے
قبل میں بیعت تبدیلی پیدا کی ہو وہ ذکر کرتے ہیں کہ کاسے ایک
محمدی کے سوا آزاد اور غلام ہیں۔ اول تارک الوطنوں کو
دوسرے تارک الوطنوں نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے قانون
دوسرے قصہ کے بیان ایک سو سادہ میں قائم ہوئے یا اگر
جنگ سے تو وہ تارک الوطن قوم کے سیل سے ایک دوسرا
دوسرے قائم ہو گیا۔ اسی طرح سے ان اور دوسرے کی وجہ سے کہ شاید شوہر
اس قوم کے اصل طاقتور تھے جو اب پیدا کے نام سے مشہور ہیں۔ ان سب
بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذات کا موجودہ نظام کس طرح سے ایک ہیئت

[illegible]

انحراف کی سزا میں تجزیہ کار شامل ہیں۔

[illegible]

[illegible]

ہے شور مصیبت میں ہو وہ کار بر ہو سکتا ہے ۔ نہیں عالموں میں تیرے
کسی خدمت کا کار کر سکتا ہے ۔ تو تن خواہ کیسا ہی بڑے کرسی پر کسی
ہو ۔ اس کے سر پر نہیں ۔ اس جا جاتا ہے جو کسی میں
ایک ۔ ۔ ۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ ذات پات کی تقسیم کس طرح وجود میں آئی تھی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تقسیم آریوں کی ہندوستان میں آمد کے ساتھ ہی شروع ہوئی تھی۔ آریوں نے جب ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھا تو وہ چار طبقوں میں منقسم تھے۔ ان طبقوں کے نام برہمن، کھشتری، ویش اور شودر تھے۔ ان طبقوں کے افراد کے فرائض بھی مختلف تھے۔ برہمن کا کام مذہبی رسوم ادا کرنا تھا۔ کھشتری کا کام ملک کی حفاظت کرنا تھا۔ ویش کا کام تجارت اور زراعت تھا۔ شودر کا کام ان تینوں طبقوں کی خدمت کرنا تھا۔ ان طبقوں کے افراد کے درمیان شادی بیاہ کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ میں شادی بیاہ کر سکتے تھے۔ ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔ ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔

ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔ ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔

ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔ ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔

ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔ ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔

ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔ ان طبقوں کے افراد کے درمیان کھانے پینے کے تعلقات بھی محدود تھے۔ ہر طبقہ کے افراد صرف اپنے ہی طبقہ کے افراد کے ساتھ کھانا کھا سکتے تھے۔

کمان غالب ہے کہ محرمات بیان میں ساری تفسیر کا قاعدہ شروع
خرچ میں برسوں جاری نہ تھا بلکہ حملے کے وقت نہ اکر ہونے کے
عاملے بنی ذات کے سب سے بڑے بیٹے کو دراثت دلوانے کے متعلق
پوچھتے تھے۔ پس سنہ ۱۸۶۵ء سے جو بنیں کمیٹی کے صدر عدالت کے
ہندوؤں کی مجموعی رسم کے خلاف یہ فیصلہ کیا کہ جائز اولاد ہونے کی
حالت میں تو رکی کا جائز اولاد بیٹے باپ کی وارث ہوگی۔ اور اگر جائز
اولاد بھی ہو تو وہ کسی جائداد سے صرف گزارہ پائیگی۔ اس سے پہلے
سنہ ۱۸۶۵ء میں سراوڑ اور ڈان سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اچھوت کے تابع
کے یا کسی اعلیٰ ذات کے کسی دوسرے مرد کو وصیت کی حالت میں بھی
وراثت کا کوئی حق نہیں اور وہ صرف گزارے کے مستحق ہیں لیکن یہ
بچے تربیت پذیر قابل تعلیم ہوں۔

بیان کے اب میں بنارس شاستا میں بیان ہوا کہ ان کے قدر دانستہ
چھ طبقوں میں منقسم ہے۔ پہلوں میں جاہل کا نکاح اور غیر ایک ہفتہ
تفسیر کا بھی کہ جو تفسیر راشت میں بیان ہوا۔ اس کے زمانہ
ست پہلے سے [illegible] پہلوں کی [illegible]
[illegible] میں منقسم ہوئی
[illegible] جاہل سے [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں

اکثر بچاریوں کی اولادیں بچاری ہو سکتی ہیں۔ یہ قاعدہ پارسیوں میں اب بھی جاری ہے۔

بائبل میں دانیال نبی کی کتاب یہ خیال رجوع کرتی ہے کہ کبھی ایک جماعت تھی جو منتخب کیجاتی تھی اور باقی ذاتوں میں سوراتی کا عہدہ بھی کھتری کی کرمی علامت نہیں ہے۔ دبستان میں ایک فاتح عظم سے آباد کی نسبت روایت ہے کہ اس نے حبشیوں کو سمولی چار ذاتوں میں تقسیم کیا تھا۔ اشرآ بھی ایرانوں میں بعینہ اسی قسم کی ایک تقسیم کا ذکر کرتا ہے جسکو وہ کہتا ہے کہ اہل ذاتوں، بچاریوں، سپاہیوں، کاشتکاروں اور دستکاروں میں منقسم ہیں۔

کسی زمانہ میں ہر ایک عام پیشے کی نسبت تھی کہ نصر میں کم۔ گروہ ورتی تین (بچاری اور سپاہی) تھیں جن کے کام باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتے تھے چھوٹے بیٹے بڑی ذاتوں میں داخل ہوتے تھے اور وہ بھی سوراتی ہوتے تھے۔ بعد کو بعض صاحبان نے سکی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ نصر کی سوسائٹی کی تقسیم محض ویسی ہی تھی جیسی تمدنی ترقی کے بعض درجات میں شریف اور ذلیل پیشوں میں بالعموم پائی جاتی ہے مثلاً مصری تمولی باوگاری قصاروں میں رنگ نقشہ۔ دھوبیوں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ بیشمار قبروں اور لاشوں سے ستہ میروں کے تمام اور پیشے ظاہر ہوتے ہیں

(ترجمہ رسالہ انگلوپیڈیا برٹانکا)

ہادیانِ چین

اوہائن کی حکیمانہ و اخلاقی تعلیمات

تمام ہیئتہ کان چین (مسلمانوں کو چھوڑ کر) تقریباً تین مذاہب کے پیرو ہیں
(۱) مذہب کنفیوشس (۲) مذہب بدھ (۳) مذہب تاؤ۔ یہ تینوں مذاہب
مذہب کی اصل بنیاد تاؤ ہے۔ تاؤ کا مذہبی ترجمہ مشکل ہے اور ہر ایک
کے لحاظ سے مختلف ہے۔ لفظی معنی راستہ کے ہیں لیکن یہ مجموعی تعلق ہے
کائنات کے مجموعہ ہیں۔ کنفیوشس اور بدھ مذہب تینوں مذاہب کی
تعلیمات بعض حد تک ایسی ہیں جس سے تاؤ ازم کی جڑ ہے کہ
تینوں مذاہب کی ملکیت ہے۔ تاؤ ازم سب سے بڑا اور قدیم
مذہب ہے کہ اس تینوں مذاہب کے پیروؤں میں ہمیشہ نزاع رہا کہ
اور دوسرے کی کتاب کو کہ یہ تینوں غیر ملک کی تاریخ میں مشکل سے
مذہب ہو سکتے ہیں۔ بلکہ تینوں مذاہب سے
کے بعد ہو گئے ہیں۔ وہ تینوں مذاہب
تصنیف کئے ہیں۔ اور ان سے نکلے ہیں
مذہب کی بنیاد ہے۔ مذہب
ہوئی۔ پس میں اس وجہ سے ہوں کہ مسلمان ہے کہ کیونکہ میں مسلمان ہوں

سے تینوں مذاہب کا پتہ لگا سکتا ہے۔

ہر چند کہ محققین مذاہب میں مسئلہ کے جواب میں کہ مذہب و اخلاق
کا کیا تعلق ہے۔ کہا وہ ہمیشہ کہتے رہے ہیں۔ اور ایک کا وجود دوسرے
کے بغیر ہے کا پتہ نہیں ہوا ہیں۔ وہ جو ہیں وہ ہیں
کبھی ہونے کی امید ہے لیکن پھر بھی تعلق ہے۔ لیکن میں کہ دنیا کے
تمام بڑے مذاہب میں جو موجود ہیں۔ ان کی تعریف رکھتے ہیں
تصور اخلاق نہ ہے وابستہ پائی جاتی ہے چاہے ان میں عقائد اور
رسوم مذہبی کا جب ہی تعلق کیوں نہ ہو۔ جس اخلاقی تصور
پائی جائے گی جب ہوئی ہے۔ وہ کون سی
مخالفت میں ہیں۔ اور ان کی
نہیں ہو سکتا۔

[illegible]

(۱) مذہب کنفیوشش

کنفیوشش کی پیدائش سے پہلے چین میں تین مذہب رائج تھے۔ ان میں سے ایک مذہب کا نام تاؤ ازم تھا۔ اس مذہب کا بانی لاؤزے تھا۔ لاؤزے کا زمانہ کنفیوشش سے پہلے کا ہے۔ لاؤزے کے بعد اس مذہب کا بانی چانگ تاؤ لنگ تھا۔

پہنچے وہ اس اپ کا سلام جواب کرو گے۔

تھیوسوفی انسان کی فطری نیکی پر بڑا بھروسا رکھتا تھا اور فرشتہ اور شیطان پر بہت زور دیتا تھا۔ سائنس تھا کہ جس طرح سونے کی خاصیت ختم اور آگ کی گرمی ہے اسی طرح انسان کی فطرت کی خاصیت نیکی، راست بازی، عقل اور دیانت ہے۔ گرد و پیش سے بدکردار لوگ نظر آتے تھے مگر وہ ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ یہ انسان در حقیقت نیک ہی ہے۔

انسانی فطرت اور اس کی استعداد و قدرت کی بابت جو خیالات تھیوسوفی نے ظاہر کیے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ اس کا خیال یہ ہے کہ

انسان اپنی فطرت کا اپنے اندر ہی ہمیشہ ارتقا اور ترقی کا ذریعہ ہے اور فطرت پر حکم کر سکتا ہے۔ کامل فطرت اور ترقی کے لیے کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ فطرت اور ترقی تکمیل کر سکتا ہے جب کہ وہ اپنے کو سب کی بہبودی کی بھی سعی کرنا سیکھے۔ انسان جب ایک دوسرے کی بہبودی کی سعی کرتا ہے تو

۱۔ فضل انسان زندگی کے تمام معاملات میں نصب العین کے سوا دوسرا چیز ہے۔ صرف اخلاق کا نہیں بلکہ ہر قسم کی قوتوں میں سے کسی قوت کا بھی انسان سے یہ مطالبہ نہیں ہوتا کہ وہ صرف اچھے ہی کاموں میں صرف ہو۔ وہ برے کاموں میں بھی صرف ہو سکتی ہیں۔

۲۔ فضل انسان وہ جو نصب العین کے ساتھ اپنی ساری قوتوں کا ایسا گہرا تعلق پیدا کر لے کہ وہ قوتیں اس نصب العین کی خاطر اور اس کے ساتھ وفاداری کے ساتھ کام کرنے لگیں۔

۳۔ یہ وہ آدمی جو صرف فرشتوں کے خیالات کو اپنے دل میں جگہ دے۔ دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا کوئی اچھی بات ہے۔ لیکن

برتر انسان یا انسان کامل کون ہے؟ اس کے جواب میں اس حکیم کے خیالات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ برتر انسان وہ ہے، جس کی مدد میں بھروسہ اور سہارا نہ ہو۔ جس کا دل ہمیشہ پر یقین اور مطمئن رہتا ہے۔

۲۔ برتر انسان ہمیشہ ذہن اور قوت عمل میں ترقی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۳۔ کائنات کی ہر شے سے محبت اور ہمدردی کے جذبات رکھتا ہے۔

۴۔ فضل انسان کے اندر یہ احساس کا فقدان ہوتا ہے کہ وہ دوسروں سے برتر ہے۔

۵۔ وہ انسان جس کی زندگی کا مقصد اور نصب العین ہو۔

۶۔ برتر انسان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین ہوتا ہے۔

۷۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

۸۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

۹۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

۱۰۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

۱۱۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

۱۲۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

۱۳۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

۱۴۔ برتر انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے ماحول کا حاکم سمجھتا ہے۔

ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کو ساتھ لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ اس کے گھر پہنچنے پر اس کی بیوی اس کا استقبال کرتی ہے۔ وہ اپنی بیوی کو بتاتا ہے کہ اس کا ساتھی اس کے ساتھ رات گزارے گا۔ بیوی اس کی بات مان لیتی ہے۔ وہ اپنے ساتھی کو اپنے گھر میں لے جاتا

کس طرح مسخر تھے۔ (باقی)

ذیل میں چین کی کتب مقدسہ سے چین کے حکماء متقدمین کے چند پند و نصائح کی گل پھینی کرکے ناظرین کی خدمت میں ایک گلدستہ پیش کیا جاتا ہے، جس کے سر پھول کی رنگ و شمام داغ کو معطر و مشیم بصارت کو سرور کرتی ہے چونکہ ان کتابوں کا مدیر کنفیوشس ہے، اس لیے علی ہذا خیالات جو دیگر حکماء متقدمین کی طرف منسوب کیے ہیں خود اُسی کے خیالات کا پتہ ہوں۔

(ا) شاہنشاہ کُوہ، جس کا عہد سلطنت مسیح کی ولادت سے ۲۴۳۹ سال پیشتر تھا، کہتا تھا کہ

تمام لوگوں کی سمت سے جو کوئی دوسری نیکی میں ہو وہ حالت سلطنت میں اس سے بڑھ کر کوئی کام ہو نہیں سکتا کہ تمام لوگوں کو نفع پہنچایا جائے اس قانون کی زندگی اور قدامت میں حیرت میں ڈالتی ہے۔

(ب) ایک مرتبہ شنشاہ شن نے (جس کا عہد سلطنت مسیح کی ولادت سے دو ہزار سال سے بھی پیشتہ تھا) اپنے وزیر سے دریافت کیا کہ ڈ، خلق عمدہ کون ہے۔ اُس وزیر نے جواب دیا۔

(ج) متقدمین میں سے ایک حکیم نے مسکلام دیئے ہیں وہ حالت سلطنت کی بابت اس طرح نصیحت کی ہے۔

(د) ایک وزیر نے جس کا نام نیایت مسیح کی پیدائش سے اٹھارہ صدی پیشتہ تھا، سب ذیل تجویز خیالات کا ظاہر کیا ہے:۔

۱۔ بیکل لوگوں کیلئے ممکن نہیں ہے بیکل کی سمت میں خیال بھی اپنے تئیں لے جائے ہے بیکل کی کوئی مشغل دیکھنا نہیں ہے جس کی بابت اہل خیال نہ جائے وہ صفت جس طرح ہی حاتی ہے جہاں وہ اس علم سے ساتھ ہوتا ہے۔ (باقی)

۲۔ کبھی ہرگز خوش نہ ہو کہ تم نے دوسرے شخص سے بڑھ کر ہوشیاری سے جھوٹے کاموں کی خلافت میں کرنے کو تیر ہو کر کام لیا ہے کیونکہ اس سے تمہاری بیکل کو صدمہ پہنچے گا۔ (باقی)

۳۔ کہ خلق کا خیال پر اسلام کرنے کیلئے کہ جھوٹے جھوٹے کام پیدا ہوتے ہیں، ایسے وہ نہیں ہیں کہ جن سے نیا ہونا نہیں آتا ہے کہ وہی کے جھوٹے جھوٹے کام سے ڈرتے ہیں اس لیے ان سے پرہیز نہیں کرتے۔ (باقی خلق)

۴۔ تو بہت کو صدق و اخلاص خوش سے ہیں جس سے وہ بات کرو اور جو جہاں کہیں، اسے پورا ہو جائیں تاکہ تم یہ ہو گا کہ تمام کام تم سے ہو (باقی)

۵۔ مگر کہ بڑھنے نہ پائے۔ خواہشات نفسانی کو کم کرنا چاہیے۔ (باقی)

معدہ جو اوپر حصہ مضمون کے مطالعہ سے ثابت ہو گیا ہو گا کہ کنفیوشس کی تعلیمات میں بندہ و خلق کے لیے کیسے جواہر آبدار موجود ہیں۔ کس تعلیمات سے ہم یہ حاصل نکالتے ہیں کہ وہ ایک مفکر مدبر تھا، اور ایک ہمدرد کا خواہشگار و سالک تھا جس کے وہ اُن لوگوں کی طرف کہتا ہے جو سچے اور حق پسند ہوں۔ محبت، غصہ، رنج اور خوشی کے جذبات کو انکے جائز حدود کے اندر رکھا جائے۔ نانبت کو مطلوب اور خواہشات نفسانی کو مسیح کیا جائے متانت، صدق، خلوص باطن، لطف و مدارات، خوش خلقی اور خوش مزاجی کی صفات اپنے اندر پیدا کیجائیں، اور تقوی کے ساتھ حق شرعت کا بھی کیا جائے بیٹے کے لیے جس کی ہم موجودگی انسان کو مسرت کامل کا سرمایہ ہے گرا دیتی ہے۔

(۴) مذہب لاؤ نرسی

(لاؤ تزو مذہب)

لاؤ تزو نرسی کی عمر کے غیر حصہ میں کنفیوشس کا جنم ہوا۔ اُس کا سال پیدائش ۵۵۱ قبل مسیح ہے۔ یعنی کنفیوشس سے پچاس سال بڑا تھا۔ سنِ وفات تحقیق نہیں۔ اتنا ثابت ہے کہ اُس نے بہت بڑی عمر پائی چنانچہ جب کنفیوشس کی کنفیوشس سے چل بھی وفات ہوئی تو لاؤ تزو کنفیوشس کی ناگہانی سال کی عمر تھی۔ اُس وقت بھی لاؤ تزو ایک ریاست میں عہدہ دار تھا جس سے بعد میں دست کش ہو کر ایک عرصہ تک سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پھر گوشہ نشین ہوا۔

لاؤ تزو بہت ذہین، دور بین شخص تھا۔ کنفیوشس کے برخلاف اُسے رسم و رواج کی پابندی ہرگز نہ تھی۔ بجائے سنگی اطوار کے بجائے سادگی پسند تھی۔ نیز لاؤ تزو اپنا وطن کی اصلاح کی جانب سے مایوس تھا اور کنفیوشس کی کوششوں کا نتیجہ اچھا نہ نکلنا معلوم تھا۔ شاید شاہانہ کے دباؤ میں جب کنفیوشس سے اُسکی وفات ہوئی تو سمر دیجر یکارتا تزو نرسی نے کنفیوشس کی زبانی اُسکی الہامیوں کا حال سنکر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ جواب نہیں دیا۔

لاؤ تزو نرسی کنفیوشس کی طرح انسان کی خوبی نیکی کا قائل تھا۔ مگر نیکی کی تعریف بھی اور طرح کرتا تھا۔ نیکی سے کنفیوشس کی تعلیمات میں رسم و رواج کی پابندی مراد تھی۔ لاؤ تزو نرسی رسوم اور ظاہری پابندیوں کا حامی نہ تھا بلکہ اُنکا مخالف تھا۔ اُسکی تعلیمات میں روحانیت اور فلسفہ کو زیادہ دخل ہے۔ اُسکے مذہب کا نشانہ تزکیۂ باطن اور تربیت نفس تھا۔ کنفیوشس یہ چاہتا تھا کہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے مراسم و عقائد کا احترام اور اُنکی پیروی کریں۔ لاؤ تزو نرسی کہتا تھا کہ لوگ اُس حالت کی طرف رجوع کریں جب انسان فطرت پر قائم تھا۔ ہر چند کہ لاؤ تزو نرسی خیالات پاس رکھتا تھا کنفیوشس کی طرح وہ بھی سیاسی مسائل پر مدِ نظر رکھتا تھا اور اُسکا مطمحِ نظر بھی لوگوں کی اخلاقی، سیاسی اور مذہبی حالت سدھارنا تھا۔ پابند حامی تھا۔ ظاہری کے مخالف ظاہری کے مخاطب کرکے وہ کہتا ہے:-

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو سکتے ہیں جب کسی بھی [illegible] ہو جائے تو [illegible]
عام طور پر ان حالات میں [illegible] کسی بھی [illegible]
کی خواہ انھیں [illegible] ہو سکتی۔

[illegible] ہو جائے [illegible] سے [illegible]
[illegible] ہو جائے [illegible]
ہونے کی پابند ہے....

[illegible] شخص فائل [illegible]
[illegible] ہے۔

اخلاقی ذمہ داری کا سوال [illegible]:

[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]

۱۔ شمس جلدی سے وہ دوا کر بیٹھ کے وہ کہنے پر کہ فیس مت کھیلیے گا
جو محسن کا بیٹا ہے اس کا شاگرد ہے کہ اور بیٹے میں معلوم ہوتی ہے (بقیہ ۳)

۲۔ نظام کے تعلق سے پہلے جو کچھ ہے، وہ بھی بہت سی دوائی سے بہتر
ہے (بقیہ)

۳۔ خلاصی تھیوت "مجلد علامات" سے جو وہ مذہب کی کتب مقدسہ میں
سے ہے نفیس کیا۔

انسانی زندگی کا اصل جو ہے، لیکن کہ اس میں اصل نہ ہوتا ہے
اس کا اصل خوشی پیدا ہے۔ جبل کی شکست کی ہوئی ہے۔ کرشنا نے اس سے
اس کا حال پوچھا ہے تو اس نے کہا کہ وہ اس کے بعد پوچھے گا۔ اس سے
اس نے جو کچھ کہا وہ اس کے بعد کہا۔

(اس کی بیوی نے اس کی ساری کی طرف دیکھا اور کہا کہ
وہ اس کو پسند کرتی ہے۔ اس کی بات سن کر وہ اس کے ساتھ
اس کی طرف گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ اس کی ساری
اس کی طرف سے ہے

(۲۲) بھی ہے: اگر جو خواب دل نشاں کے خواہ ہو۔

دوسری کتاب کا نام "بن بہ دین بیتے" کتاب راز نعمات ہے۔ یہ سقہ چھوٹی کتاب ہے کہ کل الفاظ کی تعداد صرف ۳۵ ہے۔ لیکن پند حکمت کے جواہر سے بھی مالا مال ہے۔ سند رجز بالا ضائع کے علاوہ چند پند سودمند اور بھی ہیں جنھیں نہیں لکھ سکتے:۔

بیم از دن اور پانے استقبال کرو۔ دروغ سے زیادہ دام نہ بناؤ

کی بنا ڈالو کہ اور پیاسے کو پانی پلاؤ۔ بے مسایہ کی برائیوں کو پوشیدہ رکھو

بچے کو کام اچھا ل میں نہ لگے تو نہیں لیا جاتا ہے کہ تمام اقوال میں سے

یعنی کا نظر کرو۔ تمام سعت صابین کو اپنے پیش نظر رکھ کر اپنے

ضمیر کا محاسبہ کرو۔ وہ کون سی صفات ہیں جو ایسے شخص کو میسر

نہیں ہو سکتیں جو غنیہ ہو، پکا ایماندار ہو، خیر خواہ ہے؟

سید حسن برنی (علی)

مذہب و سائنس

۱۔ سائنس کی بنیاد

خدا کی عالیشان حکمت کو حل کرنے میں سائنس نے کہاں تک ترقی کی ہے؟ منطق کا یہ ایک نہایت ضروری اصول ہے کہ قدرت اپنے تمام امور میں ایک ہی سیدھے راستہ پر چلتی ہے۔ جان اسٹوارٹ صاحب اپنی کتاب سسٹم آف لاجک کے صفحہ ۴۰۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

قدرت کا غیر مبدل دستور جس پر علم کی تمام شاخیں منحصر ہیں

کے لیے آخری سند کا کام دیتا ہے۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ تمام استدلال اسی اصول پر قائم کرتے ہیں کہ قدرت کے قوانین غیر مبدل ہیں۔ جس صورت میں وہ ازل سے چلے آتے ہیں ابد تک ایسے ہی رہیں گے۔ اگر دو اور دو کو جمع کیا جائے تو اس کا حاصل ۴ ہوگا۔ کشش اجسام آفتاب تحت بدستور ہمیشہ قائم رہے گی۔ ایک قسم کا سبب ایک ہی قسم کا نتیجہ پیدا کرتا ہے تمام قوانین قدرت ایک دوسرے کے معاون و موافق ہیں۔ کوئی قانون کسی دوسرے قانون کا متضاد و مخالف نہیں۔

قوانین قدرت کے غیر مبدل ہونے کا یہ اصول کسی اور دلیل یا ثبوت کا محتاج نہیں۔ اس میں اس رفعت و جلال کی جھلک نظر آتی ہے جو ایک حکیم و مصنف، ہستی مدبر کے شایان شان ہے۔ اگرچہ یہ بیان کہ قوانین قدرت ایک دوسرے سے ارتباط و مطابقت رکھتے ہیں کسی قدر صراحت کا محتاج ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ موثر اور دلنشین ضرور ہے۔

اب ہم یہ بیان کیا چاہتے ہیں کہ قدرت کے اس ربط و تناسب کے دعوا کی کیا بنیاد ہے اور وہ کیا چیز ہے جس کو ہم اس عظیم الشان موافقت و یگانگت کی سبب کہہ سکتے ہیں۔

سوال لازم آتا ہے کہ قدرت کا وہ کونسا سیدھا راستہ اصل یا قانون ہے جس پر اس کے تمام شعبوں کا اتحاد و ارتباط مبنی ہے؟ اور یہ کہ اس کا اصل اصول کیا ہے؟

علم منطق کے ماہرین اس اصل اصول کو اپنی اصطلاح میں ایک غیر مبدل سلسلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مسٹر مل اپنی اسی متذکرہ کتاب کے صفحہ ۳۱۲ میں لکھتے ہیں:

یہ غیر مبدل سلسلہ اور ہے مشاہدہ قدرت کے ہر ۰۰۰

مستقبل الوقوع کے درمیان پایا جاتا ہے۔ ۔ ۔ مستقبل کے واقعہ کو ہم اصطلاح میں سبب یا علت اور اس کے نتیجہ کو معلول کہیں گے

اب ہمیں علم منطق کے نزدیک قدرت کے ارتباط و مطابقت کی جو علت و معلول کا سلسلہ ہے۔ اس سلسلہ سے یہ مراد ہے کہ قدرت کے تمام کاموں میں ایک تسلسل پایا جاتا ہے یعنی سبب سے پیدا ہوتا ہے اور وہ نتیجہ بالکل اپنے سبب کے مطابق ہوتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ سیب پھول کا نتیجہ ہے۔ پھول درخت سے نکلا اور درخت بیج سے پیدا ہوا۔ یہ ایسی صاف بات ہے کہ کوئی شخص اس سے ناواقف نہ ہوگا۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ ٹھیک اسباب بھی مطابق اُن کے نتائج و مشاہدات بھی ہوتے ہیں۔

آؤ اب ہم اس اصول کا انسان کے معمولی کاروبار سے شروع کر کے مختلف جسموں کے مشاہدات و تجربات میں اطلاق کا دعویٰ

۱۔ روزمرہ کے تجربات

جب کوئی شخص دیا سلائی کو دیکھ پر رگڑتا ہے تو فوراً روشنی پانی گرانے کے لیے برتن کچھ دیکھ پر رکھتا ہے یا ہوا کی رفتار کو تیز کرتا ہے تو وہ نتائج کو مدنظر رکھتا ہے جن سے ان کو حاصل ہوں

کہ کیا میں اپنا کوٹ بدل لوں؟ کیا ایک اور پیالہ پیوں؟ یا زیادہ جلون کر گھوڑے پر سوار ہوں؟ تو ہر سوال کا جواب ٹھیک اُسی تخمینہ کے مطابق ہوگا جو حتیجہ کی سمت میں سے نے ال میں قائم کر چکا ہوں۔ جب ہمزمین میں تخم بوتے ہیں کوئی طالب کی کلی یا باغ لگاتے ہیں تو ہمارے دل میں اس بات کی امید ہوتی ہے کہ ہم اس کا پھل پائیں گے۔ بعینہٖ اسی قسم کی امید میں ہمارے دل میں اس وقت بھی ہوتی ہیں سکہ ہم کسی کتاب کا مطالعہ کرتے یا کسی کی صحبت کو مرغوب کرتے یا سفر کی بناتے ہیں۔

افسوس۔ کس چیز کا آدمی کا مطمح نظر ہے کہ متعلق ہماری غفلت یا ہمارے غلط روی کی وجہ سے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور ہمیں اس کا خیال اس وقت ہوتا ہے کہ جب نتائج سے باخبر ہو گئے ہیں۔ ہماری دلچسپی و حیرت سے بعد ہمارے خیالات و طرز امید ان تمام سب کا انحصار نتائج پر ہوتا ہے جب نتائج کی سمت سے ہمیں تسلی ہو جاتی ہے تو ہمیں کسی سے مشورہ و نصیحت کے طلب ہوتے ہیں جو تجربہ اور تجربہ نتائج کی معرفت کے لیے بہت ضروری ہیں۔ ہماری ہمت و آرام و راحت اور بہبود خود ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔ نتائج کے لیے جس ہوشیاری و تدبر کی ضرورت ہوتی ہے اس کا ہمیں سرے سے علم ہی نہیں ہوتا۔ اس لاکھ انسانوں کو جو اس دنیا میں ہر روز مرتے ہیں ایک بھی ایسا نہیں ملتا جس نے اپنی موت کو اپنی زندگی کا نتیجہ سمجھا ہو۔ ہر ایک کی موت اس کی زندگی کا ایک ایسا نتیجہ ہوتی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔

وہ بات نہایت روشن دل ہے جو حیرت کے متعلق ہے جو کہ ہمیں کسی چیز کا ازروئے علم نہیں ہوتا ہے اور ہمارے دل سے ہوتا ہے اور ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا ہے۔ ہم ہر ایک چیز کو اس کے نتائج سے جانچتے ہیں۔ ہم ہر ایک چیز کو اس کے نتائج سے جانچتے ہیں۔ ہم ہر ایک چیز کو اس کے نتائج سے جانچتے ہیں۔

۲۔ تمثیل و استدلال

ہر وہ شخص جو کہ ہمیشہ سوچ کر بولتا ہے اور اپنے خیالات کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اس کے مخاطب اس کے مطلب کو سمجھ سکتے ہیں، وہ اپنے مطلب کے بیان کرنے میں تمثیل و استدلال سے بہت کام لیتا ہے۔ تمثیل و استدلال کی ماہیت کا بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قطع نظر تمثیل و استدلال کی وہ شکل جو کہ ہم نے اوپر بیان کی ہے ہم عادتاً وہ الفاظ جو کہ ہم کہتے ہیں ان کے ساتھ کوئی خاص خیالات [illegible] کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہمارے الفاظ ہمارے خیالات کی محض ظلی ہیں۔

استدلال استقرائی کے ذریعے ہم حالات مشہورہ سے نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور استدلال استخراجی کی دوسری قسم ایک عام اصول سے جو پہلے سے معلوم ہو ایک خاص نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جب ہم شہر کے حالات یا تجربات سفر معلوم ہوتے تو ہم تخیل و تشبیہ سے کام لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جہاں سے مفید مطلب اسباب کا مشاہدہ ہو گا۔ مثلاً اگر ہم سہلے سنجیدہ اور مرکز کے باشندگان کوئی نو آبادی قائم کرنا چاہتے ہیں جس کا انھیں پہلے کچھ تجربہ نہیں، تو آبادی قائم کرنے سے پہلے لازم ہوگا کہ وہ ہندوستان سب نیز فرانس اور دیگر ممالک کے سفر کے نتائج [illegible] پر غور کریں۔

ہم تخیل کیمیاوی میں کل کو جانتے کے لیے اور اس کی جہاں میں کرتے ہیں۔ مگر ہر ایک میں کوئی مضر جوہر شامل ہو، تو اس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ پانی مضر ہے۔ اگر پانی میں کوئی ایسا جوہر شامل نہیں ہے جو مضر یا ناصح ہو، تو ہم اس کو خاص اہمیت نہیں دیتے ہیں۔

کان یا کلوں کی مدد سے کسی چیز یا شہ کا ان کرنے کے لیے بھی ہمیں تجربہ اور مشاہدے کا کام لینا پڑتا ہے۔ واضح کرو کہ ہمیں سیر کے ساتھ والی نشست پر جو بھی مسافر بیٹھے ہیں۔ اور ہے تو ہمیں جانتا ہوں کہ یہ سب کے سب آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک کو میں بخوبی جانتا ہوں کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے سر پر بال نہیں ہیں اور چہرہ پر جھریاں پڑی ہیں۔ ایک اور شخص کے ہاتھوں پر محنت و مشقت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ وہ مزدور ہے۔ ایک شخص ہے جو بھاری کپڑے پہنے ہوئے ہے جس سے اس کی مالداری کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح تجربہ بتلاتا ہے کہ فلاں شخص شریر ہے، فلاں شخص سیدھا ہے، اس کا چہرہ بتلاتا ہے کہ اس سے ملنا چاہیے کہ وہ نرمت یافتہ

وحشی ہے، اور اس دوسرے کی آواز سے اس کا جاہل اور غیر مہذب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

اگر ہم ملک کے کسی ایسے حصے میں جائیں جہاں کے عادات سے ہم واقف نہیں، تو وہاں کے افراد کے ساتھ سے ہمیں اپنے لوگوں کے طریق بود و باش اور طرز معاشرت وغیرہ کا حال بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ کسی مقام پر کھیت اور عمارات کی حالت سے کسان کے محنتی اور ہوشیار ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے مقام پر کچھ اور ہی کیفیت نظر آئے گی۔ کسان کے گھوڑے کی حالت سے ہمیں کسان کے حال چال کا بخوبی اندازہ لگانا چاہیے۔ دیگر علامات سے بھی یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کاریگر کفایت شعاری سے کام لے رہا ہے یا وہاں غربت و افلاس کا سکہ جما ہوا ہے۔ یہاں خود داری، اور وہاں خلافت دیکھنے میں آئے گی۔

واقعات، اقوال، حالات، اصولات وغیرہ کے اسباب اور نتائج کو ایسے ہی بڑے اور چھوٹے پیمانہ پر عام محسوسات کے۔ کسی نقل نہیں، کھانے، پانی اور ہوا، کی قیمت کا اندازہ ہم اُن کے عمل یا پیدا ہونے کے وقت میں ایک تصویر منظر کھینچ تماشا، تو کیفیت کتاب، باجا کی، بھائی اور بڑی کا اندازہ ہم اُس کی خوشنما و خوش صورتی اور عمدگی سے کرتے ہیں۔ کسی حقیقت واقعہ یا چیز کی کیفیت علمی، روح، فلسفہ وغیرہ کی خوبی کا اندازہ وغیرہ کے ہونے یا نہ ہونے سے ہوتا ہے۔

کسی قوم کی برائیوں یا خصلتوں کا ذکر کرنے کے لیے ہمیں اُس قوم کی، یعنی کہ نہ واقعات کا علم حاصل کرنا ہوگا۔ یہ واقعات یا تو ہمیں معلوم ہوں گے، قبل اس کے کہ ہم یہ بحث کریں کہ یہ کیا صحیح ہے یا نہیں۔ یا ہمیں ان واقعات کی صحت و تحقیق کرنی ہوگی۔ مگر ہر صورت میں ہمیں ان واقعات کی [illegible]

کے دوسرے حصے میں آئے گی۔

(۳)۔ فلسفۂ اخلاق

اور برکشی (خود رہنے والی) کتاب حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ علم ہندسہ

۵۔ طبیعیات

گر پڑے تو اُس وقت بھی وہ برابر کی قوت سے اسکا جواب دیتی گویا قوانین قدرت ایسے مکمل ہیں جس پر یہ کہاوت صادق آتی ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

ہربرٹ اسپنسر کا قول ہے کہ:-

اس مسئلہ کا حل، جو سائنس نہیں دے سکتی وہ مذہب ہی دے سکتا ہے۔ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہو سکتیں

جس طرح علمیت کے وسیع مضامین دو حصوں میں اور نیز نہایت ہونا کی مظاہر قدرت میں کہا جا سکتا ہے اسی طرح عمل کی سائنس ہو سکتی ہے۔ عمل، عمل مکرس کے دو بنیادی اصولوں پر قائم ہوتے ہیں۔ سیلیکیشن کی کیمیا کائنات کے اجزا میں بڑا کام کرتا ہے۔ اس کی مدد سے ہم کیمیا سائنس میں عمل کو جیسے ایک مساوات سے لکھتے ہیں جیسی ویسی ہی ہو کر رہے گی ہوتے ہیں۔ ہم مختلف جزوں کو اس ترتیب سے جمع کرتے ہیں کہ وہ جزو ان سے مل کر بنتا ہے۔

عمل حکم، عمل مکرس کا اور خاص طلب اصول اس قبیل کا نتیجہ ہے۔ اس بات کے ماننے کی ضرورت نہیں کہ کل عمل خاص طلب ہے ایک ہی اصول کی مختلف صورتیں ہیں جبکہ عام طور سے قانون علت و معلول کہا جاتا ہے۔ بلکہ یہ سب جہاں ہیں اگر اس اصول کو قانون موازنہ، تناسب، توازن اور ہم آہنگی کہیں تو کوئی اس اصول کا اہل طلب یہی ہے کہ سبب و نتیجہ اور علت و معلول باہم ساوی اور ایک دوسرے کا بدل ہوتے ہیں۔ جو بھی کہ سکتے ہیں کہ سبب اور نتیجہ ایک ہی تراز و کے دو حصے ہیں جو ایک دوسرے کے برابر ہو جاتے ہیں۔ ہر نتیجہ کا سبب اور ہر سبب کے نتائج موجود ہیں۔ سبب کے مطابق اور نتائج موجود ہیں۔

ہم جیسا کہ آگے چل کر بیان کریں گے اور ہر مقام میں عالمگیر حرکت موجود ہے۔ یہ ازلی حرکت جو کل کائنات عالم میں جاری و ساری ہے سیاب اور فنا کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کا عوض یا بدل ہونے کے لحاظ سے ساوی اور ترتیب ہوتی ہے۔ اگر کائنات عالم پر بحور کی نظر ڈالی جائے تو تعین معلوم ہو جائے گا کہ حرکت ہمکوس جیسے اصل حرکت کے مطابق نتیجہ ہمیشہ سبب کے مطابق اور معلول جیسے علت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس مطالعہ و معرفت سے عالم کی تباہ کی تناسب اور ترتیب بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

(۴) ۔ صداقت کی ہم آہنگی

سچائی خواہ وہ کیسی معمولی کیوں نہ ہو دوسری سچائیوں کے ساتھ ہم آہنگ ہوتی ہے۔ ظاہر عالم کے متعلق کوئی بھی ایسا حقیقی یا مسلمہ نہیں جو حقائق کے اتنی تمام اصولوں سے پوری پوری مطابقت نہ رکھتا ہو۔ وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے خود ان اصولوں پر منحصر ہے۔

علم سائنس اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ کائنات کے متعلق جو کچھ کہ ہمیں اصول ہیں وہ بھی نیوٹن کے۔ اصول حرکت کے مشابہ ہیں۔ یہی کوشش سیاسیان اعین کرائیں یہی ہیں جو تمام کائنات کی حرکت کا ادراک ہے۔ یہیں بھی کسی کو علم نہیں ہو سکتا کہ نیوٹن کے اصول حرکت نے نیوٹن سے صرف ایک اہم اصول کے ماتحت ہیں۔

اسکا بدل اصول یہ ہے کہ

ہر مسلم حرکت میں کچھ تبدیلی ہوا ہیں ہو سکتی تا، تبکہ اسے قوت لگا کر نہ چھیڑا جائے

اس کا مطلب یہ کہ حرکت میں صرف اُسی وقت تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے جبکہ کوئی سبب موجود ہو۔

۱۰۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ

حرکت کی رفتار کا تغیر اُس قوت کے مطابق ہوتا ہے جو اس حرکت کی تبدیلی پیدا کرتی ہے یہ بھی سرحد کی بات ہے۔ سر فرنسٹ سمتی سمت کو جس قوت لاگو ہوتی ہے

اس سے یہ ظاہر ہے کہ کسی قوت کے عمل میں لانے کا نتیجہ ہمیشہ اسی سمت کے مطابق ہوگا۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ

ہر عمل کے لیے ایک حرکت مساوی ہوتی ہے

اسکا مقصد بھی یہی ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ اپنے سبب علت کے مطابق ہوتا ہے۔

نیوٹن کے یہ تینوں قوانین حرکت اسکی تعلیم میں اس اصول کے مطابق ہوتے ہیں

۷۔ مسئلہ ارتقاء

ڈارون صاحب کی رائے کے مطابق مسئلہ ارتقا کا تعلق زندہ انتخاب طبعی (NATURAL SELECTION) کے ساتھ ہے اسکی بھی تعلیم یہ ہوئی

[illegible]

نتائج خارجی اسباب سے

[illegible]

حسب ذیل ہوگی۔

[illegible]

اثر ڈالتے ہیں۔

یعنی وہ خارجی اسباب کا ایک مجموعہ ہے جو ہر ذی روح اشیاء پر اثر ڈالتا ہے۔

ذی روح اشیاء دو قسم کے اثر قبول کرتی ہیں۔ یعنی ایک مجموعہ اُن خارجی اسباب کا ہے جو اُس پر باہر سے اثر ڈالتے ہیں اور دوسرا مجموعہ فطرتاً کا جو قدرت نے ورثہ کے طور پر عطا کی ہے اسی کو دیگر الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ذی روح اشیاء حالات پیشین کے واقعات فعل کا کامل نتیجہ ہیں۔ ذی روح اشیاء زندگی کی جدوجہد میں خواہ کسی حالت میں ہوں دوسروں سے سبقت لیجانے میں گرنے کا سبقت لیجانے، فنا ہونے اسباب کا نتیجہ ہوگا جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ حیوانات کی ہلاکت و موت بھی ایک یا زیادہ اسباب کا نتیجہ ہوتی ہے۔

دُنیا کی تمام چیزیں، چھوٹی ہوئی بڑی، استعداد صحیح کھلی فرد، حد گورنمنٹ نسل، تہذیب سب کی سب اُن واقعات ماقبل کا نتیجہ ہیں جو اُس کے پیدا ہونے سے اُن پر اثر ڈالنے کا باعث ہوئے ہیں۔ اصل مسئلہ ارتقا کا کارروائی صرف اسی ایک اصول پر ہوتا ہے کہ نتائج اسباب کے تابع ہوتے ہیں۔

۸۔ دیگر اہم و جدید مسائل

سوال یہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

ہوا کی ایک تسلسل منسوب ہوتا ہے تو وہ ٹھیک اُسی نقطہ پر اور دوسری حل میں ہوا رہتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ قوت اور حالت میں موجود رہتے ہیں، اور وہ کے غیر فانی ہونے کے مسئلے حقیقت میں دو مختلف مسائل نہیں ہیں بلکہ ایک ہی ہیں۔

قوت اور ذرہ غیر فانی ہیں! اس بیٹے سے یہ ہوا کہ ذرہ اور قوت خواہ اکٹھے حرکت و تسلسل پذیر ہیں، اُن میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی۔ دوسرے الفاظ میں اس کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہیئت کی تبدیلی سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ ذرہ یا قوت کی ہی حالت یا صورت کے مساوی ہوتا ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ نتائج سبب کے مطابق ہوتے ہیں۔

حرکت کے مسلسل موجود ہونے سے یہ مراد ہے کہ قدرت ہر وقت قلب ہیئت و تبدیل صورت میں مصروف ہے، اور اسمیں کسی طرح کی رکاوٹ یا خلل واقع نہیں ہوتا۔ علت اور معلول کا باہمی رشتہ کبھی نہیں ٹوٹے گا، اور نہ کوئی ایسا وقت آئے گا جبکہ سبب نتیجہ پیدا نہ کر سکے۔

۹۔ کیا قدرت معاوضہ دیتی ہے؟

کیا یہ درست ہے کہ مسلسل حرکت یا تبدیل صورت کے پردے میں جو نتائج یا واقعات ظاہر ہوتے رہتے ہیں وہ بطور معاوضہ ہوتے ہیں؟ بے شک! ایک ہی قسم کے سبب سے جو ایک ہی قسم کا مساوی نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ ہمارے اُن خیالوں کا جنکو ہم کرتے ہیں پورا معاوضہ ہوتا ہے۔ حوادث میں ہر ایک حرکت یا تغیر جو کسی کا معاوضہ ہو جس سے وہ پیدا ہوئی ہو کسی اُس قوت کا معاوضہ ہے جو تبدیل صورت کے بعد "سیس" دونوں ہے۔ ان کا پھوٹنے یعنی فنا ہونا، جس کے وہ درآمد ہے ایک برابر لا یتحی کی کا حادثہ (یا تغیر) ہے۔ وہ قوت کی ایک خاص مقدار ایک جبکہ

غائب ہو کر ٹھیک کسی دوسری مقدار میں دوسری صورت میں موجود ہو جاتی ہے جو جیسے وہ نظر میں ہمارے سامنے سے غائب ہو جاتی ہے اور وہ چیز جو غائب ہو جانے والی کی جگہ اختیار کرتی ہے، پہلی شے کا معاوضہ ہوتی ہے۔ ایندھن سے گرمی پیدا ہوتی ہے، لہٰذا گرمی ایندھن کا معاوضہ ہے ہر حالت میں حساب برابر ہے۔ حرارت کے لئے میں نفع و نقصان کا حساب نہیں۔ اُدھار دینے سے کسی سخت نفرت ہے۔ وہ معاوضہ دینے میں تساہلی سے کام نہیں لیتی۔

یہ خیال کر لینا کہ کوئی شے بغیر ٹھیک سبب یا معاوضہ کے طبعی دنیا میں وجود پذیر ہو سکتی ہے، سائنس اور عقل دونوں کے منافی ہے قابل نفرت ہے۔ وہ سائنس جو سائنٹیفک آفس ایسے ایجادات پیش کرنے سے صاف انکار کر دیتا ہے جو از خود حرکت پیدا کرنے کے لیے کیے گئے ہوں کیونکہ سبب کے بغیر نتیجہ و طاقت بغیر قیمت کے ناممکن ہے۔

(۱۰)۔ اہم اصول

تمام قدرت کے باہمی ارتباط و تناسب کے اصول کا پتہ لگاتے ہوئے ہم نے اس امر کا مشاہدہ کر لیا ہے کہ نتائج ہمیشہ اسباب کے مطابق ہوتے ہیں۔ مطلق و استدلال کا اصل اصول یہی ہے ہم یہ بھی دریافت کر چکے ہیں کہ اخلاقی، ریاضیات، طبعیات، اور نیز مسئلہ ارتقاء کی تہ میں بھی یہی اصول کام کر رہا ہے۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ روز مرہ کے انسانی کاروبار سے لیکر علم کے اعلیٰ درجوں تک یہی اصول صداقت و استی کا معیار ہے۔ یہ بھی ہم پر ظاہر ہو گیا کہ یہی اصول اور قوت کے غیر فانی ہونے کے مسئلہ کا سبب ہے کہ نتائج اسباب کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس قاعدہ سے کہ نتائج ہمیشہ اسباب کا معاوضہ یا قیمت ہوتے ہیں یہ بھی روشن ہو گیا کہ حرکت کے غیر فانی ہونے کا مسئلہ بھی اسی اصول کی ایک صورت ہے کیونکہ علت و نتیجہ کا

تبدیل ہونے والا ابھی تھس کبھی شکست نہیں ہوتا۔

اب ان مشاہدات کا نتیجہ صاف صاف نظر آرہا ہے کہ نظام عالم کا سلسلا ایک قانون کے تحت چل رہا ہے۔ وہ قانون یہ ہے کہ نتائج اسباب کے مطابق دائمی اور حصلہ بخش ہوتے ہیں۔ میرا اعتقاد ہے کہ یہ قدرت کا نہایت اہم اعلیٰ اور واحد اصول ہے، جو قدرت کے تمام دیگر قوانین و مظاہر کا مرجع و مرکز ہے۔

(باقی آئندہ)

مذہب و سائنس

مذہب کی بنیاد

مذہب کا خیال بہت قدیم اور عالمگیر ہے۔ مشاہدہ و ذہنی تیاری جو اوائل قدیم کے مذہبی اعتقادات کے مستند تھے ہیں اس کی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ اس خیال کی تحقیقات کرتے ہوئے کہ دنیا میں ایسی اقوام نہیں ہیں جو مذہب سے آشنا ہوں گی جو نہ مذہب سے آشنا ہوں تحقیق ہوئی ہے کہ ایسی قومیں ہیں۔

[illegible]

صاحب فرماتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] سمجھ سے بعید ہے۔ سائنس تو ہمیشہ [illegible] کی تہ تک کھوج لگانے کی کوشش کرتی ہے۔ [illegible] سمجھ سے بعید ہے۔ سائنس تو ہمیشہ [illegible] کی تہ تک کھوج لگانے کی کوشش کرتی ہے۔

مذہب کے [illegible] [illegible] [illegible]

ہوسے بن

(۱) سزا اور جزا کے روح

تیسرے خط کا جواب دینے سے قبل اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا مذہب سے کوئی خاص مذہب مراد ہے؟ نہیں! بلکہ مذہب سے وہی مذہب مراد ہے جس کا اطلاق اس لفظ "مذہب" پر ہوتا ہے جو ساری دنیا میں مشترک ہے یعنی وہ طاقت جو بنی نوع انسان کو مشترکہ طور پر قدرت کے حیات سے نوازی گئی ہے۔

یہ ممکن ہے کہ مذہب کی نسبت ساری دنیا کا خیال یکساں ہو۔ حالات سے اس بحث پر جرأت کچھ خاصہ فرسائی کی ہے کسی نے مذہب سے نفرت ظاہر کی اور کسی نے اس کو صداقت و راستی پر مبنی قرار دیا۔ کسی نے مذہب کے خیال کو اچھا کہا اور کسی نے برا۔ ہماری یہ آرزو بھی نہیں ہو سکتی کہ دنیا کے تمام مذاہب کے درمیان کوئی خاص نسبت پائی جائے۔ ممکن ہے کہ کوئی ڈرپوک اگر وہ جو مذہب کا پابند ہونے کا دعویٰ کرتا ہو حقیقت میں اس کے اصول سے ناواقف ہو!

خاص مذاہب یا خاص دنیوں کو جانے دیجئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انسانی طبائع عام طور پر ان تمام کو پسند کرتی ہیں جو ان سے تعلق رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد نے متحد ہو کر ان کے لئے مہیا کیا ہو یا ان سے تعلق رکھنے والوں کے مشترکہ خیالات میں شامل ہو۔ چاہے جو کچھ ہو ان میں کے بہت سے لوگوں کی تائید و حمایت کے جذبہ سے خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ [illegible] کے مذہب کا شمار [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible]

ہیں یعنی نتائج ہمیشہ اسباب کے مطابق ہوتے ہیں۔

یقیناً سب سے پہلا تہذیبی خیال سزا و جزا کا خیال تھا جو انسان کے دماغ میں پیدا ہوا، اور کچھ شک نہیں کہ اس خیال کی بنیاد سلسلۂ علل و نتائج پر رکھی گئی تھی، اور اب تک اسی پر قائم ہے۔ یہ ایک ایسا خیال ہے جو ہر دور اور ہر روشن کی طرح نظر آتا ہے۔ یہ ایک قدیم باشندہ ان نے سب سے پہلے یہ محسوس کیا کہ فلاں کام کا نتیجہ اچھا ہوا اور فلاں کام کا برا۔ اس علم، یا یقین کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ انھوں نے علت و معلول میں ایک خاص تعلق دریافت کر لیا۔

علت و معلول یعنی سزا و جزا کا خیال یا احساس انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ جب اس نے اپنے ان تعلقات کو معلوم کر لیا جو بیرونی دنیا اور سلسلۂ قدرت سے ہیں، اور ان تعلقات کی بنا پر اس نے ایک برتر ہستی کا اعتراف کیا، تو یہ فطرتی احساس خود بخود پیدا ہو گیا۔ قدرت کے انسانی تعلقات دو ضروری احکام کے پابند ہیں اور جس نے زمین و آسمان سے قدیم انسان کو یہی بتایا کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو، یا جو قوتوں کی مجموعی مین، جن میں سے بعض خوفناک اور بعض مہربان ہیں انسان کو، جس کی تائید اری کے، اس نے اس بات کو یقین کرنے پر مجبور کیا کہ اس پر ایک صاحب اختیار طاقت حکمران ہے، جو زبردست ہے، وہ گناہوں کی سزا اور نیکیوں کا اجر دیتی ہے، نیک و بد اعمال کا نتیجہ بخشتی ہے۔ جیسے جیسے سلسلۂ شہود و ترک میں ترقی ہوتی گئی اس کی تائید اری عادلانہ زیادہ سچی ہوتا گیا، یعنی کہ اس کا حامل اس دنیوی زندگی سے گذر کر جہات بعد الممات کی طرف رجوع ہونے لگا۔ یہ اس کے ہاتھ میں ہو گیا کہ وہ آمد و زندگی کی نسبت سے آدمیوں کے مجموعوں کے لیے بہتر ہو گئی۔

برتن کا خیال ہے کہ انسان کے خال خال فطری فائدے کے خیال سے نہیں ہوئے بلکہ وہ فرض جس کے لئے وہ فائدے عائد کئے گئے ہیں ان کی قائم ہوئی ہے اور کوئی برتر قوی ان کو مقرر کرتا ہے۔ اس

نظریہ کو قدیم انسانی قوانین نے بہت کچھ تقویت دی ہے۔ مذاہب سے رفتہ رفتہ اس کو مکمل طور پر تسلیم کیا۔ دنیا میں اب کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ہے جو اپنے پیرو کو اس بات کی اجازت دیتا ہو کہ وہ کسی طاقت یا قوت یا قوتوں کی نافرمانی کرے اور ان کی تائید اری نہ کرے جو

مجموعہ اسباب کا سنگ بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ انسان کے اعمال اس میزان عدل میں قلمبند کئے جائیں گے، اس عقیدہ کا اثر ہمیشہ ہوا ہے اور ہوگا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ عقیدہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ یہ عقیدہ پسندیدہ و رضا جوئی کا باعث ہوا ہے اور ہوگا۔ میں اس کو اصل سزا و جزا، آخرت، نجات، "بہشت و جہنم" وغیرہ کا خیال کہتا ہوں۔

(۲) بقائے روح کا اعتقاد

مسٹر اوٹیلا برانٹ نے کہا ہے کہ مذہب کی اندرونی حقیقت اور روحانی ہستیوں کا اعتقاد ہے جو ان تمام انسانی اقوام میں بھی پایا جاتا ہے جن سے ہم نے گہرے تعلقات پیدا کئے ہیں۔ اگر روحانی ہستیوں کے اس اعتقاد کو کمال تک پہنچا دیا جائے، اور اس کے ساتھ کوئی ایسا دستور بھی چلے تو ٹیلر اس کے قول کے مطابق اس کی تعریف "روحانیات کو ماننا اور موجودات کا اعتقاد رکھنا ہوگی"

بقول مسٹر ٹیلر فلسفہ مذہب کا سنگ بنیاد یہی اعتقاد ہے۔ میں پرانی سے لیکر تہذیبی دنیا تک انسان سب ایک ہی رکھتے ہیں اور یہی اعتقاد یک قدیم، عالمگیر طاقتی قرار دیا گیا ہے۔

مگر ہربرٹ سپنسر کے خیال کے مطابق ہم ان خدا یا خدا وندوں پر یقین رکھتے ہوئے بھی، جو ہمیشہ سے انسان کی پرستش و رضا جوئی کے لئے ہوتے رہے ہیں، اور ہوں گے، ہم "حیات بعد الممات" کا خیال ہر قسم کی تائید اری کے یقین ہی پر مبنی سمجھتے ہیں۔ یہ خیال ہی قائم ہے

مرتب لکھتا ہے: "ان قوموں کی ایسے ادنیٰ درجہ کے مذہب کا پتہ لگ سکتا ہے جن میں کوئی مصنف یا قرآن نہ ہو، یعنی جو وحشی اور بدھ حالت سے بھی بعض حد تک بالکل باہر ہے جو روحانی قوتوں اور انسان کے باطنی میلانات اور بات چیت پر اعتقاد رکھنے کی تعلیم دیتا ہو۔"

ڈی لاند لکھتا ہے: "آج سے تیس سال کی دریافتوں نے خصوصاً فرانس، ایٹلیم کے فادن میں کی گئی ہیں یہ ایسا ثبوت کر دیا ہے کہ انسانیت ہی قدیم زمانہ کے انسان بھی زندہ رہی، وہ ادراک رکھتے تھے، زندگی کے قائل تھے، اور دیوتاؤں اور جن کی پرستش بھی کرتے تھے۔"

کنگسلے لکھتا ہے: "بہت سی وحشی اقوام موجود ہیں جو خلق خدا کی ہستی سے بیخبر ہیں لیکن کوئی قوم ایسی نہیں جو نبیعت اور روح کی قائل نہ ہو۔"

ہربرٹ اسپنسر کے قول کے مطابق "خالص مسیحی کے بعد قبائلی وحشی کا خیال روح اپنے آپ کو انتہائی درجہ کے وجود، تجاسات کے حواس سے بعید سمجھتے ہیں..... دنیا کے تمام حصوں میں..... اور بھگوڑے ہر جگہ پائے جاتے ہیں جو قبیل اُن اقوام میں بھی جو صورت و شکل میں ایک دوسرے سے جدا ہیں اعتقاد صفائی کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ انسان کی بجز زندگی کے قائل کرنا بڑی ہی کوتاہ نظری ہے۔ ہر کی بودو نمود سے بہت پہلے وحشیانہ عالمین میں ایسی کسی تعین حقیقت یہ ہے کہ بعض وہم نے انسان میں موجود ہے، جو اس اعتقاد کو ضرور مذہب یا مذہب کا بعض حصہ جو قوام میں یکساں پائے جاتے ہیں۔"

کوئی مذہب تطور کے اعتقاد سے نہیں بلکہ قدیم مذہبوں کا خاصہ یہ ہے کہ بعد کے مذہب کے بعض ایک ایسی اصل زندگی حالت میں چلی جاتی ہے جس کو کسی صورت میں زندگی کے ساتھ منسوب نہیں کیا جا سکتا مگر زمانہ حال کے محققوں نے قدیم یہودیوں کی روایت میں کا روح کی

ترقی کر کے بھوت سے فرشتہ تک ہونا کا ایک فرقہ حشر نشر کی حالت تھا۔

اہل بابل نے بھی کیونکہ شمس کی تعلیم کو ہزار درجہ تک سکھ دکھ کر دیا ہے کیونکہ کلیہ شمس کا عقیدہ روحانیت سے ہزار درجہ ارفع، اور یقینی مذہب سائنس روحانیت سے بہتر ہیں کہ یہ تجب کی بات نہیں ہے کہ قبیلوں کا ایسا وحشیانہ تعلیم غلام کلیہ شمس اور عہد عتیق کے اور مصنف بھی اپنے پیروان کو آئندہ زندگی پر یقین رکھنے سے مستقل طور پر باز رکھ سکے۔

مانگیو پارہ نہ مذہب ایسی کوئی بات سکھا سکتا ہے جو انسان کی حیات بعد الممات پر کوئی صاف نظر ڈالے بعض ایسے مصنف بھی گزرے ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ روحیں سفوات یا متبادل لوگ یا برزخ، برزخ تجاسات ہی اس طبیعی موت کے بعد زندہ رہیں گے۔ اور بعض سلفوں نے تو یہ فتویٰ بھی دیا ہے۔ حیات بعد الممات کوئی چیز ہی نہیں لیکن نہ ہر ہو کر ان تعبیرات نے کوئی خاص مستقل اثر انسان کے دل پر نہیں کیا نتیجہ یہ ہو گیا کہ تمام موجودہ مذاہب قتل مسیح کے بعد بقائے روح کے قائل ہیں یعنی وہ یہ قرار دیتے ہیں کہ انسان کا سلسلہ حیات قتل مسیح کے ساتھ منقطع نہیں ہو جاتا بلکہ یہ سلسلہ آئندہ بھی برابر جاری رہتا ہے۔

(۳) ایک صاحب اختیار اور اعلیٰ طاقت کا اعتقاد

جہاں تک ہمارا علم پہنچتا ہے کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا سے ۱۰ قبیلوں اور قوموں کا مطالعہ سارے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر مذہب اور مشرب کا آدمی ان طاقتوں کا قائل ہوتا ہے جو اس کے اوپر ہیں اور ان طاقتوں کے خوف سے ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کا کوئی ایسا اصل اور زبردست طاقت نہیں ہے جس کو نہ مانا جا سکے۔

مسلمہ ہے کہ قوام نہ مذہب قبائل میں اور اس دنیا پر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ نسب کے بعد اعتقاد ہیں۔ بعض قومیں ہر کام کی

دیوتا پرستی، خدا کا قائل ہو۔ لیکن یہ بات بالکل قطعی ہے کہ وہ کسی ایسی مخلوق طاقت کو تسلیم نہیں کرتا، جو اس سے زیادہ کسی اور مذہب میں ہزار درجہ کے بڑی اور قدرت تسلیم نہیں کئے گئے ہیں کہ کرتی کی تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے قدیم انسانوں کا خیال کسی حساب مختار پرستی کی کیسی بہت ہی دھندلا اور مہمل تھا۔ وہ اس ستی کو مختلف ہیروں میں تقسیم سورج، چاند ستاروں اور اپنے بزرگوں میں، دیوتاؤں، بتوں، بلندیوں، پھلیوں اور رینگنے والے جانوروں میں بھی اس کا عکس پرستے تھے۔ بہرحال وہ کسی صورت میں اس پرستی کو تسلیم اپنے من گھڑت میں کلام نہیں کرتا تھا کہ ان کے یہ ایک مختلف اور حساب ہستی تھی جس کے آگے ان کا سر جھکا ہوتا تھا۔

رفتہ رفتہ یعنی انسانی تہذیب و ترقی کے ساتھ ساتھ اس عظیم الشان طاقت کے متعلق طرح طرح کے خیال پیدا ہونے لگے۔ بڑے اور ادنیٰ خیالات کی جگہ نئے اور اعلیٰ خیالات پیدا ہونے لگے تو خود پرستی کی جگہ کائنات پرستی نے لے لی۔ پھر بہت سے معبودوں کی پرستش شروع ہوئی اور بالآخر معبود کی عبادت میں تبدیل ہو گئی۔

قدیم انسان کے تنگ محدود افکار کے مقابلہ میں ترقی یافتہ ذہن نے اس سب سے بڑے حاکم و متصرف حقیقی کی صفات غایت اعلیٰ، شاندار صفات منسوب کیں۔ قدیم آریہ اپنے بڑے دیوتا ورن میں اسمٰعیل اپنے پروشنو، برہما میں، ایرانی اپنے قادر مطلق ہرمز میں، بابل و نینوا کے اپنے مطلق اب اور ان میں یونانی اپنے سب سے بڑا دیوتا زیوس میں، رومی اپنے سب سے عظیم دیوتا جوپیٹر میں، سامی النسل اپنے دھندلا تریک خدا میں، ان سب اقوام نے اپنے اپنے قادر مطلق میں اس پرستی کی قدرت و فضل کے اظہار کے لئے ہر ایک مناسب خاکہ تیار کر کے اس کو ایک ہی قادر مطلق، حاکم، خالق، زمین و آسمان کا مالک حاکموں کا حاکم، دیوتاؤں کا دیوتا، بادشاہوں کا بادشاہ

العصر

فلسفہ

زمانہ حال کے یورپین مؤرخین اس بحث میں بہت پڑتے ہیں کہ مسلمانوں نے قدیم یونانی فلسفہ کو کیا سمجھا اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا۔ ہمارے نزدیک یہ بحث بہت کچھ بے سود ہے۔ ہم کو صرف اس سے بحث ہے کہ مسلمانوں نے فلسفہ سے کیا فائدہ اٹھایا۔ اس کا جواب بہت آسان ہے۔ مسلمانوں نے فلسفہ سے وہی فائدہ اٹھایا جو ہم اٹھا رہے ہیں۔ یعنی فلسفہ کے ذریعہ سے ہم نے جو کچھ ترقی کی ہے اس کی بنا پر ہم کو اس کی ہمت ہوئی کہ ہم قدیم مسلمات کو توڑ دیں۔ ہم کو اس کی جرأت ہوئی کہ ہم نئے نئے خیالات پیدا کریں۔ ہم کو اس سے یہ حوصلہ ہوا کہ ہم ان تمام چیزوں کو جو ہمارے سامنے ہیں، ایک نئی نظر سے دیکھیں۔ ہم کو اس سے یہ طاقت حاصل ہوئی کہ ہم ان تمام چیزوں کو جو ہمارے سامنے ہیں، ایک نئی نظر سے دیکھیں۔ ہم کو اس سے یہ طاقت حاصل ہوئی کہ ہم ان تمام چیزوں کو جو ہمارے سامنے ہیں، ایک نئی نظر سے دیکھیں۔

فلسفہ یونانی کا اصل سرچشمہ تو ایتھنز اور پھر اسکندریہ تھا۔ مگر اس کا رواج عرب میں بھی بہت تھا۔ یہاں کے نسطوری وغیرہ عیسائی فلسفہ کا یونانی مدرسہ فلوس (PHLOS) اور سوریہ (SURIA) پر جس کی نسبت ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے "فلوس" یعنی شہر اور سوریہ یعنی علمی یا حکمت علمیہ (PHILOSOPHIA) کو پہلے پہل مشہور

یونانی حکیم جالینوس سے منسوب کیا تھا۔ یہ بات بالکل غلط ہے اس مضمون کا پتہ ہمارے اور بتاؤ مشہور یونانی مؤرخ جوزیفس اور ایک اور یونانی مؤرخ یوسی وس سے چلتا ہے۔ علامہ نولدیکے (Noldeke) نے بھی یہی مسلمات پیش کیے ہیں جس کے سبب نسبت غلط ہے۔ ہمارے نزدیک "فلوسوفس" (PHILOSOPHUS) سے دراصل جو لفظ مراد ہے اس کا ترجمہ یعنی وہ لفظ فلاطون کی کتابوں میں ملتا ہے۔ اس خیال کی وجہ سے علامہ موصوف نے جو خود یونانی زبان کے بڑے عالم ہیں، یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ لفظ یونانی کی اصل کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس کی جگہ سوفس (SOPHUS) کا لفظ ہے جو علم کے معنی میں ہے۔ اس کی جمع سوفوس (SOPHOS) ہے۔ اس کی جگہ سوفس کی صفت بھی کی قابلیت کے لحاظ سے ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کے معنی فلاطون کی طرف جانے کے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ فلاطون ہی اس لفظ کا موجد ہو۔ اس لفظ کو استعمال کرنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کی طرف اشارہ کرے۔ اس کے بعد یہ لفظ اخلاقی معنی میں استعمال ہونے لگا۔ اس لفظ کے استعمال کی بنیاد یہ ہوئی ہے

خاموش ہے، اس خاتمے

فنون کا فن اور علوم کا علم حکمت

حاصل کیے جاتے ہیں۔ انھیں ایک اسی علم کے تابع کرنے کے عمل کا نام فلسفہ ہے جرمن فلاسفر پروفیسر ویبر نے جو تشریح کی ہے وہ آجکل کے خیال کی مظہر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ فلسفہ اصولیات کا علم ہے جرمن پروفیسر ویبر لکھتا ہے کہ کائنات کے جامع خیال کی جستجو اور تجسس یعنی موجودات کی جامع و مانع توضیح کی کوشش کا نام فلسفہ ہے یہ علوم کا نقطہ خلاصہ ہی نہیں بلکہ ان کا اختتام اور تکمیل بھی ہے یہ علم اعلم اور خصوصیت میں جو سائنس خاص سے متفرق ہے۔ علوم بغیر فلسفہ جسم بغیر روح کے ہے۔ پروفیسر جارلس ڈیورنٹ لکھتے ہیں کہ لفظ فلسفہ کا اطلاق محسوسات کے اصول اخذ کے علم پر ہوتا ہے۔ آنریبل پروفیسر مسٹر ڈیفڈ لکھتے ہیں کہ فلسفہ کا مقصد اولی علم ہے اور یہ وہ علم ہے جس سے علوم اعلیٰ درجہ کائنات فراہم کر کے ایک مطابقت کی صورت میں سامنے آتے ہیں فزیاکی حقیقی ماہیت کی بنا قواعد و تحقیقات کا نام فلسفہ ہے۔ ہربرٹ اسپنسر کی بابت نہایت وقعت کے قول ہے وہ کہتا ہے کہ اعلیٰ ترین علم کا نام فلسفہ ہے فلسفہ کا اصل مقصد علم کا مکمل نظام ہے پروفیسر ڈیوی جو اس زمانہ کے نہایت زندہ فلاسفر سمجھے جاتے ہیں لکھتے ہیں کہ اطلاق فلسفہ یہ ہے کہ عام تجربہ کے حالات پر ہمارا عقیدہ سب سے بہتر کیا اصول میں ہیں سے کی تشریح کی جاتی ہے؟ انسان یہ ہے اور کیا کے متعلق شعور کہ کیا ہیں کائنات کے اصلیت کیا ہوتے ہیں اور ان کا کیا نشانہ ہوگا؟ ہیں اشیا کا علم کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ اور انسان کا کردار کے بڑے بڑے مسائل ہیں یہ اور ایسے ہی سوالات کو اپنی سیر فلسفہ [illegible] سے ماخوذ ہیں

۵۲ تاریخ فلسفہ صفحہ ۲۹

۵۳ مسائل فلسفہ صفحہ ۲۹

۵۴ تاریخ فلسفہ پروفیسر ویبر صفحہ

۵۵ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۲

کیا ہیں؟ یہ سب فلسفہ کے خاص مسائل سمجھے جاتے ہیں یہ علم علم آخری کے وسیلے سے جہاں تک عقل کی دسترس ہے حاصل کرنے کا نام فلسفہ ہے" اب سب کے انھیں فرانس کے مشہور فلاسفر وکٹر کوزن کے خیالات کا اقتباس بھی ضروری ہے جس سے ہمارا مفہوم بخوبی ظاہر ہو جائیگا "فلسفہ قوت متفکرہ کی کامل صورت ہے فلسفہ تصورات کی پرجا ہے یہ تخیل کے ہر خارجی منعکس اور صورت کی آخری فتح ہے اور یہ ذہانت اور آزادی کی اعلیٰ ترین صورت ہے فلسفہ تخیل کی سب سے بڑی ترقی اور سب سے بڑا استحقاق ہے فلسفہ نورالانوار اور تمام علوم میں سب سے بڑی سند ہے۔ افلاطن علم موجودات کا ادراک اور توضیح کے عمل کا نام ہے" پھر فٹ اپنی تعریف میں موسیو کوزن کہتا ہے کہ کوئی بیرونی فلاسفر نہیں ہے جس نے فلسفہ کی یہ تشریح نہ کی ہو مگر وہ سب سے بڑی سند اور فرمان کا نور ہے افلاطون اسے شاہی طرز قرار دیتا ہے ارسطو کہتا ہے کہ علم صرف وہ آدمی رکھتا ہے جو سب باتوں سے واقف ہو اور سب مشکل مسائل کو سمجھتا ہو۔ علوم فلسفہ سے زیادہ ضروری نہیں کہ ٹکڑے کے برابر محدود نہیں ہیں۔ فلسفہ جملہ علوم کا سرتاج ہے، سب پر حکمران ہے اور ہر واقعہ کی علت پر بحث کرتا ہے۔ فلسفہ سب علوم سے بڑھ کر اور ہر چیز کی کائنات کا محتاج نہیں ہے یہ اپنا مقصد آپ ہی ہے"

اسپنسر کہتا ہے کہ ان مختلف فلسفی اقتباسات سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ فلسفہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے اور حقیقت کیا ہے؟ فلسفہ کی ایسی جامع تشریح پیش کرنا جسے اتفاق رائے سے یہ حیثیت مسلم کسی مسئلہ کی ہو سکتی ہے بہت مشکل ہے۔ ہر فلاسفر اپنے خیال کے مطابق اسکا مفہوم ادا کرتا ہے۔ عالمیہ نے اس فلسفہ

۵۶ مسائل فلسفہ

۵۷ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۲

مرد انسانی معاملات کی معقول و تفہیم ہے۔ نظر فارمر کی سلسلہ کو دیکھا بھی سمجھا کہ فلسفہ نظری طور پر یونان میں نشو و نما پا رہا تھا۔ یہاں وہاں پر شاہوں و مملکت تجارت موجودات اور ان کی علت غائی کی تحقیقات سے وابستہ تھا۔ کچھ عرصہ تک طبیعیات اور طبعی مظاہر کی تعیین سکا بنا رہا۔ پھر انسان اور اس کے تعلقات فانی اور مکانی اور روزانہ زندگی کے کاروبار فلسفیانہ بحث کا موضوع بنے۔ فلسفے سکی کھلی کتاری ہوا سے ایک الگ کر کے مظاہر قدرت کو مظاہر فطرت انسانی سے بالکل جدا قرار دیا اور ان دونوں قسم کے مظاہر کی علت اصلی کائنات کے پس پشت ہستی مبنی ارض و سما کے خالق اور پھر سکے مخلوقات انسان اور دنیا کے ساتھ کیا ہیں ان کی تحقیقات شاید طبیعیات کے سپرد کی بعد کے زمانوں میں علمی ترقیوں مرتبین دوا اسی قاعدہ کی پابندی کے ساتھ ترقی رہیں زمانوں کے مختلف نے قدما کے راستہ پر چلنے اختیار کیا اور فلسفہ اور اس کا دروں تک محدود رہا۔ لیکن جب اس نظرت و انسان کی عقلی قوت کا اپنے روگرد اور اور پہنچے کہ قوت اور اسباب کی طرف خصوصیت سے رجوع ہوا جاتا تو فلسفہ کی بنا اس وقت ہوتی ہے جب انسان کے اندر سوچنے کی طاقت پیدا ہوتی جب یہ کیفیت ہے تو انسان کی توجہ سب سے پہلے قدرتی واقعات کی طرف دل ہوتی ہے یہاں کے اسباب کی تحقیقات خیال پیدا ہوتا ہے۔ فلاں قدرتی واقعے کس وجہ سے ہوا اس کے درمیان کیا رابطہ ہے؟ پھر ان دونوں مظاہر قدرت کے مابین کیا رشتہ ہے؟ پھر ان دونوں مظاہر قدرت کے اسباب سے کیا مراد ہے؟ ان سب کا آخری سبب کیا ہے؟ اور عالم کے موجودہ مختلف تغیرات دیکھے جاتے ہیں یہ کیوں ہوتے ہیں؟ ان کا ترک کیسی دوسری قوت یا ہستی سے تعلق ہے۔

یہ کیا وسیلہ ہے؟ موجودات اور میرے درمیان کیا نسبت ہے؟ پھر ہم دونوں کا خدوجہ مطلق کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور ان تینوں کے باہمی ترکیبی تعلقات ہیں؟ وغیرہ وغیرہ یہ سب سوالات فلسفہ کے موضوع قرار پائے۔ اسباب پر غور کرنا اس فلسفہ کی مختصر تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ خدا مطلق اور اس کے مخلوقات عالم و انسان اور پھر ان تینوں کے تعلقات باہم کی تحقیقات اور عالم اسباب کے مظاہر فطرتی اور ان کے باہمی حرکات کا علم حاصل کرنے کا نام حکمت یا فلسفہ ہے۔ اسی کا دوسرا نام علم طبیعیات ہے اس علم کا حقیقی تحقیقات اور عقل انسانی کی قوت مدرکہ اور اسباب حاصل کرنا علم کی صحت اور کمالیت کا مسئلہ بھی اسی سے وابستہ ہے جو فلسفہ میں شامل ہے۔

فلسفہ کے مسائل کیا ہیں اور ان کو کس طریقہ سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے یہ بھی بہت بڑا مبحث ہے جس پر اس مختصر مضمون میں بحث کرنا بے فائدہ ہے۔ فلسفہ بھی خاص اور یونان ہی سے شروع نہیں ہوا بلکہ نظرت انسانی کی ابتدائی خودت کی ساتھ ہوئے قبیل انسان اور حیوان کے درمیان سب سے بڑا امتیاز فلسفہ کا ہے۔ انسان کی قوت متفکرہ نے اور مرد مختلف میں سکے یہ بھی ہیں کہ فلسفہ کے مسائل اور تصورات میں جو انسان کی زندگی پر حکمران ہیں مختلف کر دیا فلسفہ خاص کا مثلاً "نظرت انسانی کی صورت بھی ٹیڑھی تصورات"، سودمندی اور سفارہ کا خیال جو بعض اوقات طبیعیات صنعت و تجارت اور تصورات کے مختلف کے ساتھ ہوا۔ عمل کا خیال جس کے سبب سے ملکہ ہوا میں آتی ہے تاکہ خود غرضوں کو راہ انصاف پر لائے کہ کسی کے علم حاصل ہیں ہوتے ہیں خیال کا ہیں

چیزوں کا علم حاصل ہے۔ اس سے علم شمس وجود بین یا علم حضوری
حقیقی جو ایک دل میں نہ فی سے یہ حیات کا بانی جاسکتا ہے
[illegible] سے [illegible] یہ حاصل کیا جا سکتا ہے
[illegible] سوچتا ہے کہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے

ہو کر ان تمام مسائل کے حل کرنے کے لیے جنہیں
ان دنوں سائنس سے تعلق رکھنے والے بہت بڑے بڑے
ذہن حل کرنے کا طریقہ حاصل ہو سکے؟ اس وجہ سے تھیلس اور
تھیلس سے بعد کے یونانی فلسفیوں نے یہ تین مسئلے حل کرنے کا بہت
غور کیا۔ بہت طویل قیاس و کیفیت یہ ہوئی کہ ان کے بعد ہر زمانہ
میں ان کی بھی پیروی کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان یہ تینوں
مسائل جو کہ دو ہزار سال سے معلوم ہوئے ہیں

اول: ذات یا من (ایگو) کی مختلف حالتوں کی تحقیقات
خاص کر اس سے مابعد کائنات کی ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ تین
یعنی (۱) شعور، اور (۲) کیا ہے شعور، (۳) تعلقات تصورات
دوم: ہیولیات یا مادہ کی توانیہ (۱) خواص (۲) قوانین
جو کہ ان کے کردار اور ذات کی تحقیقات

سوم: علل اور ایجاد کا معاملہ کیا ہے؟ کیا کائنات
میں عام طور معلوم کے متعلق بعد کا سلسلہ ہے

ہمارے فلسفیانہ تحقیقات یا مابعد طبیعیات اسکے تحت میں
تین اجزاء ان کی ماہیت کے متعلق مسائل آتے ہیں (۱) خدا
(۲) انسان (۳) خدا

فلسفہ کرتا ہے سائنس کا جو کہ متعلق حسیات خارجیات کی پیمائش
مابعد طبیعیات کا موضوع فلسفہ ذہن اور ایسے مسائل

فلسفہ کے دائرہ عمل میں آتے ہیں ان کی حد انکار: صورتوں کی تحقیقات
دینا، اور ان کی اصلیت کے تعلق میں کسی نہ کسی نظریہ کو قائم کرنا

فلسفہ کی تعریف کی بابت افلاطون اور ارسطو کا یہ خیال ہے
کہ تعجب یا حیرت سے اس کا آغاز ہوتا ہے جب کوئی شخص حیرت میں
پڑ جاتا ہے تو اس کی توجہ موجودات کے ان پوشیدہ اسباب اور
ان اسباب اور اصولیات کی تحقیق کرنے میں مصروف ہو جاتی ہے
جو ایک واقعہ کے محرک اور موجب ہوتے ہیں۔ فلسفہ کی حقیقت
حکمت کی تہ کی کے بڑے رکن ہیں اور انسان کی قوت عقل
اور عقل قوت متفکرہ یہ اس کا وہ جوہر ہے جو مخلوقات
سے ممتاز کرتا ہے جس میں فرقہ سفسطہ اور سوفسطائیوں شامل
ہیں فلسفہ کا رشتہ عقل سے ہے اور عقل شکل مسائل
بحث کرکے معقول حل کرتا ہے۔

ہر ملت میں فلسفہ کی ترقی بہت سے حالات پر منحصر ہے
ہر طرح سے آزاد فلسفہ کے لیے ہر مسائل پر بات چیت کی
مضمون کا مطالعہ بغیر کسی کو نقصان پہنچانے کے کیا جا سکے
ہے کسی وجہ سے قوت تحقیق نہ کام کیا جائے کہ زیادہ کے لیے
ہاتھ صاف ہو جائے۔

ایس۔ آر۔ داس

العصر

حدیث از مطلب و نگو در از و بگفت جو

عصر ماہ ... دوران ... فت ... زکا ... ذیل ... ہی قسم کے ... اخافوں میں اور عموماً ایک ... ن میں استعمال ہوتے ہیں عصر ... ہ ... ست ... ب ... ہ ... ں ... ہی ... ہ ... ہ ... یا ... ہی ... ہ ... ہ ... ہ

اس قوت کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ہر دو جسمی جزئیں فرض کرتے ہیں جو کہ حرکت اور سکون میں مختلف ہوتی ہیں اور ایک ہی ساتھ جزئیں ہوتی ہیں اور یہ بھی ساتھ ہی ساتھ ظاہر بھی ہوتی ہیں یا یہ کہ جزئیں کے ساتھ ہی ساتھ ہی ظاہر بھی ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حرکت سریعہ سے مخالف حرکت بطیئہ کے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس حرکت میں جو کہ اس صورت میں ہوتی ہے دونوں حرکتوں کی شدت اور تناسب کے وسیلہ کوئی نہ کوئی چیز ہوگی جس سے دونوں حرکتوں کا اندازہ ہو سکے۔ روشنی دونوں میں برابر ہوگی ان حالات میں دو چیزیں مساوات قرنیین ہے کہ کہا دونوں مختلف ہیں۔ اور یہ دونوں قوتیں کہ جو کہ ہیں ان میں ہیں ہیں ہی

داد و ستد کا احساس۔

ہ وہ حالت یا وہ کیفیت جس میں سب حالتیں یا کیفیتیں منقسم ہوتی یا پائی جاتی ہیں۔

ہ حالت یا وہ کیفیت جو ان سب سے الگ ہے۔

ز وہ حالت یا وہ کیفیت جو ان سب پر حاوی ہے۔

یہ تمام کیفیتیں یا تمام حالتیں کل موجودات پر محیط ہیں یہ سب موجودات ان کے تحت میں ہستی وجود علم وقت وغیرہ اور ان کے علاوہ اور بہت سی تمام حالتوں یا تمام کیفیتوں میں شمار ہیں جب کوئی حالت یا کوئی کیفیت ہمارے حواس یا ادراک اور ہر وہ احساس جو ہمارے ادراک سے باہر ہو اور جس سے ہمارا کوئی واسطہ نہ ہو جو ہمارے حواس کی پہنچ سے بالکل دور ہو جس کی ہستی اور اس کے وجود سے ہم کسی صورت میں انکار نہیں کر سکتے وہ ہمارے ادراک کی حد سے باہر ہے اس کو ہم کوئی حالت یا کوئی کیفیت نہیں کہہ سکتے۔

ہم اور ہمارے موجودات میں کوئی مناسبت اور جو ذات ہے شیء ہے اس کو ہم کوئی حالت یا کوئی کیفیت نہیں کہہ سکتے ہم اس کو ایک شیء کہتے ہیں اور یہ شیء ہمارے ادراک سے باہر ہے ہم اس کو

کرتے ہیں:-

زمانہ بھی ایک طاقت ہے۔

زمانہ بھی ایک زبردست کشش رکھتا ہے۔

زمانہ گریز کرتا ہے۔

زمانہ کی گرفت سے خدا کی پناہ۔

زمانہ کسی کا دوست نہیں۔

زمانہ تو نسا زو تو بازمانہ بساز۔

زمانہ کی طاقت اور موافقت کا کوئی قیاس نہیں

زمانہ کا کیا بھروسہ۔

زمانہ کی روش کبھی یکساں نہیں رہتی۔

زمانہ کی یہ۔

[illegible] ستاروں اور طالع سے بھی بحث کرتے ہیں کہ ہر ایک قوم کی زندگی کی کیفیت [illegible] زمانہ کی روش ایک [illegible] زمانہ کی [illegible] ہیں [illegible] کرتے ہیں [illegible] زمانہ کی [illegible] ہیں [illegible] طاقت اور [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

نظام شمسی نظام افلاک بالکل بند ہو جاتے اور ان دونوں کے موقوف ہونے سے وقت کا تصور ہی ختم ہو جاتا۔ پھر کائنات کا کوئی حصہ باقی نہ رہتا جو ہمارے مشاہدے میں آ سکے۔ ایسی حالت میں نہ تو ہم موجود ہوتے اور نہ ہی ہمارے حواس کام کرتے۔ ایسی حالت کہاں ہوتی، کیسی ہوتی، کب ہوتی، کس کو ہوتی، یہ سب سوالات ہی بے معنی ہو جاتے۔ ہم ایسی حالت کو نہ تو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ایسی حالت ہو سکتی ہے اور ہو گی۔ اس کا ہمارے حواس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ایسی حالت ہو سکتی ہے اور ہو گی۔ اس کا ہمارے حواس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

اس سے ملتی جلتی ایک اور حالت ہے جس کا ہم تجربہ کر سکتے ہیں۔ یہ حالت ہے نیند کی۔ جب ہم سو جاتے ہیں تو ہمارے حواس کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔ ہم نہ تو دیکھ سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں، نہ سونگھ سکتے ہیں، نہ چکھ سکتے ہیں اور نہ ہی چھو سکتے ہیں۔ ہمارے حواس کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔ ہم نہ تو دیکھ سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں، نہ سونگھ سکتے ہیں، نہ چکھ سکتے ہیں اور نہ ہی چھو سکتے ہیں۔ ہمارے حواس کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔ ہم نہ تو دیکھ سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں، نہ سونگھ سکتے ہیں، نہ چکھ سکتے ہیں اور نہ ہی چھو سکتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گزشتہ تغیرات سے تاثرات کا رشتہ اور تغیرات کا ہم جنس ہونا

حد بالذات یا یہ کہ ان کا مرتفعات سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے، وہ حصہ ہمزمانہ ہے جس کا ہم بھی ایک جزو ہیں

اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ ان تغیرات گزشتہ اور تاثرات موجودات سے حاصل ہونے والے تغیرات کون سی خاص کیفیت پیدا کرتے ہیں جو ہمارے حال کا حصہ بن جاتی ہے۔ یہ کیفیت ہمارے ذہن میں کیا کام کرتی ہے اور کس طرح ہمارے تصورات کو متاثر کرتی ہے۔ ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے ہمیں ایک بار پھر ان تغیرات کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جو ہمارے حواس میں ایک مختلف صورت پیدا ہونے سے ہوتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے حواس میں ایک کام کرنے کی وجہ سے جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں، ان کا اثر ہمارے ذہن پر کچھ عرصہ تک باقی رہتا ہے۔ اس عرصہ کے بعد بھی ان کے اثر کی کچھ نہ کچھ جھلک باقی رہتی ہے۔ اگرچہ یہ جھلک دن بدن ہلکی پڑتی جاتی ہے اور بالآخر بالکل مٹ جاتی ہے لیکن اصل ہم میں ان تغیرات کا ایک نہ ایک نقش ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ ہر نقش دوسرے نقش سے جدا ہوتا ہے لیکن ان میں ایک بات مشترک ہوتی ہے۔ ہر نقش میں کچھ نہ کچھ حصہ ماضی کا ضرور ہوتا ہے۔ ہر نقش میں ماضی اور حال کی آمیزش ہوتی ہے۔ ماضی کا حصہ ہر نقش میں کم و بیش ہوتا ہے۔ کبھی ماضی کا حصہ بہت کم ہوتا ہے اور کبھی بہت زیادہ۔ لیکن ماضی کا حصہ ہر نقش میں ضرور ہوتا ہے۔

ہمارے تصورات کا ان تغیرات سے تعلق یہ ہے کہ ہر تصور ایک خاص قسم کے تغیرات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر تصور میں کچھ نہ کچھ حصہ ماضی کا ضرور ہوتا ہے۔ ہر تصور ایک خاص قسم کے تاثرات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر تصور میں کچھ نہ کچھ حصہ حال کا ضرور ہوتا ہے۔ ہر تصور ایک خاص قسم کے تغیرات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر تصور میں کچھ نہ کچھ حصہ ماضی کا ضرور ہوتا ہے۔ ہر تصور ایک خاص قسم کے تاثرات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر تصور میں کچھ نہ کچھ حصہ حال کا ضرور ہوتا ہے۔

ہمزمانہ، متعاقب اور ہمرشتہ حصہ

ہمزمانہ، متعاقب اور رشتہ گار گروہوں سے حساب

ہمزمانہ، متعاقب اور رشتہ گار گروہوں کے حساس میں ذکر کیا ہے اور رات اور دن کو وقت کے ذرات سے موسوم کرنے میں گویا مختلف دنیا کے عنوان میں رات دن یا وقت میں گویا منسوب اور موزوں بھی ہوتا ہے اور ایک حد تک ہمیں بھی ہوتا ہے۔ ہم جس کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وقت دنیا کے مختلف حصوں میں کرتا ہے، اس کے مختلف حوالوں سے ہمیشہ ایک حوالے سے ہمیشہ ایک حوالے سے ہمیشہ ایک حوالے

کرتے ہیں تو کس طرح، اور کس حد تک۔ اگر چہ وہ بھی ہماری طرح ہی [illegible]
جو وہ کہتے ہیں اور [illegible] ان کی ہمنشیاں بھی پائی جاتی
ہیں کہ جس تحریک سے [illegible] ہیں چل سکتے ہیں [illegible]
[illegible]

[illegible] کا ساتھ اور اس کی کوشش بھی کہ ان تحریکوں میں گویا یک
نئی صدا تک نہیں دی جاتی ہیں جو کہ اب تحریک نئی اور پاپا

العصر (۲)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو جلد ۵ نمبر ۱۰)

ہو سوال بھی قابل حل ہے کہ

اصل ... العصر ... علیہ یا اس خود کرتا ہو

اس ... ہم ... ہیں کرے ہیں۔

جو کچھ ہمیں ... اور ہر ... ہیں اس ... ہیں ...

ہیں ... ہیں ... ہو ... ہیں ...

وقت ... ہیں ... ہیں ...

نیت پیدا ہی ہو ... ہیں ... ہیں ...

ہے ... ہیں ... ہیں ...

سو ... ہیں ... ہیں ...

... ہیں ... ہیں ...

... ہیں ... ہیں ...

ہر قسم کی معلومات کے لیے حواس اور علم ہونا ضروری ہے۔ یہ کہ ایسے موجودات کس سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک جب تک وہ اس جگہ میں پکڑیں ہوں، جب وہ اس حیز علیحدہ سے نکل جائے گی وہ اس کے، ویسے ہی موجود رہیں گے، اور کا وجود بالکل ناقابل یقین ہے گا۔ گرچہ کسی [illegible] رہے۔ [illegible] کی موجودات طبقہ ایسا ہے بالکل [illegible] تو یہ کہا جا سکتا کہ اس کے معاملہ میں ہمارا وجود ہی نہیں [illegible] ایسی موجودات زمانہ میں باقی نہیں رہتی اسی طرح ہی کہ جائے گا کہ اگر وہ [illegible] ہیں تو وہ [illegible] ہے گا۔ یہ حالات کہ اس کے بعد ہوں وہ [illegible] اور قسم کا زمانہ وجود پذیر ہو کر حال ہو۔

جب تک کہ [illegible] کی خوبی حرکت [illegible] کی ہمیشہ [illegible] کا [illegible] ہے گا۔ اللہ [illegible] کا کوئی [illegible] ہے گا۔ [illegible] کا [illegible] ہے گا۔ [illegible] ہے گا۔ [illegible] ہے گا۔

یا موجود رہی آنے والا ہے اُس کے موجبات اور اسباب بھی موجود ہیں۔ پس ہر ایک حالت میں زمانہ موجود رہا پھر وقتی کہنے کی ساری طاقت اور سارے عناصر خرچ نہ ہوئیں۔

جو ہزار ق اور جو روشنی اپنے مستقر سے خارج ہوئی ہو وہ اگرچہ اپنے مستقر سے خارج ہو جاتی ہے لیکن اُس کا خزن اور مستقر فنا نہیں ہوتا۔ جو روشنی اور حوصلا میں نمبر سے نکلتی ہیں وہ اگرچہ ادھر اُدھر پھیلتی اور منتشر ہو جاتی ہیں لیکن جب تک کہ گیس ہوا اور نیل باقی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ روشنی نہیں ہو سکی۔ یہی کیفیت زمانہ کی بھی ہے۔ زمانہ کے اجزاء گو شہ ہوا اور دور یہ جب تک باقی ہیں تب تک زمانہ باقی ہوا اور کہا جائے گا کہ مختلف رنگوں میں اُس کی ہستی موجود ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو اجزاء گذشتہ اور حاضر زمانہ سے زمانہ مرکب ہوا وہ اُس عرصہ تک باقی رہیں گے جس کا نہیں حکم دیا گیا۔ یہ صحت کہ موجود زمانہ کے معدوم ہونے سے اُس کا معدوم ہونا لازم آتا ہے اور اُس کا معدوم ہونا اُس کے کار ہونے کا مستلزم ہوا اور یہ باطل بداہتاً ہے صحیح نہیں۔ یہ خطرہ اُس صورت میں عائد ہو سکتا ہے جب کہ زمانہ کا جو جزو اجزاء گو شہ کے سلیقہ کریں ہم وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ زمانہ کے اجزاء گو شہ کا زمانہ اور ان سے ہیں ہو گا۔ حالانکہ یہ اجزاء پہلے ہی سے مستعد ہوتے ہیں اُن کی مختلف کیفیتیں ایک عرصہ دراز میں ہوتی ہیں اور اُن کے ساتھ ہی اُن کا زمانہ بھی ہوتا ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ زمانہ ہی موجود کے کار ہونے کے لئے اجزاء گو شہ کی تفسیر نہ ہو۔

خطرہ کرنا ہے ترکیب تاکہ مقابلہ سے ہو گی دفع

ہیں کیونکہ جب ہر زمانہ کی توجیہ اُن اجزاء میں حسن کرے جو ان تمام خدشات کا موجب ہو سکتے ہیں تو پھر ایسے خدشات کس طرح عائد ہو سکتے ہیں۔ یہ کہنا کہ اس صورت میں حرکت اور مسافت کا سوال عائد ہوتا ہے ہمارے خود باطل ہے کیونکہ ہم نے اجزاء زمانہ کی حصولیت ہی حرکت قرار دی ہے اور ہماری رائے میں دہر کے الفاظ میں حرکت نام ہی زمانہ کا ہے۔ اگر حرکت نہ ہو تو زمانہ بھی نہیں ہوتا۔ وقت اور کیا ہے ایک حرکت ہی تو ہے۔ اجزاء غیر منقسم کا حدشہ بھی عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم زمانہ کے اصلی اجزاء کی ترکیب ہی مختلف ذرات سے ثابت کرتے ہیں اور تمام ذرات کی حرکت ثابت ہوا اور دوسری طرف اُن کا تحریر بھی تو پھر کس طرح کہا جائے گا کہ یہ خدشہ بایں اعتراض کوئی صداقت رکھتا ہے۔

اجزاء گردشیہ کی حرکت دوری اور مسلسل اور لگاتار ہے۔ یہ حرکت اور یہ دور کبھی بند ہونے میں نہیں آتا۔ اس دوری قوت کا باقی رہنا ہی زمانہ کی ہستی کا ثبوت ہے۔ جس وقت یہ دور اور یہ حرکت باقی نہیں رہے گی اُس وقت نہ تو زمانہ ہو گا اور نہ زمانہ سے ہمارا اور ہمارے ذات دہر سے

گو ہر کو ان اسرار جانفست کرد ۔۔۔ حق ہیں خود شناخت کہ ہر

ذہن کی گردش اور جادہ کی گردش اور وہ تمام لاہے جو ایک دوسرے کے سر کرنے جاتے ہیں ایک ہستی وقت پیدا کرتے ہیں اُن میں وہ معنوں میں گو جو ایک مستقل وحدت موجود ہوتی ہو لیکن پھر بھی وہ ایک بڑی عجیب میزانی امکان سے مشکل ہوتے ہیں جس طرح جب آفتاب ریں وہ دیگر سیارات کو اپنے ساتھ اُس معدہ کی طرف لے جاتا ہے جو جدھر اُس کی کشش [illegible] ہوتی ہے اُس کی رفتار میں بھی جو تھے پیدا ہوتے اور جو اس قسم کے عدد گزرے طے ہوتی ہیں اُن میں جو میزان وجہ عائد ہوتا ہے

وہی دوسرے الفاظ میں زمانہ ہے۔

[illegible]

زمانہ کے تغیرات سے ڈرو۔
زمانہ کی چال پر چلو۔
زمانہ سے موافقت رکھو۔
زمانہ بڑا ہوا اور مخلم ہے۔
زمانہ ایک طاقت ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اجرام سماوی اجرام ارضی اور ان کی مختلف حرکتوں کے تاثیرات تقرنات اور جذبات کی تشریح

میں وزیر خارجہ صدر وکیل کو کس حد تک ... سے ... سے ... سے

سلطان احمد

العصر (۳)

زمانہ کی میعاد

زمانہ میں بیعاد ایک ایسا عنوان ہے جس پر بحث کی جا سکتی ہے ہر قوم، ہر ملت اور ہر جمعیت کے جداگانہ بیعاد ہیں اور ان کی بھی مختلف مانیں ہیں

[illegible] کے بیان میں اس کا خاتمہ نہیں ہوتا بلکہ ہر عہد کے بیان میں اس کا [illegible] ہوتا ہے اور خاتمہ بھی ہے

[illegible] ہیں اور [illegible] سے بھی تسلیم کرتا ہے کہ ہر شخص کو [illegible] ہیں [illegible] ہیں اور [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

ہیں گی اور اس کا نتیجہ کہ ان جانکر ہوتا ہی ہے مدہ ہمیشہ فرع سے بے
حس ہو جاتا ہے اور ہم بھی ہیں جان سکتے کہ یہ مقدار کتنے عرصہ تک
رکھنا دیکھیں ہمیشہ نہیں کر سکتے ہیں اس مقدار کا بھی کبھی خاتمہ
ہو جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی ہمیشہ نہیں رہ سکتا جو اس جیسا ایک
ہو جاتا ہے لیکن پہلے ہر ایک مقدار اور خاتمہ ہوتا ہے
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ہے جو حرکت شروع ہوا اسکا کبھی نہ کبھی
ہو جاتا ہے اور ہر زمانہ جس پر کہ محیط ہے اور جس جہت میں ایک حرکت
ہوا اور ہر حرکت کا کوئی نہ کوئی شروع اور خاتمہ ہوتا ہے۔ اس جہت سے
زمانہ ثابت ہے کہ خاتمہ ہو چکا ہے اور جو باقی ہے وہ کسی نہ کسی وقت اپنے
پہلے جزو سے منقضیہ کیطرح ختم ہونے والا ہے۔ یہ کہنا کہ ہر جسم زمانہ کے
ذریعہ سے یقینی واقعات نہیں ہیں تو کیسطرح یقین کر سکتے ہیں کہ کبھی
اس کا خاتمہ بھی ہونے والا ہے دست نہیں کیونکہ جب ہم زمانہ کے اجزاء
صغیرہ اور کبیرہ میں شروع اور خاتمہ پاتے ہیں تو اس کے ایک دوسرے
حصے کے ذریعہ اور خاتمہ پا سکتا ہے خلاف عقل اور خلاف فرست
نہیں ہو سکتا

زمانہ کے جزئے صغیرہ اجزاء میں سے وہ بھی شامل ہیں جب پہلے
اور اگلے حصے ہو کر گزرتے جاتے ہیں تو ہم اس سے یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ
ہر باقی جزو اسکے رستے ہیں دوبھی گزرنے والے ہیں یہ سوچنا بھی
زمانہ گزرتے جاتے ہیں ان کا حصہ کیا ہوتا ہے اور دماغ میں جو حصہ ہوتا
ہیں وہ کسی دوسرے میں ہستی نہیں کرتے ہیں ایک کی جہت
جسکے کسی ہیرہیں گزرتے ہیں یہ جیسے کوئی ہستی اور کوئی چیز موجود ہوتا
موجود اور قائم ہیں ہوتی تو یہ جانے گا کہ وہ کسی اور زمانہ میں موجود
ہوگا اور نہ ہو بھی ہوگا تو بھی ہیں ہمارا کوئی دوا ہیں ہوتا
اور گر یہ ہیں یہ ہوئے کہ جا جزا موجود ہو جاتے ہیں وہ بھی موجود ہو جاتا

ہیں تو اس صورت میں یہ بحث ختم ہو جاتی ہے بلکہ ہم کہ سکتے
ہیں کہ بحث
پہاڑ بھی ہمیں ہیں دکھتی نہیں ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی آئندہ
زمانہ میں ہی ایک ہیں یہ بحث زیادہ تر دقیق ہوتی ہے اور ہمیں کیا ہیں
لیکن ہمارا مقصد [illegible] ہوتا ہے اور اس کا دین بنانا
سوائے تاریخی یاد داشتوں کے باقی نہیں رہتا

زمانہ دوسری سبب یہ مجرد

زمانہ کی تیسری قسم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

اور ہر ایک اعلیٰ یا ادنیٰ ہستی دوسری قسم کا وجود رکھتے ہیں جس طرح ایک ذرہ
روحی و دوسری جانب روحانی ہستی روحانی اور وجود مادی کے
سامان اور تصرفات مادی زندگی سے کسی صورت میں مربوط ہیں
اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہر ہستی [illegible]
قوت [illegible]
مادی زندگی ہی [illegible]
حصہ [illegible]
روحانی ہستیوں کی [illegible]
صورت کو [illegible]
کامیاب [illegible]

زمانی محدودیت اور مکانی عمق

جب یہ کہا جاتا ہے کہ وقت گزر گیا یا گزر رہا ہے تو مطلب یہ
ہوتا ہے کہ [illegible]
پر کوئی [illegible]
ہو گزرا ہے۔

کسی [illegible]
حصہ میں [illegible]
ایک خاص وقت [illegible]
گزشتہ و حاضر [illegible]
بالقوہ [illegible]
رہتے ہیں [illegible]
اور ایک [illegible]
اجزاء ہیولیت [illegible]
ہیولیت [illegible]
درمیان [illegible]
کہ [illegible]
ہستی [illegible]
ہیں [illegible]
بھی [illegible]
ہستی [illegible]

فنا کے بعد بھی باقی رہتی ہے جب فنا باقی رہتی ہے تو اس کے لئے
مشغولی لازمی ہے چونکہ روح بذات خود [illegible]
بالارادہ [illegible]
کہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

ہمہ اور شر اکہ کی بین بقیض سے نقیض پیدا ہوتی ہے زندگی سے موت اور موت سے زندگی جب دوسری و تیسرا زندگی شکی تو پھر فنا نہیں ہوگی کیونکہ موت کے بعد موت اور مرنے کے بعد مرنہیں ہوتا تو دوسری زندگی چوتھی ایک نئی قسم کی زندگی ہوگی سوائے لازمی ہوگا کہ روح بدلتا ہے اور موجودہ حیثیت زندہ ہو جاتی ہے کہ کسی وقت اسکے تعلق پھر کیفیت حاصل کریں ہماری موجودہ زندگی دوسری زندگی نہیں ہو بلکہ موت اور دوسری زندگی کا بین بین ہے موجودات کی زندگی ایک سلسلہ ہے جس سلسلۃ الذہب کی دوسری کڑی ہماری زندگی ہے نتائج نکلتی اگر وہ بعض کڑیاں ہوں

زندگی ثانی کی ضرورت

ایک بڑا اہم سوال ہو کہ زندگی ثانی کی کیا ضرورت ہو اور کیوں اسکا اعتراف کیا جائے؟

مذہب کے اعتبار تو یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ تمام مذاہب میں زندگی ثانی کے منکر نہیں ہیں مذہب جہاں بنیاد ہے تمام میں اسکا ایک بڑی حد تک اعتراف کرتا ہے اور مذاہب دنیا کے بیشتر حصہ میں اکثر فلاسفر بھی اس کے ساتھ ہیں تطبیق اس مذہب کے موافق اور مخالف ہیں

زندگی ثانی کی اس نسبت اور اس حیثیت سے ضرورت ہے جس موجودات میں بعقلت کے احساس ہی کہہ سکتے ہیں اس دنیا میں کوئی ایسا ایک ہی قسم کی نہیں ہیں سامانات جمادات میں زندگی نباتات سے کم ہے کہ ان میں حیات پھر بھی زیادہ کہتی ہے اس اعتبار سے کہ ان میں حیثیت اور عقلت تو بھی دنیا کی کل موجودات میں سے انسان اور اعلیٰ درجہ کی ممتاز اور شرف ہیں فقط ہے جو کہ انسان کو اعلیٰ بنا دیتا ہے دوسری مخلوقات کے حصہ نظر وہ ہیں ہیں ہو ایک صورت میں انسان دیگر کل موجودات سے ایک بھی نوعیت رکھتا ہے اور ایک بھی نوعیت میں انسان کی ذات کی ترقی کی ہے اس کی ذات کی

طاقتیں اور وہ عالی کمالات غیر فانی ہیں ہو کہ نہیں ہیں وہ قابل ہیں کہ ان کو ترقی کرنے کے لئے فنا طلب اور ممتاز مقام تک پہنچنا ہے اور کسی دوسرے حصہ موجودات کے حصہ میں نہیں ہیں ہو سکتی ہے

بعض حصہ موجودات میں بھی بہت سی خصوصیتیں ممتاز اور شرف ہیں لیکن انسان کے مقابلہ میں جو کہ کامل ہیں اور ہو سکتی ہیں کہ یہ کمالات اس کو ان سے حاصل ہو جائیں کہ جو ہمارے کہ پھر ہمارے فنا ہو جائیں اور انکی رفتار سے بڑھ جائے ایسا کہنا اور ایسا خیال کرنا ہمارے انسان والوں کی تحقیر کرنا ہے اسکے فضل و شرف کو ایک نہ سمجھنا ہے انسان موجودات میں عطائی ہیں ہو کہ خصوصیتیں ہیں جیسے وہ زندگی میں ترقی کرتی ہیں لیتے ہی رہتے ہیں بھی ہو کہ وہ ترقی کرتی ہیں اور کمال رفتار اس منزل پر جا کر رک جاتی ہے جس کے بعد ایک اور ہی سر ہو

صنف موضوع میں ایک بڑا نقص سمجھا جاتا ہے اور نہ ہیں ایک فضیلت ہیں ہو کہ ہمیشہ ہی زندگی رکھتا ہے اس کا مادہ صورت میں ایک عالمی رکھتا ہے اور ایک کامل صنف ہے تو انسان کیا ناقص صنف ہے ہو کہ کل موجودات سے ممتاز اور افضل ہو انسان میں موجودات میں سے بعضیا ترقی ہو گئے ہیں اور بعض ہیں ہو کہ ابھی ترقی کر رہے ہیں ہو کہ ترقی کر رہے ہیں ان میں بھی قسم اور ہیں ہو کہ ابھی ترقی کر رہے ہیں ان میں ایک حصہ ایسا ہے کہ ان میں ایک حصہ ایسا ہے کہ ان میں ایک حصہ ایسا ہے کہ

ہیں کہ محض قیاس کو اور کہ بلا ثبوت کی تائید کریں اور کائنات کا وجود
ہو جائیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا محض قیاس اور امکان کا وجود
ہی حقیقت و حقیقت کے خلاف ہے۔ یہ تمام جدید سائنس میں جملہ قانون ہر
حقیقت قانون اور انسان بھی قانون ہیں لیکن اس قانون کو ہم کہہ کر کچھ
جملہ نہ ہو جائے گا مسلم اور مفروض ہیں ایک نسبت ہوا اور مفروض ہیں قانون
اور حد ہیں تو ایک ہی حد تک سمجھ لی جاتی ہے اور اسی سے آگے
اور سمجھ کی زندگی ہو جاتی ہے اور اس کا تجربہ انسان ہی ہوتا ہے۔ اس شخصیت سے
کچھ کام لیا جا سکتا ہے اور اس کا رتبہ اس کا مقام ہی بحیثیت کہ زندگی کا اصل
ہے کل ہم نہیں بتا سکتے تو ہمیں اس کا وجود کیونکر کہہ سکتے ہیں اور اس
اس لفظ میں ہیں ہمیشہ ہر حد اکو ہم ختم ہی ہیں تو وہ ہیں
ہیں زندگی کی ہر ہر بازگشت کی تحلیل کر سکتا ہے کیونکہ وہ خود ہر حد ہیں ہر
خدا مطلق ہی ہر قام ہے اس کی قدرت کاملہ اور کرتا ہے انسانی تجربات
ہیں کا مشاہدہ کرا دست نہیں ہو اگر اس کی مخالفت کرتا ہے تو کل
مخالفت اس کی ہیں ہی ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
قابل وقت ہیں ہے اور جدید دور سائنس بھی اس حقیقت کا مویدہ ہے کہ
ہو کر تو والی کسی ہستی کو نہیں ہوتی ہو تو کس صورت میں ہم اس زندگی
کی سے انکار کر سکتے ہیں مذاہب ہمیشہ قانون اور زندگی کی اسی ہستی کی
تفسیر کرتے ہیں اور سائنس کسی وجہت ہم کہتے ہیں کہ وہ ہستی زندگی
ہمیشہ قانون ہی ہے اس کی قدرت کاملہ کے مخصوص ہوگا۔ ایک ہے ہیں
ہیں موجودات کا وجود پیدا ہوگا یا مخصوص حقیقت خیال وجہ ہے مخصوص
کے منے ہے ہر ضائع نہیں ہو سکتا۔ سوال کہیں ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
علم ہے ہوئی ایک ایک سوال انجینئر کا تعلق ہر پل کر ہم ہے ایسا
طاقت اور حرکات سے باہر ہو اور کم ضرورت بھی ہیں کہ اس پر مشتمل
کا ہو جائے گا تو ہم ہیں اس سوال پر بحث کچھ کہنی ہے
ہو ہو ہو اگر اس سے ہی حقیقت ہیں ہو سکتی تو ہو ہو

بحث کی ضرورت نہیں ہو کسی وقت خود بخود ہی یہ سوال حل ہو کر سامنے
اس لئے کہ اب ہم نگاہ فلسفہ مذاہب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے
بعض حصے قابل بحث ہوں لیکن اگر ان کی تعیین علم فلسفہ کے قوال
سے کیوں تو ہم بجا کہ فلسفہ مذاہب کی تدوین میں شاید ہی کسی نے ہر کے
افراد بھی ہوں فلسفہ مذاہب کو محض اسی سطح نظر سے نہ دیکھا کہ وہ
نہیں دنیا سے تعلق رکھتا ایک فریضہ ہو دوش ہر مذہبی فلسفہ ہے
کچھ قابل اعتراض ہو اور اس فلسفہ کے مشاہیر کی مشرب و مقدس نہ گیا
ہے کچھ وقت اور عظمت رکھتی ہیں اور ہر فلسفہ کے عقائد میں ایک فلسفہ
ایک حق طاقت سے وابستہ ہوا اور اس تین ہیں صدقت ہو جو دنیا
کی تمام دیگر صداقتوں سے ممتاز اور اشرف ہو اور کسی طاقت کے ذریعہ سے
کسی دوسرے فلسفہ پر چھا کر نہیں کیا سکتا۔

۱۰ حصل

یہ تمام مباحث تمام ادوار تمام قرون تمام وقات تمام ہیں
تمام طلوع و غروب تمام زوال و صعود تمام اجرام سماوی و ارضی تمام ہو اور تمام
کونین تمام ذرات تمام سماوات تمام تمام کیفیات تمام ہو
تمام حیات و ممات تمام کثرت و وحدت تمام تغیرات تمام مذہبات تمام
مذہبات تمام حادثات تمام تجلیات تمام تجلیات تمام مصنوعات تمام
مخلوقات تمام مکنات تمام موجودات تمام عوارضات تمام جواہر تمام ہیات تمام
طبیعیات تمام حیات تمام ہ ہ ہ ہ تمام تمام تمام تمام تمام تمام
تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام
تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام
تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام
اور انسان تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام
تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام
تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام تمام

ضرورت تامہ مقصد بقات تمدنیات تامہ کون دفسہ وہ یہ ہو
وجود وغیرہ سب کے سب یہ رکھ ہیں زمانہ اور اجزاء
زمانہ سے ہیں ہیں ۔ ۔ ۔

اثبات واجب الوجود

خدا کی ہستی قدیم الایام سے سرفہرست اور ہر زمانہ میں مسلم چلی آئی ہے۔ مہذب اور غیر مہذب عاقل اور غافل سب قوموں میں ایک ایسے موجود کی قائل چلی آئی ہیں جو خالق اور قادر مطلق کہا جاتا ہے جن وحشی قوموں کے درمیان بھی سے نام معبود ملتے جاتے ہیں وہ بھی ایک ہونے کو سب سے بڑا معبود مانتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عقیدہ میں واجب الوجود ہونے کی کوئی دلیل ہے جو عقل سلیم کو اپنی طرف جذب کر لیتی ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر شخص اپنے دل میں اس کا ثبوت پاتا ہے۔ اور اس کے وجود کا قائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ اور اسی وجہ سے اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ کسی کتاب میں اس کے ثبوت میں کوئی دلیل ملتی ہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے دل میں اس کا ثبوت پاتا ہے۔ اور اس کے وجود کا قائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ کسی کتاب میں اس کے ثبوت میں کوئی دلیل ملتی ہے۔

خدا کی ہستی کی نسبت علمائے مغرب کے اقوال

خدا کی ہستی کے متعلق مغربی علماء کے اقوال بھی اسی طرح ہیں جس طرح مشرقی علماء کے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ کسی کتاب میں اس کے ثبوت میں کوئی دلیل ملتی ہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے دل میں اس کا ثبوت پاتا ہے۔ اور اس کے وجود کا قائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ کسی کتاب میں اس کے ثبوت میں کوئی دلیل ملتی ہے۔

خدا کی ہستی کے دلائل

اس کے بعد ہم خدا کی ہستی کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ کسی کتاب میں اس کے ثبوت میں کوئی دلیل ملتی ہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے دل میں اس کا ثبوت پاتا ہے۔ اور اس کے وجود کا قائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ کسی کتاب میں اس کے ثبوت میں کوئی دلیل ملتی ہے۔

راہ نوازش راقم کو سمجھانے فرمائیں کہ یہ بات ہمارے ہاں سے زیادہ بحث طلب ہے

خدا کی ہستی کے ثبوت میں دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ دلائل پیش کرتے ہیں جو بہت سے لوگوں کے بھول ہوئے ہیں ہمیں ایسی دلیل تلاش کرنا ہے جو اکثر کتابوں میں ہو۔ وہ کہ شعور طلبی مسبب اور سنسکار اسے Consensu Gentium کہتے ہیں۔ بعض اوقات دیگر حس کا یہ مفہوم ہے کہ خواہ مخواہ یہ وجود کے قائل بنے آتے ہیں یہی بنی نوع انسان کے متفقہ ایمان کی دلیل ہے۔ عقل عقل یا عقل اور شعور اخلاقی یا حاسہ حس نظام عالم یا عقل غائی اور تجزیہ شعور اخلاقی یا حاسہ روحانی و وکالت علمی

علاوہ ان دلائل کے کئی دلائل پیش کی جاتی ہیں مگر یہ سب سے زیادہ مشہور ہیں تو بہتر یہ ہے کہ ہم ان سے کسی کسی دلائل کو خدا کی ہستی ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں لیکن یہ بھی موجودہ مطلب کے لئے بھی کافی ہیں۔ اب مناسب ہے کہ ان دلائل پر قدرے تفصیل سے بحث کی جائے اور ان کا مفہوم واضح کیا جائے

(۱) نبی آدم کا ایمان خدا

تمام نبی آدم حال تک متفقہ طور پر یہ کہتے ہیں ایک وقت تھا کہ دنیا میں خدا کے قائل نہ تھے کوئی قوم کوئی ملک اس عام بیان سے کبھی مستثنیٰ نہیں رہا اس کے متعلق دو باتیں ذہن نشین کر لینا مناسب ہے۔ پہلے مدعا کے مناسب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک خدا کے قائل تھے دوسرے یہ کہ وہ اسی دنیا سے رہنے والا سمجھتے تھے اس کے ساتھ ہی وہ سے دوسرے الہوں اور دیوتاؤں کا بھی خیال کرتے تھے جو کہ ان کی ذات کا یہ مفہوم ہے کا ایک ابتدائی اور بچپنا ہی شکل تھا جو وجود و تائید اور دیوتی قوام

کے ذہنی خیالات کی تشفی چاہتا ہے کہ ہم ان کو ہمارے ہاں واضح ہو جائے بلکہ سے سمت قدیمیت آسمانی سے رہنے ۱۰۰۰ سے ہیں سمت کو ۱۰۰۰ سمت ہیں سمت خدا کے ہاں سے

۱۔ ۱۔ ۱۔ ب سمت یہ ہے کہ ان سے اسے ۱۔ ۱۔ ۱۔

قرار دیا جا سکتا ہے۔

یونان کے بڑے مورخ سے ظاہر ہے کہ یونانیوں نے بہت سے دیوتاؤں کا ذکر بہت بعد کے زمانہ کے شعرا سے ایسے وجود فرض کئے ہوئے دیوتاؤں سے کسی طرح کم نہ تھے۔ مگر ان دیوتاؤں کی وجود کی نوعیت پر غور کرنے کے بعد یہ ظاہر ہے کہ وہ ایک وجود ذاتی کے قائل تھے جو سب موجودات پر حاوی ہے۔ فلاطون کہتا ہے "آسمان اور زمین اسی کے وسیلے سے متعلق ہیں" مگر ہمیں کے ان بہت سے دیوی دیوتا مانے جاتے تھے مگر جو بڑے سے بڑا حافظہ رکھتا ہو متفق دیوتا تھا باقی دیوتا اس کے مظاہر اور شان تھے قدیم زمانہ کے ملک خالدیہ میں جو سینکڑوں دیوی دیوتا تھے مگر ہیرس کہتا ہے کہ سب دیوتاؤں کا مقصد اور سرچشمہ خدا ہی تھا پیر کارپوکریٹس تھا اس کی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ رہتے خدا کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ موجودات اور مظاہرات کے پس پردہ ایک قابل حمد اور غیر مرئی قوت کا قائل تھا اور جس دماغ تھا وہ اسے "آسمان یا کاش" کے نام سے پکارتا تھا۔

فرد واحد کی سعیت کی بابت اس کا کوئی خاص خیال نہ تھا۔ بلکہ فی الملک مراجعہ خلقیات۔ یعنی وہ ایک مناسب قسم کی سعیت اور ذی ارادہ خدا کو مخاطب کرتا ہے۔ یعنی کا دوسرا گروہ ذاہم خدا کا تامل تھا پرانے زمانہ کی سی مہذب قوم کے لوگ وہ ہیں خدا کا خیال اس کے ذہن موجود تھا۔ جس کے ذہن صاف خیال تھا، جس کے ذہن صرف وحدہ لاشریک آریہ، اور قرآنی اور سامی اقوام کے مقاصد خلق واحد قادر مطلق الاطلاق، خالق ارض و سما مالک ہر ذرہ جہان کی ہستی پر فدا ہیں۔

مہذب و غیر مہذب قومیں عام طور پر پرانے زمانہ کی مہذب اقوام کے عقیدہ پر صادق آتا ہے وہ موجودہ زمانہ کی جاہل اور وحشی قوموں پر بھی غالب ہوتا ہے۔ فرانسیسی، امریکہ، آسٹریا وغیرہ میں جو وحشی اور ابتدائی قومیں آباد ہیں وہ کسی ایک وجود خلق کو مانتی ہیں گو ان کا یہ عقیدہ بہت مبہم نہیں ہے اس لئے کہ عقلی طاقتیں ابتدائی مرحلہ میں ہیں علاوہ ازیں وہ بہت سے دیوتاؤں کو بھی پوجتی ہیں ہر دیوتا اس کے دو ایک سب سے بڑے دیوتا کو مانتی ہیں مگر سر جان لبک (لارڈ ایوبری مرحوم) اور سان ہیٹر فرنچ محقق کا یہ خیال ہے کہ کسی جاہل قبائل خدا کے اعتقاد سے بیگانہ ہیں مگر ڈالس کا ایک اور بہت ہی شہرہ محقق مونسیور کاترفاژ بیان کرتا ہے کہ میری تحقیقات اور تجسس کا نتیجہ سر جان لبک اور سان ہیٹر کے نتائج کی متبض ہے تمام وحشی آدم کے حالات دریافت کرنے سے ایمان خدا کا عقیدہ وجود انسانی ترین اور قدیم ترین قوموں کے درمیان تلاش کیا گیا ہے بعض افراد یا فرقہ کے کہیں نہ عام یہ شخص خود گمگ سنگ مینی لاادری فرقہ کا ہے۔

(۲) علت العلل

دلیل توازن پر قدرے طوالت کے ساتھ بحث کرنے کے بعد اب ہم دوسری دلیل کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو علت العلل کہلاتی ہے انگریزی اصطلاح میں اس کا نام Argument from Causation ہے یعنی اسباب و نتائج کے سلسلہ پر غور اور اسکی اہمیت کا محرج کرتے ہوئے ہر ایک علت آخری سے دوچار ہوتے ہیں جو تمام مظاہر و موجودات عالم کا سبب آخری اور صدر ثابت ہوتی ہے۔ اسباب و نتائج کے سلسلہ کی تہہ کو جہاں اس پر ختم ہو جاتی ہیں یہاں سمجھنا چاہئے کہ اس سلسلہ کی اول کڑی وہی ہے باقی کڑیاں اسکی شاخیں ہیں۔

فوائد غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر زمانہ ہر قوم ہر ملک کے مہذب اور غیر مہذب جاہل اور عالم کا یہ

ایک ہستی اولیٰ پر ناز مقدم ہستی سے چلا آتا ہے جو عالم امکانی کا خالق اور مبدا اولی ہے۔ تمام چیزیں اپنی ہستی کے لئے کلی قدرت و حکمت کی محتاج ہیں اور اس عالم کا مالک و خالق ہے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ موجودات کو دیکھنے والا عالم کی کثرت مشاہدہ کرنے سے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق حسب ذیل امور قابل غور ہیں۔

عالم کے ۔۔۔ ہونے کی کیفیت ایجادی ۔۔۔ انسان کے سائنسی انکشافات اور تحقیقات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عالم کا ہیات میں قطعی اور جملی یکسانیت اور یکرنگی پائی جاتی ہے جس سے ہمیں عالم کے انتظام کرنے والے کی معلوم ہوتی ہیں اور اس کی سب ایک قدرت کی مختلف تجلیاں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سب کا ایک اصل اور ایک مبدا اعلیٰ کی طرف منتہی ہوتا ہے ہیات میں اصل تشبیہ ۔۔۔ ہے کہ عالم کے تمام اجسام ۔۔۔ ہیں اور ان کی حرکت ۔۔۔ ہے کہ ان کی ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ ایک ۔۔۔ ہے اور ان کی ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ ہے اور ان کی ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ ہے اور ان کی ۔۔۔ ہیں

بحث نے ذہن کو بیدار کیا۔ میں نے اپنی ذہنی نشوونما کے عنوان پر مضمون لکھتے ہوئے کہا تھا: "جانداروں کی ابتدا کن اسباب سے ہوئی ہوگی یہ نہیں ہوسکتا۔"

[illegible] ۱۹۱۰ء میں پہلی بار میں نے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے

کو دیکھ کر ان اشیاء ان کے ابلیغ ہیں ۔ ایک فاعل مرید اور کون کی طرح ان نامعلوم میرد نی اصولوں کے مطابق عمل کرتی ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ موجودات میں ، ہر گز تناسخ اور مجگہ اسمیں پایا جاتا ، قانون ، اسے سے اگر کوئی دوسرے کے فوائد میں جو ہر جگہ ایسے کام میں مصروف رہتے ہیں

جو اتحاد و موافقت عام ، ذیات میں پائی جاتی ہے اس کے ثبوت میں ملت خانی (ADOPTATION) عام حیات میں عرائی ہے تمام نباتات اور اعلیٰ حیوانات دونوں اس سے بہرہ یاب ہیں اس سے یہ مفہوم ہے کہ عضو ایک خاص کام انجام دینے کو بنایا گیا ہے کسی عضو کے سوا کوئی اور کسی پودے کی ترکیب پر غور کرو ، اس سے یہ صاف عیاں ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص غرض کے لئے ساخت اسکی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں ۔

مگر جب عالم ذیات میں ترتیب خانوں ، موافقت ، ترقی ، مقصد غرض و علت خانی پائے ہیں تو ہر اس سوال سے دوچار ہوتے ہیں کہ کیا یہ سب آپ سے آپ معرض ہستی میں آئے ، کیا اس کا کوئی اصلی کرتا دھرتا نہیں ہے ، بیشک کی دکاں پر ہر چیز ہے اور ترتیب سے موجود ہے مگر بدون کسی ترتیب دینے والے کے یہ ممکن نہیں ہے اور یہ بات ہے کہ ترتیب عقل کا عام ثبوت ہے ۔ عقل خصوصیت پر دال ہے اور شخصیت کے لئے ارادت لازمی ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نظام عالم ایک ذی عقل صاحب ارادت وجود ہستی کی طرف اشارہ کرتا ہے جسنے ایسے طور پر تعالیٰ وضع کئے کہ موجودات ان کے مطابق اپنی حیات مستعار کے ایام گزار رہے ہیں ۔

(۴) علت غائی ، اور تجویز

یہ وہ قلیل علت غائی اور تجویز سے ہے جسے اصطلاح میں [illegible] کہتے ہیں ۔ ڈاکٹر پیلے

سے ڈیزائن (DESIGN) کے نام سے موسوم کرتے تھے ۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ علل اسباب کی تمام موجودات اور قدرت کے تمام ظہورات وغیرہ بلا وجہ واقع نہیں ہوئے ۔ ہر ایک خاص مقصد اور اسے پورا کرنے کو وہ موقوف ہستی میں آئے ہیں یہ علت غائی عالم میں پائی جاتی ہے ۔ کوئی مادہ خلا وجود میں نہیں ہوتا ۔ اسکی تہ میں ایک غایت پنہاں ہوتی ہے ۔ وہ ذرہ ذرہ میں پائی جاتی ہے ، اور اس سے خدا کی ہستی کا ثبوت مناسبہ وضع کرتا ہے ۔ ایک سیاح ہمالیہ کے برف میں ہفتوں تک کسی آدمی و حیوانی ہستی سے دوچار نہ ہوا ہو ۔ یکایک کسی جھاڑی کے اندر میں سے کوئی عاریا پنہاں ہو گا ۔ جو امکان نظر آئے ۔ وہ اسے اور ہر شے خوب دیکھے تو وہ گمان گزرے گا کہ یہ انسان کی صنعت ہے ۔ اگر آگ ، دیا ، دھواں ، مخصوص سامان بھی ہو تو اسے وہاں پر انسان کی ہستی کا وہم ، یقین ہو جائے گا ۔ وجہ کیا ہے ؟ وجہ یہ ہے کہ انسان کی ملکت اور قدرت کے تمام فعالیات وہاں پر موجود ہیں ۔ جبھی وہ کہیں اس کے وجود سے منکر ہو سکتا ہے ۔ یا اگر کسی تباہ جہاز کے بسنے والے مدتوں بعد بھی کسی ویران اور غیر آباد جزیرہ میں حاظرین وہاں پر انسانی ہستی کا کھوج لگاتے ہوئے وہ کسی مکان کو دیکھیں تو وہ کہیں گے یہ انسان کی کاریگری ہے ۔ اسی طرح عالم موجودات کی ساخت و ہیئت پر نگاہ ڈالنے سے وہ اس کے بنانے والے صاحب قدرت و حکمت عالم کا ثبوت ملتا ہے ۔ تقریباً ایک صدی ہوئی کہ ڈاکٹر پیلے نے انسان اور حیوان کے اعضائی ساخت و ترکیب کو دیکھ کر ، استدلال قائم کیا تھا کہ یہ اپنی ساخت میں کامل اور ہے مقررہ غایتوں کی بجا آوری میں وفادار اور ایک خاص مقصد سے بنے ہیں ۔ یہ محض اتفاق سے نہیں بلکہ انسان اور حیوان کے پیدا کرنے والے کی حکمت عالی ہے ۔ قدرت کے اندر وسائل و مقاصد

ہیں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اور یہ سب مل کر ایک مستقل نظام بناتے ہیں۔

۵۔ شعور و خلقی

اس بات کی اہمیت کا تعلق اس سبب سے ہے کہ بعض لوگ یہ بات بڑے زور کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ سب کی مستقل دلیل ہیں کہ انسان کی حالت فطرت ہوبیل [illegible] حیوانی سے بہتر ہے اور اس کی پرورش ہی ایسی ہے جو اسے اس طرف لے جاتی ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اگر ہم اپنے بچوں کے ساتھ کبھی تو جیسے کہ ہم کبھی کبھی قابل رحم کو ساتھ ہیں ہم بچوں کو نیز تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان کی نسبت وجدان کرتے ہیں علاوہ ازیں ہم بعض اوقات ان کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اس لئے کہ ہم ان کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں

العصر

سائنس

بنا کرنے والے ہوسٹے ہیں کہ کسی حکومت حاصل نہیں ہو سکتے
[illegible] کا [illegible] پر مطلب نہیں ہے [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے

ہمارا فرض اول یہ ہے کہ پہلے اپنی ذات سے متعلق باتوں کا طرح حل کریں اور بعد ازاں دوسرے دوستوں پر سوچ اور تدبیر کو لیں۔ یہ صحیح نہیں اس کے پاس بھی ماضی، تاریخ، حال اور مستقبل کا احساس ہوتا ہے۔ ان دونوں میں کشمکش ہوتی ہے۔ ماضی اور حال کی طرح وہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ ہم اس کو بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم اس کو بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم اس کو بھی نہیں چھوڑ سکت

بھگ دھتاں سیزر نظر ہوشیار ہر وقت حرفت کر کچھ
ان سے نیچر کی تمام چیزیں باقاعدہ بااصول ۔۔۔ ترتیب معلوم ہوتی
ہیں ۔ ذرہ کی چھوٹی سی چھوٹی مخلوق میں بھی وہی تناسب وہی ہیئت
اور وہی مسلسل پاکر حیران رہ جاتا ہے اور ترتیب قدرت کے بے تحاشا صلح
میں زبردست تعمیل اور موزونیت پاتا ہے کہ خدا کی خلقت و قدرت کا
نقش کبھی اس کے دل سے دور نہیں ہو سکتا ۔ مذہب بھی یہی کرتی
سکھاتا ہے اور سائنس بھی یہی ۔ صداقت اور سچائی کی روشنی
سے ساتھ پر نیچر کت کا قول ہے کہ

علم کچھ نہ کچھ تو خوف سے کہ جب چند حوادث ایک دوسرے سے مل
کر ایک سے دکھائی دیتے ہیں تو ان کی ترتیب میں رکاوٹ پیدا
ہو جاتی ہے ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ معجزہ ہے ۔ اگر ہمیں یہ پیشتر کچھ بھی معلوم
نہ ہوتا ہیں ان میں وہی ہر حصہ اختلف معرض نہ ہوتے ۔ مگر
کسی کی عادت میں ایک چیز کی کوئی اصلاح نہیں ہوتی ۔ ہم جیسے
ایک نمونہ دیکھ کر ہوتا ہے ۔ ایسے ہی دوسرے نمونے میں بھی
ہوگا ۔ کبھی ۔ ۔ ۔ ہیں ہو سکتا کہ کوئی چیز ایک بار کچھ ہو
اور دوسری بار کچھ اور ۔ ہیں ایک بار کچھ ہو
ہے ۔ اب چھوڑ ۔ ۔ ۔

اور اپنے مشاہدات و تجربات کی بنا پر انہوں نے اس نظریہ کی تردید کی۔ انہوں نے کہا کہ ...

...

...

انسانی بھلائی کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی کی ترقی بھی ہوتی ہے۔ ٹیکنالوجی کی ترقی سے انسان کی زندگی میں بہت سی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً ریل، موٹر، ہوائی جہاز، ٹیلی فون، ٹیلی گراف، ریڈیو، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر وغیرہ۔ ان سب کی ایجاد سائنس کی ترقی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں۔ پہلے انسان کی زندگی بہت مشکل تھی۔ وہ جنگلوں میں رہتا تھا اور شکار پر گزارہ کرتا تھا۔ پھر اس نے کھیتی باڑی شروع کی اور گاؤں بسائے۔ پھر شہر بنائے۔ اب وہ ایک مہذب زندگی گزار رہا ہے۔ یہ سب سائنس کی ترقی کی وجہ سے ہوا ہے۔

سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کی سوچ میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ پہلے انسان توہم پرست تھا۔ وہ ہر چیز کو خدا کی طرف سے سمجھتا تھا۔ لیکن سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کی سوچ میں تبدیلی آئی ہے۔ اب وہ ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ اب وہ توہم پرست نہیں رہا۔

سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کی زندگی میں بہت سی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بہت سی مشکلات بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً ماحولیاتی آلودگی، ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ، وغیرہ۔ ان مشکلات کا حل بھی سائنس کی ترقی میں ہی پوشیدہ ہے۔

سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کی زندگی میں بہت سی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بہت سی مشکلات بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً ماحولیاتی آلودگی، ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ، وغیرہ۔ ان مشکلات کا حل بھی سائنس کی ترقی میں ہی پوشیدہ ہے۔

ہی کہ وہ اُن علوم منفی کے پکنے کے پتے دماغوں سے کسی حج
اُس کثافت کو دور نہیں کر سکتے جس جگہ رفتہ رفتہ صدیوں نے قصف
توہمات اور باطل پرستیوں کا خمیر دیا ہے اٹھے اور ان میں تو ہمات
ندرت کے مظاہرات ان کے اسباب دلیل سے اور بدیہی بھی
خود سے سمجھ میں نہ آئیں کا تسلسل ہو ایسی ہر تقاضائی او بھیت
ظاہر ہوتی ہے کہ ایک زمانہ چاہیئے جب جاکر کوئی سخت محنت سے ان
ہی علوم کے اصل پر اکر سکے قابل ہو سکے گی ہیں دیکھا ہوں
گرفتن کی صحت پر ہندوستان کے اہل فاضل بھوں اور خصوصاً یکی
مشاغل سے خوش کے بیٹے ہوئے ہیں کہ جو ان میں
سے کسی وقت سے کوئی بیدار ہو تو ان کے لکھ جو ان میں
لوگ ہوشیار ہو کے دماغ صاحبت ماجلف نہ ہو سکے ہیں
یہی ہیں خود ہی بات لوگوں کی خوبی نے بیٹے راستے پر ہیں
کو ہیں سے کہ ان کے دیکھ کر ہی کہ ہو
ان کے ہیں کہ ہو
ہیں ہیں
ہیں ہیں
ہیں ہیں

العصر

انتائے سائنس

Vacuum Tubes کو

Giesslar's Tubes

آفتاب کے تحت تھے جو کسی وجہ سے علیحدہ ہو گئے (مستعمل کرہ ارض کا ایک گرم کمیند ہو جس پڑے ریشہ سے لگنے اسوتا ہو تو ہیں ہیں گرے تھنڈے ہو کر تھنڈے ہو کے ہیں ہیں پر تمام آفتاب بہت بڑا ہوتا ہے جتنے بھی تک، اس کی حرارت بغیر کسی قسم کی نمایاں تبدیلی کے، اسی وجہ حرارت پر قائم ہو آپ کو جب ہو گا کہ آفتاب ہیں کرنس ایسی چیز آدمیں کی بدولت یہ آفتاب سے زیادہ گرم، چمکتا ہو جیتنا ہیں کہ کرہ ہیں حرارت شمسی کے نسبتہ بقدر چند درجات حرارت حاصل کرتا ہو۔ کروں نہ آفتاب معلوم ہوتا ہو کہ جہاں حرارت شمسی کے متعلق چند ہ ہو دیتا دون۔

مختلف دلائل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہو کہ آفتاب خود ہیں ہو ملکہ ہ ہ

علم النجابت

یہ علم انسان کی ظاہری شکل و صورت سے اس کے باطنی اوصاف معلوم کرنے کا نام ہے۔ اس علم کے ماہر کسی شخص کو دیکھ کر اس کی عادات، اخلاق اور صلاحیتوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اس علم کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ انسان کا جسم اور اس کی حرکات اس کے اندر کی دنیا کا آئینہ ہوتے ہیں۔

اس علم کے ماہرین کا کہنا ہے کہ انسان کی آنکھیں، چہرہ، ہاتھ، چال اور بیٹھنے کا انداز سب مل کر ایک مکمل تصویر بناتے ہیں۔ مثلاً جو شخص بات کرتے وقت بار بار نظریں چرائے، وہ عموماً شرمیلا یا کم اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ہاتھوں کی حرکت اور مضبوطی سے بھی شخصیت کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔

علم النجابت کے مطابق چہرے کے مختلف حصے مختلف صفات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مثلاً پیشانی کی چوڑائی ذہانت کی علامت سمجھی جاتی ہے، جبکہ آنکھوں کی چمک خود اعتمادی اور زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ ہونٹوں کی ساخت اور ان کے کھلنے کا انداز بھی شخصیت کے کئی پہلو ظاہر کرتا ہے۔

ہاتھوں کی بناوٹ اور لکیروں کو بھی اس علم میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ کچھ ماہرین ہاتھ کی لکیروں کو مستقبل سے جوڑتے ہیں، جبکہ کچھ صرف شخصیت کے تجزیے تک محدود رہتے ہیں۔ ہاتھ کی مضبوطی، نرمی اور انگلیوں کی لمبائی بھی مختلف باتیں ظاہر کرتی ہے۔

چال کے انداز سے بھی شخصیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ تیز چلنے والے لوگ عموماً جلد باز اور متحرک سمجھے جاتے ہیں، جبکہ آہستہ چلنے والے لوگ سوچ بچار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کندھوں کی حرکت اور سر کے جھکاؤ سے بھی مختلف کیفیات کا پتہ چلایا جاتا ہے۔

آواز کا لہجہ بھی اس علم میں اہم مقام رکھتا ہے۔ بلند آواز اعتماد کی علامت ہے، جبکہ دھیمی آواز شرمیلے پن کی نشانی ہے۔ کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ آواز کا زیر و بم بھی انسان کے اندر کی کیفیات کو ظاہر کرتا ہے۔

آخر میں یہ کہنا ضروری ہے کہ علم النجابت کے ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی شخص کو صرف ایک علامت سے نہیں پرکھنا چاہیے بلکہ پوری شخصیت کو سامنے رکھ کر رائے قائم کرنی چاہیے۔ ایک علامت کبھی کبھی دھوکہ بھی دے سکتی ہے، اس لیے اس علم کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔

فیروز الدین طالب

مرد شجی ہو، ستے کے عقب پر ہو، نوٹ یہ ان کے ایک مقدمہ پر سیاہ
تسلط ہو گیا۔

ملک و پیلے سے ہی آدم کی یہ دو نوع ہو، ہر سیاسی امور میں ہی ہیئت
علامہ یکی ہو، ہے مختلف طبائع بھی ہو، ہوتے ہیں ۔ ہیئت سے
رہت زر، ہو، سائنس ہی ہی ہو، ہیئت کے ہیئت سے
اس سے بھی ۔ یا، ہو، ہیئت والا، ہو، ہیئت سے ہی آدم ہو، ہیئت
ہیئت ہو، ہے ۔ ہیئت کا ہیئت ہو، ہیئت کا ہیئت ہو، ہیئت
سائنس کے ہیئت میں کتنی کو سمجھا، تھا ۔ گرس کا ایک ہیئت ہیئت
کر سکے ذرت ہیئت کو دیکھوں و شکل میں بھیجنے ہوتا تھا ۔ ہیئت ہی ہے تب
خدا، ہو، ہوئے ہوا، ۔ زہ، ہیئت ہو، ہیئت ہو، ہیئت ہو، ہیئت
ہیئت ہو، ہیئت کے ہیئت ہو، ہیئت ہو، ہیئت ہو، ہیئت ہو، ہیئت
ہیئت ہو، ہیئت ہو،

اور یہاں سوتی کہ تعلقات منقطع ہو گئے ہیں مگر مدد دوستی ہیں باقی ہے لیکن علی رغم کے ساتھ تعلقات ہی کی بھی ذمہ نہیں ہے خارج کرنے درے، ہی ایک معاملہ نے کا جال پیدا ہو گیا کہ تین دو زندہ دو، جب دو عورت تھوڑے سے کیے ایک دوسرے سے تعلق پیدا کیا کریں گے لیکن جب کبھی یہ دستور رائج ہو گا تو فت نظام تمدن میں بڑا فرق واقع ہو گا۔ کسی کی وجہ سے عورت باہمی قائم نہیں ہو گی رہے گا مگر ایک قسم کا کلب ہو گا تعلقات۔ ناتوانی باہمی کو دوستے مان باپ، اور اور کے تعلق میں بے نام ہوتے ہوئے کے بجائے عورت کا جو فرق پڑ جائے گا بستر، عورت دوست ہوتی ہے تو وقت ہو گا کہ یہ عورت کا جب ہی پیدا کیا کسی اور سے تعلق پیدا کرنے اور مرد کو دوسری جگہ جانا پڑے گا۔ زندگی بالکل دوبھر کر جائے گی عورت کی ملکہ ہوگی، وہ جیسا چاہے گی حکومت کرے گی جو عورتیں مان بننے کے ناکام ہوں گی وہ بچوں اور مرد کی خوشامدی میں کے واسطے زندگی بسر کر سکیں گی۔ اور اس عورتوں کو اس رتبے سے نہ گرنے کا ڈر ہو گا۔ لکھے کا وہ کہتا ہے کہ یہ تعلقات کی عورت کی عزت کرنا، زندگی عورت کا مادر ختم ہو گا تو عورت میں ہو جو مان بننے کی ہو وہ مشاہدہ عزت کرنے والی ہو۔ پرورش کی دیکھ بھی ختم ہو جب بچوں کا کام نہیں تو مرد بچوں کی پرورش کے ذمہ دار ہو گا

ملک میں کے لوگوں کیا دوسرے مختلف رسوم رکھتے ہوں عورت کی شادی سے تعلق کا ذکر ہے۔ تبصرہ، کی عورت طالوں کے خیالات مختلف ہیں۔ ایک جاپانی مرد نے بعد برس سے جو پڑھ رہا ہے پتہ چلا طلب کیا تھا، ہو دیوان کی نسل بڑھانے کے بجائے ہیں تو ہیں سے شادیاں کرنے خواہش ہیں۔ ان کی کیا ہے ہیں تجویز ہے تعلقات کیا تھا۔ جو بچہ سے نیچے ہیں سے شادیاں کرے کہ جا۔ نہیں ہیں ہو ہیں کی، بچوں کی بعض ذمہ کی دوسروں سے بڑے

سمجھتے ہیں اور اسلئے اتنے شادی کرنے کے خلاف ہیں۔ جو تو ہیں بھی یکمشت جب وہ وسط بیسٹ عمل کان کرنے جو فی تو ہیں کو تنے اصل اتنے دن سے ہیں وہ ہے عمل دن کے دن تک ہی بات پائی جاتی ہے گزارنے سے یہ خاندان ہیں ہو تا کہ دو مختلف نسل کے مرد و عورت فی شادی سے بڑے نتائج سمجھتے ہیں۔ اگر بہ تو فی تو ہیں میں سب قوموں سے بڑے ہوئے ہیں جاپانی قوم کی مختلف رسوم کا تو ہیں ہیں ان کے تعلقات سے بڑا فرق ہو گا ہیں لیکن نتائج ملاپ توقع ہیں ہے۔ اونچی دانوں کے ہندوستانی اور ہندوستان کی بعض دیہات سے کوئی رائے نہ ہیں ہو ہے مذہب ہندوستان تو خواہ کسی مذہب و نسل کے ہوں ایک ہو اور ایک دھنگ کا ہو چاہتا ہے ہیں ہو گا۔ ہندوستان میں ہندو فی اور عیسائی قبیلے ہیں ہیں ہے ہے خاندان ہیں کہ ہیں قومیں ہیں ہے اور ہندوستان سے فضل کی مگر ان کھتے ہیں سلسلے وہ سے ایک رسا پسند کرتی ہیں ہیں ہے ملک گیری ہیں ہیں ہیں کہ ہو ہو ہیں ہیں۔ شکر ہیں ہندو ہے شاہ پرستی و حکومت کے ہیں ہیں ہیں جا چکا اور فتح ہے لوگوں کی ایک عظیم قوم ہوئی جو معمولی نسل تعلقات سے ہیں ہو ہیں ہو گی وہ کمزور اور عداوت بیگانہ ہو گی ہوں کے وقت کی قدیم ہیں ہیں ہو کی خلق فرد کے اختر کس وہ ہے ہیں فوس اس حالت کو کہ کی قومی حالت قرار دیا ہے

ہیں ہیں ہیں

نظامِ شمسی

ہمسوگنا بڑا اور آفتاب ان سب سے بڑی جسامت

ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا

ہوا میں سے حاصل کرتے ہیں۔ اگر کوئی جاندار ایسی جگہ پر ہو جہاں ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہو تو وہ جاندار بہت جلد مر جائے گا۔ اس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔

ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔

ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں آکسیجن کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔

سورج سے اسکا فاصلہ ۹۳ کروڑ تیس لاکھ میل ہے۔ اس سے یہ
پتہ چلتا ہے کہ سورج کی ثقل کی طاقت زمین کی طاقت کا چھ حصہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ اسکا وزن زمین سے صرف ۱۸ گنا زیادہ ہے۔ اسکی حرکت محوری بہت
تیز ہے یہی وجہ ہے کہ اسکا خط استوا قطبین کے پاس چپٹا اور خط استوا
کے قریب ابھرا ہوا ہے۔ اسکی گردش محوری اسکے مختلف حصوں میں
مختلف ہوتی ہے۔ سطح کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اس کی گردش کی مدت
ہر گھنٹہ میں نہایت کثرت سے ہوتی ہے۔ گردش کی تیزی سے اسکی سطح
پر دھبے پڑتے ہیں۔ یہ دھبے ہوتے ہیں کہ قطبین کے پاس اکثر یا ان طاہر
ہوتے ہوتی ہیں حالانکہ یہ کرتے ہیں کہ مشتری موزار تقاب تام کل
کے کرنے میں کامیاب نہیں ہوا ہے جنتیں سال کا عرصہ گزرا کہ مشتری
کے چاند بیٹک کے پاس ایک سخت واقع ہوا تھا جسکا طول تیس ہزار
میل تھا علمیوں نے اسکی وجہ تحقیقات کی کہ کسی نوعیت سے مواد مشتری
سے نکلا اور ایک راز سے ہی نظیر نوع مختلف قسم کے مادہ
سے بھی دوچار ہو چکا ہو۔

مشتری کے حصہ میں نقابی حرارت اور روشنی کرہ زمین کے مقابلہ
میں صرف چھیواں حصہ آتی ہے اگر کچھ عرصہ کے بعد وہ سخت ہو جائے تو
وہاں کسی جاندار کا زندہ رہنا محال ہے کیونکہ سردی کی کثرت سے
منجمد ہو جائیگا۔ مشتری کے چار چاند اور چھوٹے چاند ہیں۔

قمر ۱ یہ سیارہ اول مشتری سے دوسرے درجہ پر ہے۔ یہ رمل
رنگ ہے۔ جو سب سیاروں میں عجیب و غریب ہے۔ اسکے کرہ کے ارد گرد
کسی دھندلی حلقے در حلقے ہیں جو مسلسل ایک دوسرے کے اندر
واقع ہیں۔ اسکا قطر ۳۰ ہزار میل ہے۔ کرہ دھندلی حلقوں کو بھی گرہ کہتے ہیں
شامل کر لیا جائے تو قطر کامل طول ایک لاکھ ۸ ہزار میل ہو جاتا ہے۔ یہ قمر
چھار رمل کے سطح کے پاس دس ہزار میل چوڑا اور اسکا بیرونی
کنارا سات سو ہزار میل چوڑے چھلے میں جا کر گر جاتے ہیں۔

تین سخت نظر آتے ہیں۔ مگر دس لیس سے بنے ہوئے ہیں جو رات
اور کرہ کردش کرتے رہتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب رمل کے
کا سب کرہ جاتا تو یہ چھلے اس سے باہر رہ جاتے ہیں۔ یہ کرہ پھیلے
چھلے نظر آتے ہیں جیسے مشتری کے دس پر دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی
پانی کی کثرت سے یہ حصہ کرہ زمل کے ۱/۱۰ حصہ کے برابر ہے۔ کرہ
ہیں اور آہستہ آہستہ سے مختلف ہیں اور مختلف خاصیتوں پر واقع
ہیں۔ اسکا فاصلہ آفتاب سے خاصی زیادہ ہے۔

یہ سب سے زیادہ چمکدار سیارہ ہے۔ اسکا قطر ۷۹۰۰ میل ہے
اسکی جلد میں تھوڑی سی عرصہ سے کئی دھبے پائے جاتے ہیں۔
دن اور رات کا فاصلہ سورج سے ایک کروڑ بیس لاکھ میل ہے۔
اسکا دورہ ۹ گھنٹہ ۵۵ منٹ ۴۰ سیکنڈ میں ہوتا ہے۔ دونوں سیارے
نس علیہ اور جاب کے درمیانی حصوں میں ہے۔ یہ نس سے ظاہر ہوتی
کے بانی انکین وجود میں آئے تھے۔ اسکی کثافت پانی سے بھی کم ہے
تو ہائیڈروجن کا فقدان ہے۔ چونکہ یہ سیارہ اول سے دور ہے اس لئے
کے چار ہفتہ زمانہ کا عرصہ ایک دن ہوتا ہے جو اس سے دوگنا پتہ چلتا
اس لئے چپٹا ہوتا ہے۔ یونس کی حرکت پرتابیان ہوتا تھا بلکہ یونس
کی گردش سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی حرکت کو بھی اس حرکت میں تین قوتی
خوبیوں کی سیارہ ہوتی ہے جو چوں کی گردش مشرق سے ہوتی ہے
۱۰ یونس کی قاطر ۱۲ کے گنا ہے۔

یہ ہے قصہ داستان مختصر آفتاب کی مفصل کیفیت آئندہ کسی
کتاب میں ہی میسر ہو سکتی ہے لیکن ناظرین اس کی معلومات میں اس سے
خاطر خواہ مدد حاصل کر سکتے ہیں اور کلیت کی کل باتوں کا علم اس سے
حاصل کر سکتے ہیں

جے آر ورائے

نور یا روشنی

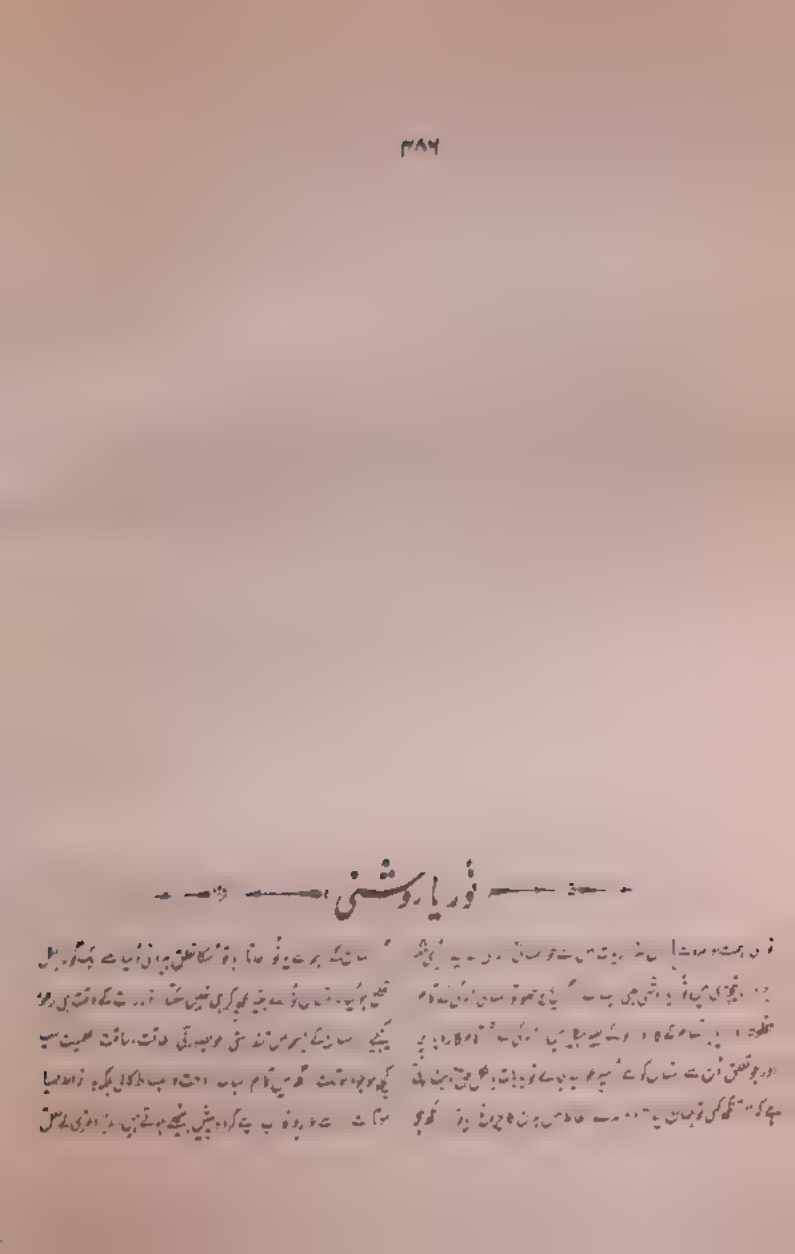

فلسفہ شش ہے بلکہ ذہن کی یہ آزادی کی ایک حالت ہوتی ہے جو جمود سے
ظہور میں آتی ہے۔ اسکی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ قیاس تو ہمیں فوراً
سب سے پہلا محقق ہوتا ہے اس قیاس کی بڑی حمایت
کی اور اسکو رد کیا۔ اسکے بعد کے دو ہیں کے بے جا
ہیں قیاس تو ہمیں سے ہے۔ صرف تو ہی کی توضیح ہو جاتی ہے مگر یہ
وہ حالت بھی مستند ہو جاتی ہے جو دستی و حرکت کے علاوہ کی ہیں
آپ ہیں اور قیاس سے بھی ہو جاتے کہ حرکت اور خلوت
ہیں کیسی بڑی مشابہت موجود ہے

اب یہاں [illegible] کے سلسلہ میں تیسری بات کے لحاظ کا بیان ہے
اگرچہ تو ہمیں کرنے سے موجود ہے تو وہ ہمیں ہوتا ہے
ہیں سامنے اور کی حقیقت سے بھی [illegible]
اور اسی تو بات استعمال ہوتی ہے اس میں بھی تو [illegible]
بتایا ہے کہ وہ [illegible]
نتائج اور [illegible] سے ہیں [illegible]
ہو جاتے ہیں کہ [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] اور

ہے جو روشنی پیدا ہوتی ہے وہ ترکیب کرنے والے مادوں کے ذرات ہیں۔
کیونکہ وہ ذرات اضافی ترکیب سے آزاد ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے
مخصوص زاویہ پر مرکب مادہ سے ٹکرا کر منعکس ہوتے ہیں اور چونکہ ہمیں سے
بعض شعاعیں ہماری آنکھ کے جانب واپس پھینکے جاتے ہیں اس لیے وہ ہمارے
دماغ پر اثر کرتے رہتے ہیں لیکن جب وہ ذرات ان مادوں سے علیحدہ
ہو جاتے ہیں تو ان سے مادیت کی روشنی پیدا ہوتی ہے
وہ روشنی کو لے لیتے ہیں اور اس طرح سے ان میں سے روشنی نکلتی ہے
اور روشنی پہنچتے ہیں اور اس طرح یہ ہوتا ہے کہ روشنی کا احساس ہے

حرارت سے جو روشنی پیدا ہوتی ہے وہ اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب
ذرات اپنے مادہ کے بیان کے مطابق ... سے ... ہوتے ہیں
اور اس وجہ سے کہ جو ... حرارت کی مقدار ہوتی ہے روشنی
بھی پیدا ہوتی جاتی ہے

نور خاص کیا ہے اس کے متعلق قدیم زمانہ کے لوگوں کا خیال تھا کہ
کچھ ذرات ہیں جو کسی خاص حالت میں ہی پائے جاتے ہیں اور جب وہ روشنی
پیدا کرتے ہیں تو ان ذرات کو حیوانات میں بھی پیدا ہوتے ہوئے
مشاہدہ کیا ہے لیکن بہت تحقیقات سے اب معلوم ہوا ہے کہ
روشنی کی وضع کے مطابق ... پیدا ہو سکتی ہے اور اس لیے
بہت سی نئی چیزیں پیدا کی جاتی ہیں جو اس قسم کی روشنی دیتی ہیں
جیسے دن سے روشنی ... نکلتی ہے جو کہ روشنی کو ... ہے
وہ ذرات ہیں جو ... ہیں ... ہیں ... ہیں
کرتے ہیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں
نور کرتے ہیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں
نور کی خوبی سے ... ہیں ... ہیں ... ہیں

نور کے بیان سے ... ہیں ... ہیں ... ہیں
کس قدر ضروری چیز ہے ... ہیں ... ہیں ... ہیں
ہے کہ ہمیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں

جو شدت و کمیت و حرارت میں ... ہے ... اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ روشنی اس قسم
سرعت و تیزی کے ساتھ چلتی ہے جو کہ مشاہدہ کے مطابق صاف ہوا میں پائی جاتی
ہے اور ... کے ... کہ ... ہیں ... کوئی قابل قدر فاصلہ نہیں ہوتا
یہ سرعت ... سے پہلے ... مشاہدہ کے ذریعہ سے معلوم
کی گئی ہے سب سے پہلے ... نے ... کے ... میں
جو پانچ سے ... ہیں ... روشنی کی تیزی ... ہے
... میں ... ہیں ... ہوتا ہے کہ روشنی ... میں
... ہیں ... ہیں ... کے مطابق ... ہے
... میں ... ہیں ... ہیں ... جاتی ہے
... ہیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں
... ہیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں
... ہیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں
... ہیں ... ہیں ... ہیں ... ہیں

خدا نے نور کی ترکیب میں کیسی علی و کامل دانائی و حکمت کھی ہے کہ
اُس سے دن اور دماغ کو تازگی، اور دن کو فرحت ملتی ہے اور یہی
معلوم ہو گیا ہوگا کہ نور کا سبب اور محرک خدا ہی خدا ہے اور بجلی سے
سورج اور ستاروں وغیرہ کے نور اور روشنی میں بھی بہت فرق
ہوتا ہے اور اس نور کی تفصیل کا دن آخر جو میں بیان کرتے ہیں
اے خدا تو جو نور ہے تو ہمیں بھی جس سے تو نے میں
ہیں یہ دن تو سے منور کر جس سے کبھی نہ تو ہے
ہمیں اندھیرا روشنی ہونے کے بعد ہے پھر ہے کہ دن کو کیونکر ہے
نور ہے۔ تو ہی ہے جو کلوس ویز کا نور ہے

پنڈت دیکوں سنگھ

مسئلۂ تشارقوت اور عالمگیر بربادی

Dissipation of Energy ، توانائی کا تشارقوت

ہمارے اس عہد کا یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ ہر وہ توانائی جو کسی سے توانائی حاصل کرتی ہے، وہ ہمیشہ اس توانائی سے کم ہوتی ہے جو اس کو دینے والے کے پاس تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کے توانائی کے ذخیرے میں ہر تبدیلی کے بعد کچھ نہ کچھ توانائی ضائع ہو جاتی ہے۔ پچھلے دنوں سائنس کے ماہرین کی ایک مجلس میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی تھی۔ اس میں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ توانائی کا ضیاع ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہم ایسے طریقے ایجاد کر سکتے ہیں جن سے توانائی کا ضیاع نہ ہو۔ لیکن اکثر لوگوں کا خیال یہ تھا کہ توانائی کا ضیاع ہونا ضروری ہے۔ ہم کسی طرح بھی اس کو روک نہیں سکتے۔ اس مجلس میں ایک مشہور سائنس داں نے کہا کہ ہم توانائی کے ضیاع کو روکنے کی کوشش کر سکتے ہیں، لیکن ہم اس کو روک نہیں سکتے۔ ہم اس کو کم کر سکتے ہیں، لیکن ہم اس کو ختم نہیں کر سکتے۔ ہم اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر سکتے ہیں، لیکن ہم اس کو پیدا نہیں کر سکتے۔ ہم اس کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کر سکتے ہیں، لیکن ہم اس کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کرنے کے بعد اس کا پورا حصہ واپس نہیں لا سکتے۔ ہم اس کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کرنے کے بعد اس کا کچھ حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ ہم اس کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کرنے کے بعد اس کا کچھ حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔

اس مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک مشہور سائنس داں نے کہا ہے: "ہم کائنات کو ایک ایسی گھڑی سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو ایک بار چابی دینے کے بعد ہمیشہ چلتی رہے گی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہر گھڑی کو ایک دن رکنا ہے۔ اس کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے پرزے گھس جاتے ہیں۔ اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس کی کارکردگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا وجود مٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات کا بھی ایک دن خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی توانائی ختم ہو جائے گی۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس کا وجود مٹ جائے گا۔ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

مشہور سائنس داں جیمز جینز نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے: "ہم کائنات کو ایک ایسی گھڑی سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو ایک بار چابی دینے کے بعد ہمیشہ چلتی رہے گی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہر گھڑی کو ایک دن رکنا ہے۔ اس کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے پرزے گھس جاتے ہیں۔ اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس کی کارکردگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا وجود مٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات کا بھی ایک دن خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی توانائی ختم ہو جائے گی۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس کا وجود مٹ جائے گا۔ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

مشہور سائنس داں آئنسٹائن نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے: "ہم کائنات کو ایک ایسی گھڑی سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو ایک بار چابی دینے کے بعد ہمیشہ چلتی رہے گی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہر گھڑی کو ایک دن رکنا ہے۔ اس کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے پرزے گھس جاتے ہیں۔ اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس کی کارکردگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا وجود مٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات کا بھی ایک دن خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی توانائی ختم ہو جائے گی۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس کا وجود مٹ جائے گا۔ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

مشہور سائنس داں آئنسٹائن نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے: "ہم کائنات کو ایک ایسی گھڑی سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو ایک بار چابی دینے کے بعد ہمیشہ چلتی رہے گی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہر گھڑی کو ایک دن رکنا ہے۔ اس کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے پرزے گھس جاتے ہیں۔ اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس کی کارکردگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا وجود مٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات کا بھی ایک دن خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی توانائی ختم ہو جائے گی۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس کا وجود مٹ جائے گا۔ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

مشہور سائنس داں آئنسٹائن نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے: "ہم کائنات کو ایک ایسی گھڑی سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو ایک بار چابی دینے کے بعد ہمیشہ چلتی رہے گی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہر گھڑی کو ایک دن رکنا ہے۔ اس کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے پرزے گھس جاتے ہیں۔ اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس کی کارکردگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا وجود مٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات کا بھی ایک دن خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی توانائی ختم ہو جائے گی۔ اس کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس کا وجود مٹ جائے گا۔ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

کا وجہ تو کرنے والی اور عدم مساوات کی دشمن ہے۔ اس سے اس عالم کا پتا شبہ ناتا ہو جائیگا اس علاوہ ایک فلسفہ شناس کی زبان سے تشبیب دی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہو جائے جس کی تاب سے کام لیا ہے ہماری دنیا جبکہ تمام عالم مشین کی حرارت کا سرچشمہ آفتاب ہے ہیں مگر ان کے دیگر ساتھ دیگر علاوہ مشین کی گرمی کا حصہ ہیں۔ بوقت عاری مستی کے لیے عاری ولایا ہی ہے وہ اس عرصے سے حاصل ہوتی ہے جو سورج سے نوری ہوکر آتی ہے۔ وہ وقت جس گرمی کا یک مات ان جزو سے گر سورج میں وقت جو چھ گھنٹے کر اور ہو جاتا ہے اس کا ہے ہیں ہوتی ہے ہے ان کی آگے کا جب کہ تو ہے ہوتی ہے ہوتی ہے ہے ہے

ہوتے ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوتے ہیں جو صرف زمین کی کیمیائی ساخت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوتے ہیں جو صرف زمین کی کیمیائی ساخت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوتے ہیں جو صرف زمین کی کیمیائی ساخت سے متعلق ہوتے ہیں۔

یہ تھوڑی سی تشریح ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ سائنس کی زبان میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ اور اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ سائنس کی زبان میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ اور اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ سائنس کی زبان میں بھی تبدیلی آتی ہے۔

(۱) لطافت مزاج ہے ریاکاری۔

(۲) نفرت کا اظہار جو بناوٹی دکھاوے سے بہتر ہو۔

(۳) آزاد معصومیت جو سب کے ساتھ یکساں ہو۔

(۴) [illegible] کی صفات کو [illegible] کے ساتھ [illegible] کرنا۔ [illegible] کیونکہ [illegible] کے [illegible] ہوتے ہیں؟

پس یہ [illegible] کے [illegible] کو پیش آتا ہے۔ [illegible] کیونکہ [illegible] کیونکہ [illegible] کیونکہ

کیا آزاد تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں کہتے تھے ہر طرف بڑی حکومت تھی۔ بڑی دولت تھی۔ بڑی عزت تھی۔ بڑی طاقت تھی۔ مگر ان کی زندگی کی ضروریات کا کیا حال تھا۔ ان کی کیا ضرورتیں تھیں۔ کیا خواہشیں تھیں۔ کیا آرزوئیں تھیں۔ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کچھ پتہ نہیں چلتا

اور اُنکے سوچنے کے طریقے۔ کون سے نظاروں کے وقت سوتے ہیں
ہیں اور باقی کا کیا کیا جاتا ہے۔ ہمارے دوست یحییٰ نوشہروی
ان قدرو منزلت نہیں ہیں کہ ہم ان کے بارے میں کچھ
سے خوبصورت سینریوں والی فلمیں بنائی جاتی ہیں
جاہت شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہم
تکلیف کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو ہمیں دکھانے کے
اور پاکستان میں جا کر بھی فلمیں بنا رہے ہیں
جاتا ہے کہ خوبصورتی اور دلکشی کا احساس
بھلا سکے پیچھے ڈوب جاتے ہیں۔ ہم نے
بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے۔ کوئی خوبصورت
دروازہ بند ہوتا ہے۔ ہمیں اس کی
وقت کم اور قدرت محدود ہوتی ہے
کام کرنے کے بارے میں
نہ صرف ہمارے
ہیں وقت میں
توجہ بھی
اپنے طالب علموں کو۔ ان پر کم از کم
بات اگر ہمارے
پاتا ہے
یا ہیں
ہے
ہیں
ہیں
ہیں

العصر

زمین کی حرکتِ محوری کے بعض اہم نتائج

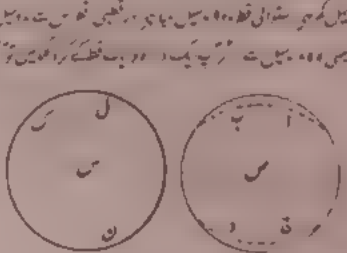
ل
ن
ن
ب
ق

(Spring Balance) سے ناپتے ہیں۔ اس آلے میں ایک فنر ہوتا ہے جس کے ایک سرے پر ایک پلڑا لگا ہوتا ہے۔ جب اس پلڑے پر کوئی چیز رکھی جاتی ہے تو فنر نیچے کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ اس کھنچاؤ کی مقدار کو ایک پیمانے پر ناپا جاتا ہے۔ اس طرح ہم کسی چیز کا وزن معلوم کر سکتے ہیں۔

کمیت اور وزن میں فرق

کمیت اور وزن میں بہت فرق ہے۔ کمیت کسی چیز میں مادے کی مقدار کو کہتے ہیں۔ وزن اس قوت کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر زمین کی کشش ثقل کی وجہ سے لگتی ہے۔ کمیت کو ہم کلوگرام میں ناپتے ہیں۔ وزن کو ہم نیوٹن میں ناپتے ہیں۔ ایک کلوگرام کمیت کی چیز پر زمین کی کشش ثقل کی وجہ سے تقریباً ۱۰ نیوٹن وزن لگتا ہے۔ اگر ہم اس چیز کو چاند پر لے جائیں تو اس کی کمیت تو ۱ کلوگرام ہی رہے گی لیکن چاند کی کشش ثقل کم ہونے کی وجہ سے اس کا وزن صرف ۱.۶ نیوٹن رہ جائے گا۔ اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کمیت ہر جگہ ایک ہی رہتی ہے لیکن وزن مختلف جگہوں پر مختلف ہو سکتا ہے۔

کمیت کا بقا کا اصول

کمیت کا بقا کا اصول کہتا ہے کہ کسی بند نظام میں کمیت نہ تو پیدا کی جا سکتی ہے اور نہ ہی ختم کی جا سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کسی بند برتن میں کچھ چیزیں ملا کر کوئی نئی چیز بنا لیں تو نئی چیز کی کمیت اتنی ہی ہوگی جتنی کمیت ہم نے ابتدا میں ملائی تھی۔ اس اصول کو ہم روزمرہ زندگی میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً جب ہم کوئی کیک بناتے ہیں تو آٹا، چینی، انڈے اور مکھن کی کمیت کیک کی کمیت کے برابر ہوتی ہے۔

کمیت کا بقا کا اصول ہمیں بتاتا ہے کہ کائنات میں مادے کی کل مقدار ہمیشہ ایک جیسی رہتی ہے۔ یہ اصول ہمیں کیمیائی تعاملات کو سمجھنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ کیمیائی تعامل میں مادے ایک دوسرے سے مل کر نئے مادے بناتے ہیں۔ لیکن اس عمل میں کمیت کا بقا کا اصول ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔ یعنی تعامل سے پہلے اور بعد میں کمیت ایک ہی رہتی ہے۔

کمیت کا بقا کا اصول ہمیں بتاتا ہے کہ کائنات میں مادے کی کل مقدار ہمیشہ ایک جیسی رہتی ہے۔ یہ اصول ہمیں کیمیائی تعاملات کو سمجھنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ کیمیائی تعامل میں مادے ایک دوسرے سے مل کر نئے مادے بناتے ہیں۔ لیکن اس عمل میں کمیت کا بقا کا اصول ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔ یعنی تعامل سے پہلے اور بعد میں کمیت ایک ہی رہتی ہے۔

مقابل کی سمت میں بڑھتے ہوئے ہوں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہوا کا مجموعی حرکت اوّل نصف دائرے کے نصف قطر کے برابر ہوگی۔ اس طرح کہ ایک رس کے ذریعہ سے ایک نیچا سا لیکن بہت بڑے پیمانہ کا دائرہ بنا ہوا ہے اور اس کے مرکز پر ایک بڑے پیمانہ کا دائرہ بنا ہوا ہے۔

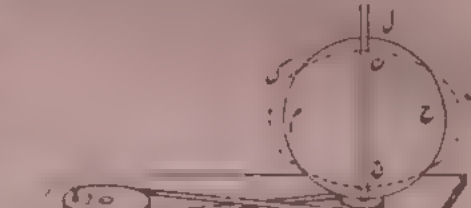

ایک عمودی مستوی ل ن ق کے گرد دائرہ ل ن ک کو اس طرح گھمایا جائے کہ اس کا قطر ل ق ہمیشہ افقی رہے تو کرہ کی شکل پیدا ہوگی۔ ن کے جتنے نزدیک ہم ک کو لائیں گے اتنا ہی زیادہ یہ کرہ چھوٹا ہوتا جائے گا لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ ہم ایک خاص مقدار سے زیادہ تیز حرکت کے ساتھ ہم ک کو نہ گھما سکیں اگر گھمایا جائے تو وہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر کمہار اپنے چاک کو زیادہ تیز گھمائے تو چاک ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ ان تجاویز کی بنا پر ہم زمین کے پھیلاؤ اور تیز زمین کی حرکت محوری کے جو ایک نتیجے پہلے بیان ہوئے ہیں یہ قیاس کرتے ہیں کہ زمین زمانہ حال کی طرح ٹھوس و سخت ہوگی لیکن بہت بڑے کرہ کی شکل رکھتی ہوگی۔ زمین کے زلزلوں سے ثابت ہوا ہے کہ زمین کے اندر کا حصہ ٹھوس نہیں ہے بلکہ سیال ہے۔ اس خیال کو چھوڑ کر ہم زمین کی حرکت کی اسی شکل کے نتائج پر بحث کرتے ہیں۔ ہم نے ایک مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ زمین کی حرکت فی الوقت سست ہو رہی ہے کیونکہ زمانوں میں دن رات چھوٹے لمبے ہوتے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج اور چاند نے زمین کے پانی کو اپنی طرف کھینچ کر یہ کرہ چھوٹے بڑے زمین کے بالکل شمال و جنوب میں یعنی سکی سطح پر کسی طرح سے زمین کی ایک گہری خندق حرکت کا نتیجہ ہوگا۔ پانی قعینوں سے دور اور سفلا کے قریب زیادہ عمق ہوگا۔ یہ نتیجہ ہوا جو بنکا ہے تمام کرہ کے اردگرد پانی کی یکساں گہری تہ ہوگی۔ قعینوں کے اوپر پانی کی سطح ہوا کے دباؤ کی وجہ سے کچھ نیچی ہوگی۔ اس کا زیادہ حصہ شمال اور جنوب کی سمت سے حرکت کی بدولت استوائی مجاور جمع ہو گیا ہوگا۔ پانی کی حرکت بڑی تیز ہوتی ہوگی لیکن اگر اس کرہ کے اوپر خاک مٹی بھی رکھی جائے تو وہ آہستہ آہستہ قعینوں سے استوا کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ کرہ کی محوری حرکت کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ پانی قعینوں سے استوا کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اس قعینوں سے استوا کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ہی ساتھ زمین کا حرکت محوری بھی کم ہوتا جائے گا۔ اس وقت کسی وقت سے زمین کی محوری حرکت بالکل بند ہو جائے گی۔ اس وقت زمین کا ایک قطر دوسرے قطر سے بڑا ہوگا۔ اس وقت زمین کا ایک نصف کرہ دوسرے نصف کرہ

ہونے کے بجائے ۳۰ گھنٹے بلکہ اس سے بھی کم ہوتے ہیں اور یہ دن رات
میں ۲۴ گھنٹے بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبے ہوتے۔

آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ ہمارے یہ دن اور رات
زمین کی گیند پر کی چھوٹی گاڑی کی طرح کیوں ہوتے ہیں
ہوا اور وہ چیزیں جو باقی ہیں ہیں وہ ہوتی ہیں
کہ زمین اتنی تیزی سے گھومتی ہے کہ اس کے
کھلے ہوئے حصے پر ہوا کی وجہ سے
ہر گھنٹے میں ہزار میل کے
فاصلے پر ہوا کی وجہ سے
میں ہیں
گھنٹے
کے ساتھ
حالت میں
ہوا
ہیں
ہیں
ہیں

کے ذریعے دیکھا جاتا ہے کہ وہ ۔۔۔ فٹ تک زمین کے وجود حرارت میں روز بہ تبدیلی ہوتی ہے اور ۔۔۔ فٹ سے ۔۔۔ تبدیلی ہوتی ہے اور ۔۔۔ فٹ کی گہرائی پر زمین کا وجود حرارت ۔۔۔ کیسا ہوتا ہے ان امور کا پتہ اس لیے لگایا جاتا ہے کہ کنوئیں کھودنے والے اندازہ کر سکیں کہ کنوئیں کے کھودنے سے آبادی کو کس حد تک فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

سورج کی حرارت سے گرمی کا موسم ہوتا ہے۔ زمین کی یہ گرمی بھی ہوا کی گرمی کی طرح سیلیس زمین کی اندرونی حرارت سے نہیں ہوتی بلکہ زمین کے اوپر کی سطح پر سورج کی گرمی کے اثر سے ہوتی ہے۔ زمین کے اندرونی حصہ میں سورج کی گرمی کا اثر نہیں ہوتا۔ زمین کے اندرونی حصہ میں جو گرمی ہوتی ہے وہ زمین کے اندرونی حصہ کی حرارت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ زمین کے اندرونی حصہ کی حرارت کی وجہ سے زمین کے اندر کی چٹانیں پگھلی ہوئی حالت میں ہیں۔ جب کبھی زمین کے اندر کی پگھلی ہوئی چٹانیں زمین کے اوپر کی سطح پر نکلتی ہیں تو آتش فشاں پہاڑ بن جاتے ہیں۔ جس سے لاوا نکلتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ زمین کے اندر کی گرمی کی وجہ سے زمین کے اوپر کی سطح پھٹ گئی ہے اور اس میں سے گرم پانی کے چشمے نکلنے لگے ہیں۔ ایسے چشموں کو گرم چشمے کہتے ہیں۔ ان گرم چشموں کے پانی کے نمونے لے کر سائنس دانوں نے یہ معلوم کیا ہے کہ زمین کے اندر کی حرارت کی وجہ سے پانی کے نمونے میں کون کون سے مادے ملے ہوئے ہیں۔ اس طرح سے زمین کے اندر کی حرارت کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ زمین کی اندرونی حرارت کی وجہ سے زمین کے اندر کی چٹانیں پگھلی ہوئی حالت میں ہیں۔ جب کبھی زمین کے اوپر کی سطح پھٹ جاتی ہے تو پگھلی ہوئی چٹانیں زمین کے اوپر نکلتی ہیں۔ جس سے آتش فشاں پہاڑ بن جاتے ہیں۔ آتش فشاں پہاڑ کے منہ سے جو لاوا نکلتا ہے وہ پگھلی ہوئی چٹانیں ہوتی ہیں۔ جو زمین کے اندر کی حرارت کی وجہ سے پگھلی ہوئی حالت میں ہیں۔ جب یہ پگھلی ہوئی چٹانیں زمین کے اوپر نکلتی ہیں تو ان کو لاوا کہتے ہیں۔ لاوا نکلنے کے بعد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے آتش فشاں پہاڑ کے منہ کے آس پاس لاوا کی تہیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اس طرح سے آتش فشاں پہاڑ بنتا ہے۔ آتش فشاں پہاڑ کے منہ سے لاوا کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں نکلتی ہیں۔ جن کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

آتش فشاں پہاڑ کے منہ سے جو لاوا نکلتا ہے وہ بہت گرم ہوتا ہے۔ اس لاوا کی گرمی کا اندازہ ۔۔۔ ڈگری سینٹی گریڈ لگایا گیا ہے۔ لاوا کے نکلنے کے بعد اس کی گرمی آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے۔ لاوا کی گرمی کم ہونے کے بعد اس کے اندر کی چٹانیں پگھلی ہوئی حالت میں ہو جاتی ہیں

کیں چھوٹا ہو گا زمین کسی خورد بین میں بیاں ہوتی بلکہ ہمیشہ سے کی طرح خوش ہوتی تو ہمیں تبدیلی کروی ہوتی۔ نظام شمسی میں زمین کی شکل کے سوا مشتری (Jupiter) کو ہی جو زمین سے بڑا تو ہے مگر بہت مختصر ہے کیں تعجب کی بات ہے کہ کسی محوری کروش حرکت سے حصہ میں ہوتی ہو۔ اگر کروی دوربین میں دیکھا جائے تو شمسی حالت محوریہ ایک خط کرہ کے مشابہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کیں۔ خطوں خطوط میں بہت بڑا فرق ہے۔ مشتری کی سطح پر خطوں میں بلکہ بیں ہیں اور یہ ایک دیرینہ حقیقت ہیں کسی کو کسی زمین میں کسی زمین میں کسی وجہ حالت میں تھی چونکہ مشتری بہت بڑا ہے اس لیے اس کی اندرونی حرارت بھی ضائع ہیں ہوتی گویا ہمارے زمین کی گذشتہ تاریخ مشتری کی سطح کے مطالعہ سے معلوم کر سکتے ہیں۔

اس تبدیلی مضمون میں زمین کی حرکت کی سست ہونے کے اسباب بیان کرتے ہوئے ہم نے دوسرے حصہ میں تفصیل بحث کی تھی۔ تیسرے حصہ میں نظام شمسی، قمر میں وغیرہ کی کیا اہمیت ہے وغیرہ کے دیگر مضامین ہیں ایک دلچسپ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمین کے دن رات اور پہلے بڑھ رہے ہیں ہم اس موضوع پر مفصل بحث نہیں کر سکتے لیکن جو حضرات کو یہ معلومات حاصل کرنے کی خواہش ہو ان کے لیے سر ارتھر (Time & Tide) کی چھوٹی سی کتاب "وقت اور مد" بہت مفید ہو گی۔ اس کتاب میں خاص بات ہو کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کیا جائے لیکن کر ترجمہ ہوتے ہوئے اس کے دلچسپ سیاق نہ رہے گی۔ اس کتاب میں ہم نے مضامین میں صرف دلچسپ پڑھنے کے متعلق بحث کی ہے۔ پہلے بڑھنے کی بحث کریں۔ ہم نے اس میں زیادہ دیکھنا نہیں چاہا ہے طویل بحث کے لیے ایک جدا گانہ مضمون لکھا ہے۔ اس میں ہم نے زمین کی محوری بحث کے مختلف نتائج پر غور کرتے ہیں

اگر اس رات کے ساتھ جینے کی بڑھ رہی ہو تو اس سے بچنے کی کوشش
متعلق یہ بات اگر یہ تو کہتا ہے کہ یہ زیادہ تر ان سے ہوتا ہے
ہو یہ اگر موجود ہو تو ہزار میل تو کسی کو
زمانہ میں وہ کہ وہ اصل نہ القاس دی وجہ کی طاقت ہو
کی ہو یہ کہ سست کر سی ہے یا ان دکت بھی سست کر رہی ہو
یا ہو اس کا کوشش ہو یہ ان سے ہی طاقت کی حرکت کے
پیدا ہو ان ہو ایک ہو یہ ہو یہ حرکت کا یا ہو کہ کس بات
ہو یہ ان سے ہو کی وجہ سے ہو یہ ہو یہ ہو یہ
ہو یہ ہو یہ ہو یہ ہو یہ ہو یہ

العصر

کیا زمین کی حرکت سست ہو رہی ہے؟

جدید علمی تحقیقات کے بموجب گہنوں کے اتفاقات میں بہت ایک دو سیکنڈ کا فرق ہے اس سے عنوان کے سوال کا جواب ثبات میں ملتا ہے۔ علمی زبان میں یہ بات عام طور پر مانی جاتی ہے کہ چلتے دن رات آہستہ آہستہ لیکن متواتر بڑھ رہے ہیں یا بالفاظ دیگر یوں کہئے کہ آج کا دن گذشتہ دن سے کسی قدر زیادہ لمبا ہوا اور آئندہ دن سے کسی قدر کم۔ سکاسکان اسی وقت ہو سکتا ہے جب زمین کی محوری حرکت میں کمی کی گردش ہونی شروع ہو جائے ہو اور یہ کمی کیسی ہے جس کی وجہ سے دن رات زیادہ وقفہ کار ہو تا ہے ایک تہائی سیکنڈ فی صدی ہے۔ زمین کی محوری حرکت پر جتنا جتنا بھی غور کیا جائے تو یہ بات ہمیں تک آتی ہے کہ زمین کی محوری حرکت کا کل سالانہ کمی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ سال میں ایک دفعہ زمین سورج کے گرد دورہ پورا کر لیتا ہے اور جس سال کروڑوں موسموں کی تبدیلی وغیرہ ہوتی رہتی ہے سورج ہر آسمانی سال تین سو پینسٹھ دن سے کچھ زیادہ ہوتا ہے لیکن زمین ایک سورج کے گرد ان دونوں کی نسبت بالکل مقدار دن میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہو سال کی رفتار میں ایک جیسی

جیسا کہ رات دن کی لمبائی سے اور سورج کے تعلق میں زمین کی محوری حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین ایک چکر کا نصف تو چار سال جاری رہتا ہے جو یہ دن رات کی میعاد مطابق بات ہوتی ہے جو زیادہ بڑھ رہا ہے۔ زمین کی محوری حرکت سست ہو رہی ہے اس کے نتائج میں ایک طرف تو دن رات بڑے ہوتے ہیں اور دوسری طرف سال چھوٹا اور ہر سال کے چھوٹا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سال میں موسموں کی نسبت سورج کا طلوع و غروب مروجہ وقت سے اگر فی الاصل مہینہ اصلی ذکر کرتے ہیں سال کی تبدیلی سیارہ کا زمین کی محوری حرکت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس لیے اس وقفہ کا نام نظام شمسی رکھا جاتا ہے اس میں یہ تبدیلی نہیں ہوتی کہ ایک سال میں اتنے دن ہوں گے اور کالی بڑھ جائے تو اگلی سال ہی اسی تناسب سے گھٹ جائے جو فاصلہ انجوں میں ہے وہی فاصلہ فٹوں میں ہوگا۔ فاصلہ تو وہی ہے لیکن فٹوں کی تعداد (۳۶۵) کی تبدیلی سے اس کے پیمانہ میں تبدیلی ہوتی ہے

...وہ حالات میں عموماً موجود ہوتی ہے کے وقفہ کو مانی ہوئی کسال
...وقفہ کو ایک خاص حد سے تعبیر کرتے ہیں گویا اس خاص حد تک
...وہ دن رات کے وقفہ حاصل ہو جاتے ہیں اگر کسال
...ہیں کی مبتنی زیادہ ہو وہ حد تک ہوا دن رات ایک بڑھ جائے تو
...ہوا محارم ہوگا ہو ... ایسے کا کرنا ... وقفہ بڑھ جائے تو
...اس کے وقفہ کا سب دن رات کے بڑھتے ہوئے وقفہ کو ... کر گھٹ
...ہے

...ہوا حالات کو زمین کی حرکت فی نوع سے ہی تعین
...ان طریقوں سے دیا گیا زمین کی ... رات اس بات کا مستحق ہوگا
...اس تعین و بحث کے لئے بحث کی جائے ... دن کی پیمائش دو ستاروں کی
...ستاروں کے حالات پر بحث ہیں بہت سے فیہ مطلب ہیں سکتا ہے کہ
...ہوا ... اختصار ان تعین بحثوں کو دہرا دہ صفحوں میں محدود کرنے کی
...کوشش کریں گے۔

زمین ایک ... ہوا ... حساب ... ہوا اپنے خور کے
... تقریباً ... گھنٹہ میں ... ہے ... گھومتی ہے ... زمین کا محور زمین کے
... زمین سے ... ہے ... اس کے ... دونوں ... تطبین ... قطب
... قطب ... ہیں ... ہوتا ہے جب
... کہ ... ہے ... زمین ... سے ... ہوتی ہے تو ... ہوتی ہے تو کوئی ... ہوتا
... سطح ... اس ... ہوا ... ہے ... ہوتا ہے
... زمین کے ... کرتا ... ہیں ... ہے ... ہے
... قطب ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے
... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے
... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے
... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے

محور کے گرد ہوا میں گھومتا ہوا ہے۔ کرۂ زمین کی محوری حرکت کی مثال
بیک وقت سے بھی دی جا سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ اپنے مرکزی
کے ساتھ یہ حرکت دیتے کے بعد چھوڑ دیتا ہے کہ تک زمین کے
مشابہ ہوتا ہے۔ دونوں کی حرکت میں فرق صرف یہ ہے کہ ہوا کی
مزاحمت کی وجہ سے تھوڑی دیر گھومنے کے بعد ساکن ہو جاتا ہے لیکن
میں کے ... ہوا کے بجائے ایک ایسا رقیق جسم ہے جو کہ قوتوں
میں بھی سکل کرۂ اور مزاحمت کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ وہ ... فرق
سکل میں ہے۔ ... ہوا کے ... ایک مرد کرہ فضل کرین جیسے
پیتل کی ... ہوا ... جائے تو وہ ... زمین کے مشابہ ہوگا لیکن زمین
کی حرکت اس کے مقابلے میں ... سست ہوتی اس لیے کہ وہ ... ق
کے ... میں ... ق ... زمین ... ہوا ... ہوا ... ہوا
... ہوا ... ہوا ... ہوا ... ہوا ... ہوا
... ہوا ... ہوا ... ہوا ... ہوا ... ہوا
... ہوا ... ہوا ... ہوا ... ہوا ... ہوا

... ہوا ... ہوا ... ہوا ... ہوا

ے علاوہ ہفت روزہ ہے۔ وہ جزیرہ جس کی قدر و قیمت کا
ہ کسی دن سے نتیجے نکلتا ہے جو ہمیشہ کے لیے مین مرد جزیرہ
مکس ایک عجیب لیکن سنسنی خیز پیشگوئی کی ہے کہ
ہ ہاتھ میں ایک قدیمی دین ایک دفعہ پھر نئے جزیرے کے بچے
دو الفاظ آج ہمارے لیے وہ ہفتہ کا دن ہفت ہیں اور وہ ہفتہ ہمیں
یادہ اہم معلوم ہوتا ہے جو ہفتوں سے زیادہ اہم ہوتی
ہ اور ہفتہ سوموت کے بجائے ہفتہ ہیں ہفتہ کرنا ہیں ہفتہ کرنا ہیں
کو اس دن ایک نیا جزیرہ ہوتا ہے اور ہفتہ کے لفظ میں زیادہ تر یہ خاص
معنی ہوتے ہیں کہ ہفتہ کی شب سے اگلے ہفتہ کی شب تک
ن دنیا کی ہوا کے تغیر میں کوئی عجیب حالت ہوتی ہے اور ہفتہ کے
ہیں جب کہ ہوا کی رفتار میں اضافہ ہوتا ہے اور بعض
ہ دنیا میں ہفتہ میں صرف ایک دفعہ کسی مقام پر دن کا چڑھاؤ اور ایک
ہ دفعہ نہیں ہوتا۔ ہفتہ میں جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے حالات واقعی
ہ لفظ نہیں ہے ایک تمثیلی صورت پیش کرتے ہیں۔ اگر ہفتہ
لفظی جگہ ہر جزیرہ کے بجائے ہر ہفتہ میں پردہ ہوا بعقل مقامات پر پانی کا
ہ اور ہوا اور چاند کی حرکت کے ذریعہ بنائے ہوئے دو مقامات پر پانی
ہ ہوتا اور ایک مقام پر ہفتہ میں ہفتہ کے بجائے ہفتہ ہفتہ کے حصہ
ل میں پانی کی حرکت زیادہ تیز ہوتی ہے اور ہفتہ کے حصہ
ہ ہوتا ہے اور ہفتہ کے حصہ میں پانی کی حرکت بہت کم ہوتی ہے
ہ ہفتہ کے حصہ میں پانی کی حرکت بہت کم ہوتی ہے
ہ ہفتہ کے حصہ میں پانی کی حرکت بہت کم ہوتی ہے
ہ ہفتہ کے حصہ میں پانی کی حرکت بہت کم ہوتی ہے
ہ ہفتہ کے حصہ میں پانی کی حرکت بہت کم ہوتی ہے
ہ ہفتہ کے حصہ میں پانی کی حرکت بہت کم ہوتی ہے

ہ زیادہ ہوتا ہے اور کبھی چوتھے اور تیسرے روز پہلوں سے کہ جیسا کہ
ہم کسی دوسری جگہ میں کی سادہ زبان میں ذکر کرتے ہوئے بیان
کر چکے ہیں یہ سورج سے بہت چھوٹا ہے اور اسی وجہ سے سورج
کی کشش اس پر اتنا اثر نہیں کرتی جتنا کہ سورج کی کشش
ہ ہے اور ہم جو جانتے ہیں کہ سورج کی کشش سے چڑھاؤ ہوتا ہے
یہ ہمیں نسبت نصف سے کم ہے۔

شکل دوم کی تشریح کو ہم شکل دوم اور سوم سے غزل دیکھ
ہوتا ہے کہ کیونکہ سورج اور چاند کی تاروں پر ہوتا ہے چڑھاؤ ہفتوں
ہ زیادہ ہوتا ہے اور ہفتہ کی شب سے ہفتہ کی شب تک ایک دن
کرتی ہے اور ہفتہ کی شب سے ہفتہ کی شب تک ایک دن
حالت شکل چہارم سے واضح ہوتی ہے اس حالت میں سورج کی
کشش چاند کی کشش کے خلاف عمل کرتی ہے جن مقامات پر چاند کی
کشش محض سے اتار چڑھاؤ پانی سورج کی کشش سے چڑھاؤ ہوتا
ہے اور جس اس کے جہاں ہوں کشش سے چڑھاؤ ہوتا ہے وہاں سورج
کی کشش سے اتار چڑھاؤ ہوتا ہے اور اتار چڑھاؤ معمول سے کم ہوتے ہیں
اس لیے سورج کی کشش چاند کی کشش سے کچھ کم زائل کر دیتی ہے
ہمارے ملک کے ساحل پر ہفتہ کے بعد ہفتہ کے ہفتہ ہیں
صرف یہ کہ ہفتہ اور ہفتہ کے پانی کے اتار چڑھاؤ کا اندازہ زمین کی حرکت کو کم
کرتا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ایک کو اور ایک کسی تیسری حرکت
کرنے والے سے ہفتہ کرتا ہے اس لیے ہفتوں سے یہ نتیجہ
نکالا جا سکتا ہے کہ مقام پر پانی کا زیادہ سے زیادہ چڑھاؤ دن میں
ایک دفعہ ہوتا ہے جو ہفتہ کے دن ہفتہ کے بعد ہفتہ
ہفتہ ہوتا ہے اور ہفتہ سے ہفتہ
ہفتہ ہفتہ ہفتہ ہفتہ
ہفتہ ہفتہ ہفتہ ہفتہ
ہفتہ ہفتہ ہفتہ ہفتہ

نوٹ۔ ان اشکال میں زمین سورج اور چاند کے حجم اور فاصلہ کا باہمی تناسب نہیں رکھا گیا

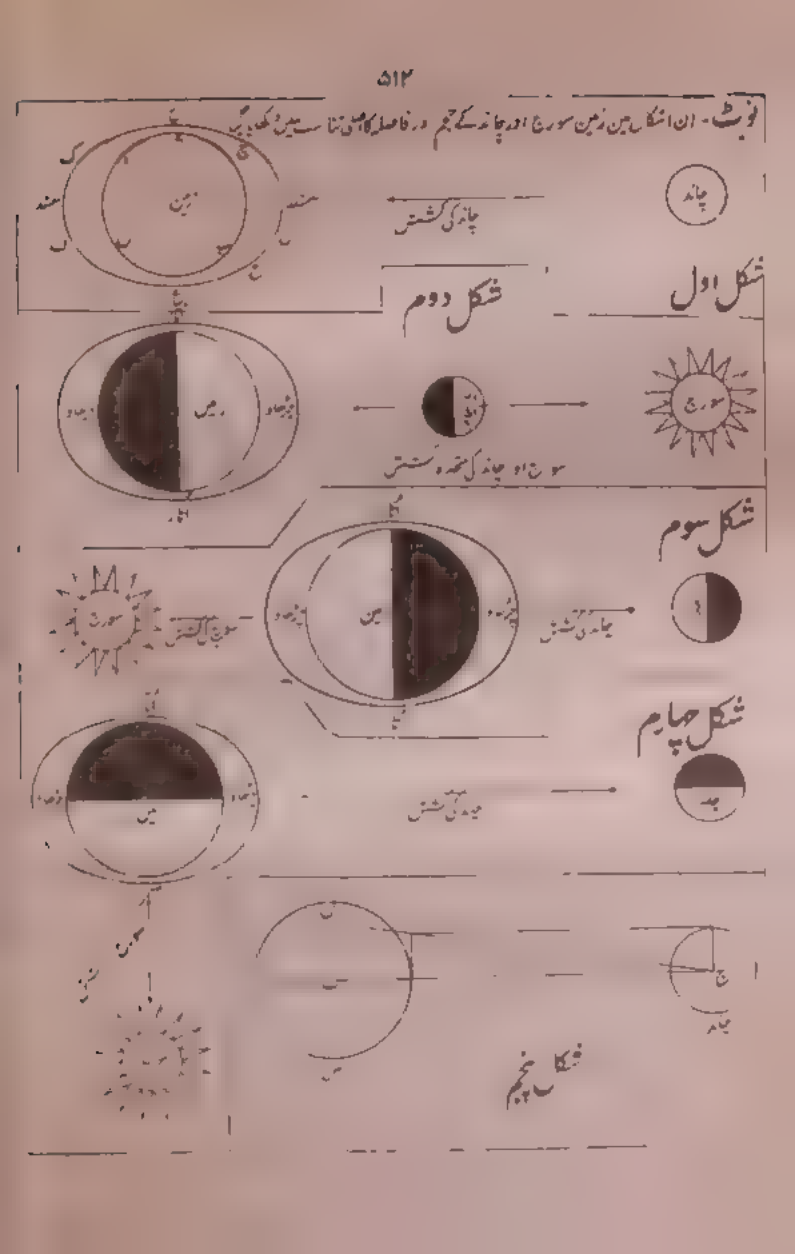

دن ہی ہوتے کہ وقت کے بعد مختلف وقفوں کے بعد ہر ایک شخص میں ایک گھنٹہ کا فرق ہی بعض میں پانچ گھنٹہ کا وغیرہ وغیرہ ہوتا ہے کہ چاند کے بھی سمندروں میں دو دفعہ جوار بھاٹا ہوتا ہے اور یہ حرکت زمین کی حرکت کے خلاف ہوتی ہے اس لیے اس سے زمین کی حرکت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

سمندر کے پانی کا اس کشش کی وجہ سے اچھلنا بالکل ایسا ہے جیسا کہ کنوئیں کی گہرائی اور بلندی کی وجہ سے کنوئیں کا پانی اوپر اٹھتا ہے۔ اس کشش کی وجہ سے زمین کے مختلف حصوں پر جو اثر ہوتا ہے اس کی وجہ سے زمین کی حرکت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کشش کی وجہ سے زمین کے مختلف حصوں پر جو اثر ہوتا ہے اس کی وجہ سے زمین کی حرکت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

حرکت سے زمین کے اس طرح گھومنے کا پتہ چلتا ہے لیکن اس بات کا پتہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ کون سی قوت ہے جو زمین کو حرکت دیتی ہے۔ اس کے لیے کافی وضاحت ہے کہ زمین جو اپنی حرکت میں ہے اس کی حرکت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کے لیے کافی وضاحت ہے کہ زمین جو اپنی حرکت میں ہے اس کی حرکت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔

زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔

زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔

زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔

زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کی حرکت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔

زمانہ میں چاند کی حرکت کا مطالعہ کامل طور پر ہو چکا تھا اب تمام
یہ بیان ہیں کہ زمین اس قاعدہ کے مطابق کیسی قدرت سے حرکت کرتی
ہی جو نہ اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس میں یہ کس طرح
ہوتا ہے اس وقت تک ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ
چاند اس کے تابع ہونے میں قریب قریب کی مثل ہی ہیں ان
کو کیسا ان کا جاسکتا ہے یہ ہیں قریب قریب کی مثل ہیں ہیں
کہ ہر سال ان کا چاند اس کے مطابق ہوتا ہے یہ کہا
ان ۲۰۰۰ ہیں ہیں مجموعی طور پر پیچھے ہیچھے ہی ہیں اور ہیں صدی
ہیں زمین کی حرکت اتنی سست ہوتی ہے کہ ہیں صدی قبل زمین
کی نسبت ۲۰۰۰ یوم زیادہ ہیں ہیں یہ ہوتا ہے
ایک ان کا مدار سے دن سے کچھ کم ہوتا ہے
۲۰۰۰ سال کے بعد سے سال سے

اس کمی اور بہت سی مثالوں سے ہمارا یہ نتیجہ کہ زمین کی حرکت
وسط میں نصف آئینی سال ہوتی ہے بہت
ہوتا ہے مسلسل بہت عرصہ تک یہ ۲۰۰۰ کا ہیں ہیں اس
سال کے ایک سال ہوتا ہے ہیں ہیں
ماضی کے ہوتا ہے کہ ہیں ہیں
زمین کی حرکت کا یہ سست ہوتی ہے
نسبت آئینہ سال ہوتا ہے
کا ہی پھوٹا ہوتا ہے
ہوتا ہے سال سے
ہوتا ہے
ہوتا ہے

یا کہ ایک خبر کا مضمون ہیں ہوں میں کی محوری حرکت کے
بعض نتائج بحث کریں گے اور وہاں ہیں سے ہیں طرح ہم زمانہ
ماضی میں دور ہیں لحظہ کے ساتھ یہ کہ ہیں سے بعد دور ہوتا ہے
دیکھ سکتے ہیں

بہت سے بھی ہے تا پر اس کو سمجھ سکیں کہ اگر
زمین کی حرکت سے صدی ہے کی تعمیل قدرت کم ہو تو
تو طلوع ۲۰۰۰ سال کے بعد ہیں ہیں ہے تو ۲۰۰۰ گھنٹے
کہ ہیں ہیں ہوتا ہے ہیں ہیں ہیں
اس بات کا سامنا ہیں ہیں کے لیے اس
۲۰۰۰ سال پہلے ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں

تاریخی تصورات کا انقلاب

فیروز الدین مراد

الحکمۃ

حرکت کا پہلا قانون

زمین کی کوئی حرکت ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی خارجی قوت عمل نہ کرے۔ علما یہ ہے کہ ہر جسم اپنی حالت سکون یا حرکت میں اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک کہ اس پر کوئی خارجی قوت عمل نہ کرے۔ اس کو حرکت کا پہلا قانون کہتے ہیں۔

اس قانون کا صحیح علم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم کسی طریقہ سے یہ معلوم کریں کہ کوئی قوت عمل کر رہی ہے یا نہیں۔ ہم کسی قوت کی موجودگی کو اس کی پیدا کی ہوئی تبدیلیوں سے معلوم کرتے ہیں۔ مثلاً جب ہم کسی گیند کو ٹھوکر مارتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنی ٹانگ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔

اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔

اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔

اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔

اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔

اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی گیند کو ہاتھ سے پھینکتے ہیں تو ہمیں اس کی حرکت میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس تبدیلی کو ہم اپنے ہاتھ کی قوت کا نتیجہ کہتے ہیں۔

ن سب کی خاصیت کا اظہار اس زمین کی طرف کشش کی وجہ سے ہوتا ہے
ج جن چیزوں پر یہ کشش کے طلب کو تسلی دی جاتی ہیں انہیں اپنے اپنے
وقت میں ا تقاط ع سازی کا نتیجہ ہونے کی وجہ سے مقبول عام
ہو گئیں۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ طلوع و غروب آفتاب کے متعلق قدیم
کے عجیب و غریب خیالات تھے شروع شروع میں یہ خیال کیا جاتا تھا
کہ سورج ایک دیوتا کا شعلہ ہے جو اپنے تھیں بھوکر ہر روز مشرق سے
مغرب کی طرف یہ کرتا ہے۔ یہ درست ہے کہ یونان میں ہندوستان کی طرح
ہر قدرتی طاقت کا کم از کم ایک دیوتا ضرور ہوتا تھا۔ سب سے
پہلے انھوں نے سورج کے دیوتا کی سواری سے سورج کے طلوع اور
غروب ہونے کو نتیجہ کیا۔ ان بعد قدیم یونان میں یہ خیال رائج ہو کر
سورج دیوتا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ کبھی کبھی اگر ہمیں کے سوتیا دھیکی
روشنی میں بعض اوقات تو سورج کا کنارہ انھوں نے سوچ کر دیکھا ہو۔ وہ بہت
بڑی آگ کا ایک بہت بڑا گولا ہے جو ہر روز گرمیوں میں سردیوں کی بہ نسبت
سورج کے زیادہ قریب سے گزرتا ہے۔ اس لیے انھوں نے
یہاں کیا کہ آگ سورج کو مختلف موسموں میں زیادہ زور کے ساتھ
زمین کی طرف پھینکتی ہے۔ اس کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ سورج
بخارات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ سورج کے گرد ایک بادل ہمیشہ رہتا ہے
جو زمین کی طرف پھینکتا ہے۔ اس کی توجیہ انھوں نے یہ کی کہ زمین کے دل میں آگ قرار
پذیر ہے۔ یہ تو یہ کہ ہر روز ایک نئے سورج کا بنانا ہوتا ہے لیکن کے لیے
بھی باوجود اس کے دیوتائی طاقتوں کے زحمت سے خالی نہیں ہوا اور
دوسرے یہ کہ جہاں سورج بخارات میں گرتا ہوگا وہاں سے گرنے
اور سرد ہونے سے بہت شور ہوتا ہوگا اور پانی میں ایک طوفان اٹھتا
ہوگا اس لیے انھوں نے ایک اور وجہ سوچی جو ان دونوں نقائص سے

- تھی۔ اس نئی توجیہ کے مطابق زمین ہی اصل دنیا ہے اور باقی کے
تمام کرے اس کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ توجیہ کہ سورج کی حرکت کے بعد ایک مدت کی تحقیق میں پہنچ کر مغرب کی طرف جاتا ہے
کے بعد ایک مدت کی تحقیق میں پہنچ کر مغرب کی طرف جاتا ہے
شام کے وقت سورج کو سمندر میں گرنے سے بچانا تھا۔ اس توجیہ
کے مطابق زمین روزانہ ایک سورج کا مقصد ہوتا ہے۔ سمندر میں
غوطہ زنی ہوتا ہے۔ سارا دن رات دلن اور روشنی میں لیے
ہوئے مشرق کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ وہی پہلے دن کا
سا حساب ہوتا ہے۔

بطلیموس کا نظام دنیا پر پانچ سو سال تک یورپ میں رائج رہا۔ اس نظام
نے یونانی علم ہیئت کو ہر ہر طرح سے مکمل کر دیا تھا۔ بطلیموس کے
بعد کوپرنیکس (Copernicus) نے جو ۱۴۷۳ء میں پولینڈ
میں پیدا ہوا تھا اور جو ۱۵۴۳ء میں فوت ہوا، ۱۵۴۳ء میں ایک
نئے نظام کی بنیاد رکھی۔ اس نظام کے مطابق سورج کو مرکز
عالم قرار دیا گیا اور زمین کو سیاروں میں شامل کر دیا گیا۔ اس
نظام کی رو سے زمین اپنے محور پر گھومتی ہے اور سورج کے گرد
گھومتی ہے۔ اس نظام کی تائید میں کوپرنیکس نے کوئی
تحقیقات و علم و دستوں کی تین پیش کی تھیں۔ کیپلر
(Kepler) نے ۱۶۰۰ء سے ۱۶۳۰ء تک اور گلیلیو (Galileo)
نے ۱۶۰۰ء سے ۱۶۴۲ء تک اور سب سے زیادہ سر بر آوردہ
نیوٹن نے ۱۶۴۲ء سے ۱۷۲۷ء تک اپنی قیمتی عمر کی لگاتار محنت کے
بعد بیشتر اور سر بہ بیت دانوں کی عمر بھر کی تحقیقوں کا فائدہ اٹھا کر
نظام شمسی کے مختلف اجرام کی حرکتوں کو قوانین حرکت سے منضبط کیا۔
سب سے زیادہ قابل قدر کام جو انکی وسیع تحقیقات نے سر انجام کیا وہ

لے دلن ایک پودا ہوتا کا نام ہے۔

[illegible] کے لیے [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

ہانس لپرشے (Hans Lippershey) کے نام پیش کیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے یہ آلہ خود ایجاد کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔

گلیلیو نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔

گلیلیو نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔

گلیلیو نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔

گلیلیو نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔

گلیلیو نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی نقل بنانے والوں کو اس کے راز سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا۔

[illegible] ہے۔ اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کوئی طاقت کسی جسم پر کیا اثر پیدا کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طاقت کسی جسم میں حرکت پیدا کرتی ہے یا اس کی حرکت میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ اگر کوئی طاقت کسی جسم پر عمل کرے تو وہ یا تو ساکن ہوگا یا حرکت میں ہوگا۔ اگر ساکن ہے تو طاقت اس پر عمل کرکے اسے حرکت میں لاتی ہے اور اگر حرکت میں ہے تو طاقت اس کی حرکت میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ یہ تبدیلی یا تو اس کی رفتار میں ہوگی یا اس کی سمت میں یا دونوں میں۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ طاقت کسی جسم میں حرکت پیدا کرتی ہے یا اس کی حرکت میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ [illegible] طاقت کی مقدار اس حرکت میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے درکار ہوتی ہے۔ حرکت میں تبدیلی کی شرح کا انحصار اس جسم کی کمیت پر ہوگا جس پر طاقت عمل کرتی ہے۔ [illegible] طاقت کی مقدار اس حرکت میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے درکار ہوتی ہے۔ حرکت میں تبدیلی کی شرح کا انحصار اس جسم کی کمیت پر ہوگا جس پر طاقت عمل کرتی ہے۔ [illegible] طاقت کی مقدار اس حرکت میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے درکار ہوتی ہے۔ حرکت میں تبدیلی کی شرح کا انحصار اس جسم کی کمیت پر ہوگا جس پر طاقت عمل کرتی ہے۔

[illegible] کے اس حصے کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان مساوات کی مدد سے حاصل کردہ نتائج صرف اس صورت میں درست ہوں گے جب ہم ان مساوات میں استعمال ہونے والی تمام مقداروں کو ایک ہی اکائی نظام میں ناپیں۔ مثلاً اگر ہم کمیت کو گرام میں، فاصلہ کو سینٹی میٹر میں اور وقت کو سیکنڈ میں ناپیں تو طاقت کی اکائی وہ طاقت ہوگی جو ایک گرام کمیت کے جسم میں ایک سینٹی میٹر فی سیکنڈ مربع کا اسراع پیدا کرے۔ اس اکائی کو ڈائن کہتے ہیں۔ اگر ہم کمیت کو پاؤنڈ میں، فاصلہ کو فٹ میں اور وقت کو سیکنڈ میں ناپیں تو طاقت کی اکائی وہ طاقت ہوگی جو ایک پاؤنڈ کمیت کے جسم میں ایک فٹ فی سیکنڈ مربع کا اسراع پیدا کرے۔ اس اکائی کو پاؤنڈل کہتے ہیں۔

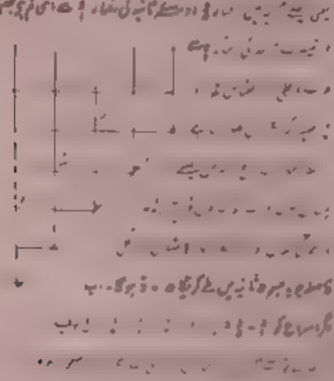

زاویہ حرکت جاری رکھنے کے لیے ایک مستقل طاقت کی ضرورت تھی جو
اسی لیے انھیں اتنی دور سازگار راہ بین کرنا پڑتی تھیں ایک وہی جو
ہائیسکل پر بیٹھا ہوا سائیکل چلا رہا ہے۔ دراصل پہیے کی طاقت ہائیسکل
کو حرکت دینے میں صرف نہیں کرتا بلکہ اس قوت کے ذریعہ خرچ کرنے
کے لیے طاقت صرف کرتا ہے وہ راستہ کی رگڑ، ہوا کی رکاوٹ
کے ہائیسکل کی رفتار میں تخریب پیدا کرتی ہے اگر راستہ بالکل صاف اور
بغیر رگڑ (Friction) کے ہوتو صاف ہو گی۔ رکاوٹ ذرا بھی ہو
ہے اور اس حالت میں بائی سکل کی رفتار کیسی ہو۔ سمجھنے کے لیے یہ
صرف کرنا پڑتی ہے اور اس بنا پر قوت کی کمی جو رگڑ وغیرہ کی وجہ سے
سے پیدا ہوتی ہے طاقت کے صرف سے پوری کی جاتی ہے۔ مثلاً ہائیسکل
ہ ہمارا مطلب ایک سادہ سی مثال سے ہے جو قانون کے سمجھانے
ہی ہماں اور حرکتی کی حرکت کے لیے پیدا ہوتی ہے جو مطلق ایک
نہ ہوتوں کے لیے گئے ہیں ان کے سلسلہ میں کوئی ایسی بیں جو حرکت
ہ ہو سکتی کہ ان پہیے کا ہونا ہو ہو کی حرکت کیسی ہو
چیز ہوتی ہے ہو ہو ہو

بھر کر گھر میں گئے تھے ان کی زور سے آپ کو مضبوطی کے ساتھ سی پکڑ لیں
ہوئی وہ بھی سی سی ہوئی کہ بھی زیادہ وقت نہیں وہ روشنی گیس
کے لیے وہ کام ہوگی اگر آپ سی کو باقاعدہ نہیں تو کچھ عرصہ
بعد تک میں دیکھ سکتے ہیں میں وہ اس وقت وہ کت
کر رہا تھا جب آپ نے ہاتھ سے سی چھوڑ دی ہے کل جن حرکت
سوچ اور زمین کے درمیان ہے رسی کے بجائے یہاں تجاذب
ہے کی کا باہمی کشش جو بیچنے کے لیے کسی درمیانی میڈیم Medium
اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے ہم کسی چیز سے کوئی
ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے کی ضرورت نہیں ہے
جب تک سوچ کی کشش میں کوئی وقفہ نہیں ایک زمین بنتی ہے
گردش میں متواتر مصروف رہتی ہے۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ حرکت کے تجزیہ کا اصل مرکز ہے (Laboratory
شاہد میں ایک مقررہ نشان پایا جاتا ہے۔ بالکل یہ ہے کہ خلا
بعد کے تجربہ میں یہ خاصہ ہے کہ اجزاء فلکی اس میں غیر رگڑ حرکت
کرتے ہیں لہٰذا ہو کہ حرکت کی کمی کے لیے کسی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے
بزار ضلی کی حرکت کو کہ نیوٹن کی کوئی طاقت نظر نہیں آتی ہے کہ یہ
حرکت ہمیشہ کے لیے قائم رہے گی جہاں تک کہ کوئی غیر متوقع حادثہ جو
مداخلت باہر سے اس کے دائرہ عمل سے باہر ہو اس کو نہ توڑے۔
کہ زمین پر حرکت کے پہلے قانون کا ثبوت صرف ایک ذہنی تجربہ
ہو سکتے ہیں اس لیے کہ رگڑ وغیرہ حرکت کی کہ کہ یہ فلکیں کم
بھی مدد نہیں کر سکتے ہاں ان کو ایک خاص حد تک جانچ سکتے
کر سکتے ہیں اور اس حد تک اپنے مشاہدات کو درست کر سکتے ہیں
گزشتہ صدی کے ایک نہایت ہی قابل سائنس داں کلرک میکسویل
(Clerk Maxwell) نے حرکت کے پہلے قانون

اس حقیقت کا تجربہ کیا تھا کہ اس نے مولج اور اس کے ذریعہ سے ایک بڑی
میں سے ہوا نکال دی اور پھر ہوا نکالنے کا پمپ بنایا جو
ایک بہت بڑا شیشہ Top (کے وہ کھولا تو گھنٹوں تک گھنٹی کی حرکت
نہیں ہوئی تھی حالانکہ کھلی ہوا میں بہت جلدی جلدی آواز آتی
رہتی تھی۔ اس طرح صاف زمین پر ایک اول تجربہ دو ٹنک اونچی
ہو چلا جاتا ہے اور رگڑ کی صاف سطح پر ہونا چاہیے کی حرکت بہت سا
وقت گزرنے کے بعد صاف ہوتی ہے رگڑ کے کم کرنے کے لیے کلوں
پرزوں کو تیل (یعنی وہ مادہ جس میں پائی جاتی ہے Lubricants
ہیں گرافائٹ (Graphite) جس سے
خط کھینچتے ہیں کیسی ہی چکنائی ہوتی ہے رگڑ کم کرنے کے لیے کئی تیلوں
سے بہتر ہے لیکن کیسی ہی عمدہ سے عمدہ پہیے کی کیسی کیوں نہ ہو تھوڑی
بہت رگڑ ضرور باقی رہتی ہے لہٰذا یہ تمام تجربہ میں ایک خاص
جسم کی حرکت دوسرے خاص جسم کے مقابلہ میں دیکھی جاتی ہے تیل
کا تجربہ سے فصل نہیں ہیں۔

یک بار ایک دھکا زمین کو کسی اونچی جگہ پر بھیجے اونچائی سرے
کے ساتھ اب بھاری جسم لڑھکا کر اسے پھر دیکھیے آپ دیکھیں گے کہ
کہ وہ بھاری جسم بہت دیر تک دوسرے اوپر تک حرکت کرتا رہیگا
اگر یہی تجربہ ملائمی کیا جائے تو اور بھی زیادہ کامیاب ہوگا
لگے ہی لیکا اصلی تجربہ ہیں کی بنا پر حرکت کا پہلا قانون وضع ہوا
ہوا تھا اس قابل ہو کہ اسے غور کے ساتھ سمجھا جائے۔

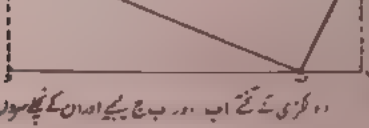

وہ گاڑی کے تختے اب اور ب ج پہیے اور ان کے پچھلوں

کو مارکر ہوا میں اچھالیے۔ اس طرح گیند مستقل گرتی رہے گی اور ان کے اوپر کے سروں کا عمودی فاصلہ برابر ہوگا۔ اسی طرح ایک ہی رفتار سے ایک گیند کو چوٹی پر رکھ کر چھوڑ دیجیے تو اس میں اتنی حرکت پیدا ہو جائے گی کہ وہ سرے تک پہنچ جائے گی۔ گرد و پیش کی چیزوں کی مدد سے ہم حرکت کی چوتھی قسم کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً ہوا میں اڑتا ہوا پرندہ، بہتا ہوا پانی، چلتی ہوئی ہوا، بجلی کی گرج اور بلندی پر چڑھتا ہوا ہوائی جہاز حرکت کی مختلف قسموں کی مثالیں ہیں۔

تحصیل سائنس کی اہمیت

گلشن کے مشہور [illegible] میں ایک کتاب [illegible] ہے [illegible] ہوائی جہازوں کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سائنسی اختراعات کی خدمات

[illegible]

مشکل ہو جاتی ہے۔ جو تھوڑی سی باتیں ایک روپیہ کے صرف سے آپ کے لیے کافی ہو سکتی ہیں ان کی خاطر ہزاروں روپیہ خرچ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اس لیے ہر ایک شخص کو اپنی حیثیت کے موافق ہی سائنس کا شوق کرنا چاہیے۔ ورنہ سوائے فضول خرچی کے اور کچھ نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ سائنس کا شوق کرنے والے کو اس کے متعلق کتابوں کے پڑھنے کا بھی شوق ہو۔ کیونکہ بغیر کتابوں کے پڑھے کوئی شخص سائنس میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ وہ سائنس کے متعلق کتابوں کے پڑھنے کا بھی شوق پیدا کرے۔ اس کے بغیر سائنس کا شوق کرنا بیکار ہے۔

سائنس کا مقصد

سائنس کا اصل مقصد وہ ہے کہ خالق کے عجائبات کا مشاہدہ کر کے اس کی قدرت کے سامنے سر بسجود ہونے سے اور نیز یہ دیکھ کر کہ اس کی ربوبیت کا کیا انتظام ہے اور اس کے بندوں کی کیا کیا ضروریات ہیں ان کے پورا کرنے کے لیے کیا کیا سامان مہیا کیے ہیں ہر شخص کے دل میں اس کی محبت اور اس کے شکر کے جذبات پیدا ہوں اور ان کے صحیح استعمال سے اس کی مخلوق کی خدمت کرنے کی طرف توجہ ہو۔ اس کے علاوہ سائنس کے ذریعہ کوئی ایسا قانون معلوم کرنے کی کوشش نہ کی جائے جس سے خدا کی ربوبیت پر حرف آتا ہو۔ مثلاً سائنس کے ذریعہ یہ ثابت کرنا کہ دعا بے اثر ہے یا خدا کی ربوبیت کے خلاف ہے۔ سائنس کے ذریعہ ایسی باتیں معلوم کرنا جن سے انسان اپنے قویٰ کو ترقی دے کر اپنی زندگی کو آرام دہ بنا سکے۔ سائنس کے ذریعہ ایسی باتیں معلوم کرنا جن سے انسان اپنے قویٰ کو ترقی دے کر اپنی زندگی کو آرام دہ بنا سکے۔ سائنس کے ذریعہ ایسی باتیں معلوم کرنا جن سے انسان اپنے قویٰ کو ترقی دے کر اپنی زندگی کو آرام دہ بنا سکے۔

سائنس اور روزانہ زندگی

تعلیم سائنس کے لیے ضروری نہیں کہ آپ بالفعل کسی بڑی یونیورسٹی میں داخل ہوں اور وہاں کے مختلف شعبوں کا بڑے بڑے مختلف پروفیسروں کے زیر نگرانی مطالعہ کریں۔ ہمیں آپ سائنس کے سائل سے روزمرہ کے کاروبار میں دوچار ہوتے ہیں اور جس ڈھنگ سے مختلف لوگوں نے ان سائل کو حل کیا ہے اور روزمرہ ضروریات زندگی کو مہیا کرنے کی کوشش کی ہے اس سے سائنس کو ترقی نصیب ہوئی۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اگر آپ سائنس کے سائل کی تاریخ پر نگاہ ڈالیے گا تو یہ مقولہ ثابت ہو جائے گا۔ آپ علم نباتات کو لیجیے۔ باغوں کے پودوں ان کے خواص و فوائد، کھیتوں کی بڑی بوٹیوں کی معمولی واقفیت سے اسکی بنا پڑی۔ یہی حال طب کا ہے۔ جڑی بوٹیوں کے خواص اور ان کے علاج کی دست سے اس علم کی بنیاد پڑی۔ جو علم کیمیا ڈایا بولی کی ایجاد ہے پھر جو دوا میں کو پھل پھول کی خاطر لگانے اور ان سے عمدہ و بکثرت پھل

ے جب حیثیت کم ہے، خواہ مخواہ مال ہو گیا تو اور دوسرا چلتی تو کچھ نہ کچھ خرچی ہو جاتی ہے۔ حیثیت کو صحت عمومی کی بہبود کی بھی بڑی ضرورت ہے۔ بلکہ خاص کر وہ شخص جو ذہنی محنت کا عادی ہو۔ اس لیے تعلیم علم و ورزش علی وجہ الکمال

حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اس بے غرض طریقہ تعلیم کے جاننے والے جو سب کے سب علم نباتات کے تخصص رکھتے ہیں۔ یہی کیفیت علم حیوانات زراعتی کی ہے چونکہ ان کے دروس بھی کتب میں لکھے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ طلباء کو خود جا کر کھیتوں میں کھیتی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ جب سے شروع ہوتا ہے۔ پھر اس کا تصرف علاقہ جات اور اس پر ہونے والے اثرات چھ ماہ تک درخت میں اور دوسرے جانوروں پر ہونے والے اثرات نظر آتے ہیں گویا سال کے گھر میں ہوتے ہیں کہ ان کو ان کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے جو جیسے کا اور خدا کرے کہ جب پڑھ جائے تو جو ہمارے ہاں ہو گا۔

دوزمرہ ضروریات زندگی سے تعلیم کا تعلق

دوسرا فیصلہ کن سوال یہ ہے کہ ہمارے ہاں یہ علوم کیا ہمارے تعلیمی نصاب کی ہیت کی ہیں ہیں جو ہمارے ہاں یہ علوم پڑھائے جاتے ہیں یا مسلمہ بیانات کی بنا پر جو علوم پڑھائے جاتے ہیں وہ دوسرے ممالک سے ظاہر کرتے ہیں اب آپ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ ہمارے نصاب کا ہماری عملی زندگی سے کتنا اہم و قریبی تعلق ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو گا کہ ہمارے کے مشاہدہ اور تجربہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ مضمون کے نصاب کے مقتضا میں جب کہ اس کی جگہ نہیں پڑھ کر جب وہ اپنے منتہی تعلیم رہنے ملتے ہیں اور جب وہ عملی دنیا میں کوشاں ہوتے ہیں تو انہیں کو نیا ہی نصاب نظر آتا ہے کیونکہ یہ جو علم حاصل کیا تھا کہ وہ مسلسل سایا ہوا ہی دستور ہے کہ اس کے ساتھ ہی ہمارے ہاں ہوتے ہیں تو ان کے ہیں۔ یہ صورت ہمارے ہاں بھی ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایسی ہی ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایسی ہی ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایسی ہ

صاحبان علم نے کی ہے اور ہر صدی کے ساتھ ہی ہر صدی کے ساتھ ہی ہر صدی کے ساتھ ہی

حقہ ماس کی حقیقت کے لیے بھی ہو رہا ہے ۔ ۔ ۔

... انسانی دماغ کی ماہیت ...

[illegible]

—

[illegible]

دماغ کی خاص خاص وجیہ دماغوں میں تعصبی ریشوں اور اس رقیق مادہ کے مادہ دماغ اور ریڑھ سے تعلق رکھنے والی ڈوری و نیچ کو جنا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ بیان تعلیمی کئی ہیں اور یہ قرن قیاس ہے مادی مرکبات اور بڑا میں فرق واقع ہونے سے انسان کے مزاج اور اس کے عادات میں بھی فرق آجاتا ہے۔

دوتہ علیہ مغربی باتیں دیر حیرت خیز عقلی و عقلی دلائل جو انسان کو سوچنے ہیں۔ حقیقت اس دماغی نظریہ کی مصبہ ہیں اور دماغی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر حالت میں دماغ کی مناسب غذائیت کو ضرورت ہمیشہ سمجھا جاتا ہے اگر دماغ سے کام لینا چاہتے ہو تو غذا دینی ہوگی اسے مناسب غذا بھی پہنچانی ہوگی۔ لیکن یہ سوال ہے کہ وہ کونسی غذا ہے جو دماغی تقویت کے لیے بہترین بھی ہو سکتی ہے یہ ایک نہایت دلچسپ سوال ہے اور ہر پڑھے لکھے ہیں کہ ان سطور میں اس پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔

حکما متفق ہیں کہ جسم کے باقی حصوں کیطرح دماغ کو بھی مقادیر غذا ملنی چاہیے جس حالت میں انسان کے خون کا دوران باقاعدگی سے ہوتا ہے تو جسم دماغ کے روبرو متعدد دلچسپ چیزیں کرتا ہے۔ ان سے ہم چیز ہمارے اس کے مطلب کی ہوتی ہیں دماغ بھی منتخب کر لیتا ہے لیکن جسم سے مذاق اور اسکا دوران جسم باقاعدہ نہیں ہوتا۔ بعض اوقات خون کم ہو جاتا ہے۔ جسم رت میں دماغ کو سکی ہوئی غذا حاصل نہیں ہوتی اور اسکی طاقت کم ہونے لگتی ہے بعض اوقات خون غلیظ ہو جاتا ہے اس وقت دماغ کو ضرورت سے زیادہ چیزیں ملتی ہیں اور وہ بھی اسکے لیے خرابی کا باعث ثابت ہوتی ہیں۔ ان دونوں حالتوں کے علاوہ بعض صورتوں میں خون کے ساتھ خراب اجزا دماغ تک پہنچ جاتے ہیں جس سے اسکے اندر زہریلا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ہم پڑھ تو دونی جیسے حیوانیت کے ساتھ ہیں جسے دماغی غذا تو دیدہ سکتے لیکن وہ کسی خاص قسم کی ہیں ہو دماغ کو ہی حیوانیت کے لیے ضروری ہیں ہو دماغ کی حیوانیت کو بس کر سکتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دماغ کی فاسفورس ہیں ہو چیز نہیں ہوتی لیکن وہ بیان پک قسم کے ہاضمہ دماغی کی اسکی اصل قدر ہو سکتی ہے کہ ایک خاص فاسفورس دماغی ہو جاتی ہے ہیں سوچنے کی طاقت نہیں ہوتی لیکن حکم یا ہضم کے بغیر انسان ہیں سوچنے کی طاقت نہیں ہوتی تو وہ بھی کچھ درست نہیں ہے

[illegible] فاسفورس یا فاسفورس ہو [illegible] کے یہ ہوا کہ ہم کہا جاتا ہے کہ ہیں سائنٹیفک حقیقت نہیں ہیں جتنا بعض لوگوں کا خیال ہے باوجود اس کے ہو [illegible] اور یہ باتوں نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ اس سے دماغی عمل میں آتی ہے جن حالتوں میں دماغی ترقی دیکھی گئی ہے فاسفورس کا مقدار کثیر میں موجود ہونا ہی بتایا گیا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس وقت دماغ اور دیگر اعضا کے عمل میں خون تو انہیں فاسفورس کی کافی مقدار کار ہوتی ہے

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بچوں اور کمزور دماغ والوں کو فاسفورس کا مستقل جزو بذریعہ خوراک ہمیشہ پہنچایا جائے اور ہر چند کہ غذا میں فاسفورس کی مقدار کم ہو جائے کوئی بدہیں مریضانہ علامات نمودار نہیں ہوتیں تاہم ہمارا اس نتیجے پر پہنچنا کچھ بے جا ہوگا کہ جس طرح غذا میں چونے کے جزو کم ہونے سے ہماری ہڈیاں نرم ہو جاتی ہیں سطح فاسفورس کی مقدار کا کم ہونا دماغ کو سست کرتا اور اسکی بالیدگی میں [illegible]

یکساں ہوتا ہے۔ اسکے کہ فاسفورس دماغی قوتی اور پٹھوں کی سکڑنے کی
قوت کو بڑھاتا ہے جو اس کا سفوس فاسفیٹ کی شکل میں موجود ہوتے ہیں
ان صورت میں ضروری ہیں کیونکہ ضرورت کے وقت سے
فاسفورس نے جسم کے لئے یہ ثابت ہوئی ہے کہ فاسفورس میں جو فاسفیٹ
ہوتے ہیں وہ ان کی صورت میں ہوتے ہیں جو کہ آسانی سے ہضم
ہو جاتے ہیں اور

لیکن تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ حیاں ایک بڑی حد تک غلط ہے اور اسٹارچ وغیرہ تمام ایسے مشروبات کے اجزا میں سے ایک سرسری بیان پر مبنی ہے جو ہوٹل کی کوشش سے غذا معلوم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اس تدبیر میں ایسا ہی ناکامی ہوگی جیسا وہ اس کے ان لوگوں کے لیے جنہیں بیٹھک کا ہاضمہ کا کام کرتا پڑتا ہے۔ ایک عمدہ اور کم خرچ اس قسم کی مخلوط غذا جو وہ عام طور پر ہمیں مویشی اور چنے اور ترکاری کی ملتی ہے۔ ان کے لیے جن کا نظام ہضم نشاستہ پر زیادہ رہت جلد اسپین فتور واقع ہو سکتا ہو گوشت کے بجائے مچھلی بہتر غذا تسلیم کی جاتی ہے۔

ایک اور زمین مزدوں نے اسی قسم کی غذا معلوم کی تلاش میں اس حیاں سے کہ کیمیائی جزو میں ایک دوسرے کو غذائیت پہنچتی ہیں جیسے نشاستہ کا غلہ اور دوسرا کا ہضم کرنا آسان کر دیتا ہے لیکن یہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی خوراک کا خواہ کوئی اور فائدہ ہو لیکن اس سے انسانی جسم پر کچھ مفید اثر نہیں ہو سکتا۔

بعض حیوانات نے غذا دیا ان غذاؤں کے ادویہ سے حاصل کیے ہوئے اجزا کے استعمال سے جیسے مصر میں جو تجربات کیے گئے ہیں ان سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ غذائیں جن میں کافی مقدار میں نائٹروجن موجود ہے اور کافی مقدار میں نشاستہ کا جزو حاصل کر کے ہے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ان سے ان کی اس قسم کی تبدیل ہضم غذا حاصل ہوتی ہے جو [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] کے اندر جن کی حالت [illegible]

دل کے کمزور صورت میں بیٹھک کے ایسے نظام کے لیے بیٹھ ان کے عمدہ سے ایک قسم کا مرکب تیار کیا جاتا ہے جو ان کی عادت ایک چائے کا پودہ ہوتا ہے جس کے اندر وہ جوہر جو ان کے لیے ضروری ہے حاصل کرتا ہے اور ان کے اندر موجود ہیں جو ہیں۔ مل جاتے ہیں لیکن اس عمل سے وہ ان کو سمجھ نہ سکے۔

ان تجربات میں کامیابی حاصل ہونے کی وجہ سے ہم حیوانی غذا دودھ، جس پر بھی عمل کیا گیا ہے غذائیت کی دیگر اقسام کی مختلف مقداریں معلوم کیے جا سکیں لیکن ہم خاص مقدار کی مختلف کے اس بارے میں کوئی قانون کلیہ حاصل نہیں ہو سکا۔ اس قسم کے جوہر کا اثر ہمیں پر کچھ زیادہ ہوتا ہے گر انسانی اعضا میں سے اطمینان بخش طور پر حاصل نہیں ہو سکا۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ کوئی تجربات سے ہفتوں ایک لمبا اور روز مرہ سمجھ کر نتائج کرنا لیکن یہ ممکن ہے کہ اس سے انسانی جسم کو زیادہ فائدہ نہ پہنچا ہو کوئی خاص مدد دل سکے۔

جب کہ وہ بیان کیا جا چکا ہے دودھ کے لیے کوئی خاص غذا تجویز نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں کی تمام منازل میں کفایت شعاری اور مختلف قسم کی دودھ کی غذاؤں کو [illegible] غذا کا [illegible] ضروری ہے کہ [illegible] خود ہضم خود [illegible] کی ضرورت کی خاص [illegible] کی غذا چن لیتا ہے۔

[illegible] ہوتا ہے [illegible] دودھ [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

مقدار میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو اس میں اور دوسرے کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اس لیے صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی خوراک میں توازن پیدا کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی خوراک میں مناسب مقدار میں وٹامن، نشاستہ، پروٹین اور چکنائی شامل کرے۔

یہ بات سائنس کے بہت سے ماہرین نے ثابت کی ہے کہ انسان کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی خوراک میں مناسب مقدار میں وٹامن، نشاستہ، پروٹین اور چکنائی شامل

کی عام غذا ہے اور اسمیں قابل تحلیل پروٹینڈ کی بہت سی مقدار پائی جاتی ہے سکے مین غذائیت اور چربی پیدا کرنیوالے اجزے بہت پائے جاتے ہین چاول پھپھ زیادہ نشاستہ رکھنے کے بعض اقوام مثلاً کشمیریون یا بنگالیون مین زیادہ استعمال ہوتے ہین اور جو مین معدنی اجزے زیادہ پائے جاتے ہین تاہم ان سب باتون کو نیز نظر رکھتے ہوئے یہی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جس مین جسقدر موجود ہین وہ انہین سے کسی چیز مین بھی نہین پائی جاتین اگر کسی شخص سے اسکا ذکر کرو تو وہ یہی کہے گا کہ جئی تو گھوڑون کی خوراک ہے یورپ مین بھی سوئٹ بشنگ فالن اسکاٹ لینڈ کے بہت کم اقوام اسکا استعمال کرتی ہین۔ حال مین ایک ڈاکٹر نے لکھا تھا کہ جئی کی روٹی موٹی اور کھاری ہوتی ہے اور اسے صحت غریب مکئی سے کھایا جاتا ہے لیکن یہ عرصے سے اسکا رواج انگلستان مین زیادہ ہونے لگا ہے۔ فلسطین سے وہان بھی غذا دریافت ہوا کرتی ہے اب کر ستعمال کرتی ہین نتیجہ یہ ہے کہ اس طبقہ کے لوگ اب ایسی مضبوط کاٹھی و جسمانی تحریک نہین رکھتے جیسی ان کے پیشہ وون مین وہان تھی جب سے جدید تہذیب نے ترقی حاصل کر لی ہے تو گیہون کی روٹی گیہون سادہ کھانا نکلوا چھوڑ کر چاء بسکٹ وغیرہ ستعمال کرنے لگ گئے ہین ایک مشہور اہل الرائے کا قول ہے کہ جئی کا آٹا دودھ مین ملا کر استعمال کیا جائے تو لاکھ چاہین اور قوے اس سے قائم کر لیے جا سکتے ہین کیونکہ یہ دو عورت بچہ سب کے لیے بہترین غذا ہے

حال کی بعض علمی تحقیقات سے اس پر مین مزید روشنی حاصل ہوئی ہے کہ جئی کے آٹے کا اثر جسم پر کیا ہوتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ہفتہ تک جن چوہون کی پرورش جئی کے آٹے اور پانی پر کی انہین دوسرے چوہے سے مقابلہ مین (Thyroid Gland) کہتے ہین ان چون کے غدود کی نسبت جن کو دودھ و روٹی کھلائی گئی تھی دوگنے تھے جیسا کہ قبل ازین بیان کیا جا چکا ہے اس غدود کا حاجت سے زیادہ حصہ مین غذائیت کا اثر پیدا کرنا ثابت ہوا یہی وجہ ہے کہ شمالی انگلستان کے باشندے جنمین جئی کے استعمال کے باعث مضبوط اور تنومند ہوتے ہین بظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ جئی کا آٹا اس غدود پر اثر ڈالکر مادہ سازی کے عمل مین بہت مدد دیتا ہے۔ پیکٹرام

العصر

سائنٹیفک اعداد و شمار کا بیان

از محمد نجم الدین صاحب بی اے (آنرز) بی ٹی ایس سی پروفیسر علوم طبیعیہ عثمانیہ کالج اورنگ آباد دکن

(۱)

[illegible]

[illegible]

عقل کا جو حسن خوشے میں تھا تمک نہیں تھا لیکن جب بیج کھیت میں گرا تو اس کا پانی کی ایک سی نمی کے ذریعے سے ہر طرف پھیل گیا۔ ہر ایک کی جڑ نے اپنی اپنی طرح کی غذا حاصل کی۔ ایک ہی زمین سے ایک ہی پانی سے ایک ہی ہوا سے ایک ہی روشنی سے ہر ایک نے اپنی اپنی طرح کی غذا حاصل کی۔ ایک ہی زمین سے ایک ہی پانی سے ایک ہی ہوا سے ایک ہی روشنی سے ہر ایک نے اپنی اپنی طرح کی غذا حاصل کی۔

[illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

بین الاقوامی اساس

بین الاقوامی اساس پر کرنسی کی قدر کا تعین

بین الاقوامی اساس پر کرنسی کی قدر کا تعین

مناسب ہندسی اگر دنیا کے کاروبار میں بیان کی جائے تو کسی حالت میں بھی بین جہاں ہو کر رہنے والے دونوں کے ذہن میں ایک ہی خاص کمالی ہوتی ہو مطلوبہ نتیجہ، دوسرے مناسب ہندسی کے ذکر پر طبیعت کی بھائی ہو۔

(۲)

یک نقطہ کی خصوصیت اعداد سی

علی کام کے لیے ہمیں ضروری ہے کہ ہم کام کرنے والے کے نتائج میں کسی نسبت ہو یا خاص اس وقت تک حاصل ہونی ناممکن ہے جب تک کہ ایک مشترک پیمانہ اعداد، ساسی سے متعلق تو رہنا چاہیے، مگر آپ کی اصل کامیابی جس وقت اور دوروں کی ہو یا ایسی ہی جو دو سامنس دونوں کے نتائج کے نتائج لے کر بڑا ہے اور اسے مضبوط ہو جائیں گے اگر یہ باہمی تعلیق کے لیے دونوں کی کامیابی کا مناسب سلسلہ ہو جائے شلاً آپ بات کرتے ہیں کہ ایک گز بمبئی لوہے کی سطح پر دو حرارت سنٹی گریڈ کے تغیرات سے گز کا کتنا حصہ بڑھتی یا گھٹتی ہے اور ایک دوسرا شخص ان تجربات کے نتائج ان اعتقادات میں دیتا ہے کہ ایک فٹ سی بت کی سطح پر ایک درجہ حرارت فارن ہائیٹ (جو دو حرارت کی پیمائش کے بیان میں کہ بڑھنے سے انچ کا کتنا حصہ بڑھتی ہے اب اگر یہ دونوں کے نتائج [illegible] ہو جائیں تو [illegible] ہو جائیں گے [illegible] ہو جائیں گے [illegible] ہو جائیں گے

نام ہی ہیں سوفٹکر۔

گرم بھی قند ہار کی قابل ذکر مقدار کی اچانک گرفتاری

[illegible] گرم بھی قند ہار کی قابل ذکر مقدار کی اچانک گرفتاری [illegible]

پانی کے گرم چشمے کا راز

پانی اپنے وجود کے لئے [illegible] پانی گرم ہونے پر [illegible] پانی گرم کیا جاتا ہے تو [illegible]

۳

[illegible]

۴

[illegible]

ملے کہ آسانی ہو سکے

[illegible] کی مقدار کو اس نمک پر کھینچ کر
[illegible] کی مقدار کو اس نمک پر کھینچ کر
[illegible] ہو جائے [illegible]

نکتہ: ایک سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں اور ایک سینٹی میٹر کو ایک سینٹی میٹر کے مکعب کہتے ہیں۔ اس طرح ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کی تعریف | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کی اکائیاں | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا تعین | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا استعمال | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا حساب | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا تجربہ | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا مسئلہ | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا حل | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا نتیجہ | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

کثافت کا خلاصہ | ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ایک مکعب سینٹی میٹر کے دس ملی میٹر ہوتے ہیں۔

[illegible] کے سب سے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

علم نے پہلے تین درجے سے ایک آدمی کا طالب و مرتاض تو ہو جاتا ہے، بلکہ ایک بڑا عالم بھی کہلاتا ہے، لیکن اس سے نہ تو کسی کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ اس کو کوئی ایسا درجہ ملتا ہے جس کو وہ اپنی محنت کا صلہ سمجھ سکے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس کو ایک بڑا عالم سمجھتے ہیں اور اس کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کو ایک ایسا شخص سمجھتے ہیں جو ہمارے لیے کچھ کر سکتا ہے۔

نسم کی تین اکائیاں ہیں جو کہ ہے (دو) سب سے اکائیوں پر مختصر بیان مناسب
معلوم ہوتا ہے۔ اس کا تعلق عمل میں سے ہے مساوات اور وقت اور ان سے ہے
اس لیے ہمیں اکائیوں کے نظام سے شروع کرنا ہوگا۔ یہ بہت اچھی طرح
سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی بھی طبیعی مقدار بغیر اکائی کے نہیں ہوتی
یا مثلاً ۱۰ میٹر، ۱۰ سیکنڈ میں کہنے سے کوئی مفہوم نہیں نکلتا
جب تک ہم اکائیوں کی اصلی نوعیت سے اچھی طرح واقف نہ ہوں۔
طاقت کی اکائیاں لیتے ہیں ہارس پاور اور کلوگرام میٹر فی سیکنڈ
طاقت کی اکائیوں کے ذریعہ ہم کام کی مقدار کو ناپتے ہیں۔ کام کی
اکائی کلوگرام میٹر ہے جو کہ ایک کلوگرام کے وزن کو ایک میٹر
کی بلندی پر اٹھانے سے حاصل ہوتا ہے۔ ہارس پاور کی اکائی
۷۵ کلوگرام میٹر فی سیکنڈ ہے۔ یعنی ۷۵ کلوگرام کے وزن کو
ایک سیکنڈ میں ایک میٹر کی بلندی پر اٹھانے سے ایک ہارس پاور
کام کی مقدار حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مساوات ۷۵ کلوگرام میٹر
فی سیکنڈ = ۱ ہارس پاور ہے۔ اس کو ہم اس طرح بھی لکھ سکتے ہیں
۷۵ کلوگرام میٹر فی سیکنڈ = ۱ ہارس پاور
طاقت کی اکائیوں کے ذریعہ ہم کام کی مقدار کو ناپتے ہیں۔ کام کی
اکائی کلوگرام میٹر ہے جو کہ ایک کلوگرام کے وزن کو ایک میٹر
کی بلندی پر اٹھانے سے حاصل ہوتا ہے۔ ہارس پاور کی اکائی
۷۵ کلوگرام میٹر فی سیکنڈ ہے۔ یعنی ۷۵ کلوگرام کے وزن کو
ایک سیکنڈ میں ایک میٹر کی بلندی پر اٹھانے سے ایک ہارس پاور
کام کی مقدار حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مساوات ۷۵ کلوگرام میٹر
فی سیکنڈ = ۱ ہارس پاور ہے۔ اس کو ہم اس طرح بھی لکھ سکتے ہیں
۷۵ کلوگرام میٹر فی سیکنڈ = ۱ ہارس پاور

بجلی کی کوشش کی طاقت بہت زبردست ہوتی ہے۔ ایک گرام بجلی جتنا
مقدار میں ہوتی ہے اس کو زمین کی کشش ثقل ۹۸۰ ڈائن کی طاقت سے
اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس لیے اگر آپ ایک آدمی کو کھینچ کر ایک سنٹی میٹر اونچی سطح
پر لے جائیں تو آپ ۹۸۰ ڈائن طاقت کا تغیر یک سنٹی میٹر کے فاصلہ
میں کریں گے۔ اگر آپ ایک گرام کے ۱۰ حصے کر دیں تو ۹۸ ڈائن کام کرتے ہیں
اور اگر ۱۰ کے اضافے ۱۰۰ یعنی ۹۸۰۰ ڈائن کام کرنا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک گرام
کو سنٹی میٹر فاصلے میں ۹۸۰، ۹۸۰ ارگ کام کرنا ہوگا۔ اگر ہم زمین کے
فاصلہ کو، جو کہ ۶۰۰۰ کلومیٹر ہے، سنٹی میٹر میں ظاہر کریں تو ہمیں
۶۰۰۰ × ۱۰۰۰ × ۱۰۰ سنٹی میٹر حاصل ہوگا۔ اس کو ۹۸۰ سے ضرب دینے
سے ۵۸۸۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ارگ کام حاصل ہوگا۔ اس کو ۱۰ کی طاقت ۷ سے ظاہر کیا جاتا ہے
اس لیے ۱۰ کی طاقت ۷ ارگ کام کرنا ہوگا۔ اگر ہم ۱۰ کی طاقت ۷ کو ۱۰ کی طاقت ۷ سے
ضرب دیں تو ۱۰ کی طاقت ۱۴ ارگ کام حاصل ہوگا۔ اس

پڑھا جائے تو اس کی تقریر [illegible] کہتے ہیں اس میں ایک [illegible] ایک [illegible] نقطے میں ایک [illegible] کا نام لیا جاتا ہے [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

ہوا اور مقدم چوکر میں الترجیب کپڑا سا زمین کی پیداوار میں کامیاب ہیں
مفصلہ بالا سادات سے ملی احاطہ کے ساتھ لگے جا سکتے ہیں پہاڑیاں اور
پاگنہ وسعانی کا ایک مجموعہ ہندوستانی کوس ۱۲ تک ۱۲ کے مختلف
حصوں میں مختلف فیصلوں ہیں

قدر تحمکہ پیمائے استعمال میں کرنے میں تو یہ ہیں کہ سکتے ہیں ہر
کو ایک کسی معین پیمانہ کو اپنی کافی فکر کرلینی چاہیئے جلد یہ کام نہ ہو جائے
جوان جوان ملک میں علمی تعلیم کا چرچا ہو گا اس کی تعداد بڑھتی گئی
رفتہ رفتہ معین پیمانہ اور علمی اطلاع اعداد کی ہو جائے گی اور
اور پھر تو ایک مشکل اس سے بڑی سہولت ہوتی ہے کہ ہر ایک
علمی تحقیقات سے ایک جیسے پیمانے ہوں گے اس لئے ہر ایک
بات کی بیکر علمی کاموں میں سکتے ہیں ان سے اطمینان ہو جائے گا
باقی مغرب ممالک میں پیمائش میں تبدیلی کا دباؤ بھی
ہوتے جائیں گے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں
کو چھوڑ جائے اور ان کی جگہ اس جدید ہندوستانی پیمانہ نے لے لی ہے
وہاں ہمارے مقاصد کے لئے ہمارا پیمانہ کام دے سکتا ہے اگر کوئی
فائدہ نہیں ہے تو کیا ہے تو فوائد کی کمیت سے زیادہ ہو جائے گی

ذیل میں ہم چھوٹے تناسب کو ہیں بھی کیا ہے کہ ایک پیمانہ
کی بنیاد پر ہندوستان کے ہر ایک ہو جائے گا
ملک میں آسانی سے ہو سکتا ہے اور ہندوستان کی
ہر ایک علمی کام کے لئے ہندوستانی پیمانہ کو
اختیار کرنا چاہیئے

اور اس تعلق سے یہ کہنا کافی ہوگا کہ ہندوستانی پیمانہ کا
ہیں ہمارے ساتھ کیا جائے ہندوستانی پیمانہ کے
۱۰۰ تولہ = ۱ سیر ۴۰ سیر = ۱ من
من تقریباً ۸۲ پونڈ کے برابر ہوتا ہے اور ۱۰۰ تولہ
تقریباً ۲ پونڈ کے برابر ہوتا ہے

(۷)

مساوات سنن | اس کے القیاس تمام اعداد کے لئے تحویل کے جدول تیار
کئے جا سکتے ہیں ہمارے مقصد کے لئے ہمیں لکھنے کے ایک نظام

(۸)

اس لیے ... اسی طرح کی بعض چیزوں کی مدد سے تقریر
اس کی طاقتوں کو جمع ... کہے اور ... میں
... ہوئی ہو ... ہیں ... کروڑ ... ہے ... تقریر ... اور ...
... ۰۰۰ ... اگر ... کو ... ہے ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰
... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰
حالت میں ... جس کی ... ہوتی ... کی مثال ... ۰۰۰
... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰ ... ۰۰۰

مبادئ حیات

فیروز الدین مراد

بعد ہی کا ان قیمتوں پر پہنچا کہ تمام کی مستی کی بنا ہیئت ہوئی
کہ لیکن اسکے ساتھ ہی ہیئت میں صدی کی بین علمی نسبت کی دلالت اور حدود ہیں
کی وجہ سے اس طرح ہیئت ہیئت ہیئت

کے ہر حصے میں ایک جیسا اور یکساں نمونہ موجود ہوتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال ہمیں ہولوگرام کی شکل میں ملتی ہے۔ ہولوگرام ایک ایسی تصویر ہوتی ہے جس کے ہر حصے میں پوری تصویر کی معلومات موجود ہوتی ہیں۔ اگر ہولوگرام کے ایک چھوٹے سے حصے کو بھی روشنی میں رکھا جائے تو اس میں پوری تصویر دکھائی دیتی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر حصہ پورے کی معلومات رکھتا ہے۔

اسی طرح ہمارے جسم کے خلیوں میں بھی ہر خلیہ پورے جسم کی معلومات رکھتا ہے۔ ایک خلیے میں موجود ڈی این اے (DNA) میں پورے جسم کی بنیادی معلومات محفوظ ہوتی ہیں۔ اس لیے ہر خلیہ پورے جسم کی نقل تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ اصول ہی کلوننگ کی بنیاد ہے۔ کلوننگ میں ایک خلیے سے پورا جاندار دوبارہ پیدا کیا جاتا ہے۔

اس مثال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ فطرت کی ہر چیز میں ایک گہرا نظم اور توازن پایا جاتا ہے۔ ہر حصہ اپنے اندر کل کی خصوصیات رکھتا ہے۔ یہ اصول نہ صرف سائنس بلکہ زندگی کے ہر پہلو پر لاگو ہوتا ہے۔ ہمیں اس سے سیکھنا چاہیے کہ ہر چھوٹی چیز کو نظر انداز نہ کریں، کیونکہ ہر چھوٹی چیز میں بڑی حقیقت چھپی ہوتی ہے۔

سوال کا دوسرا رخ

کیونکہ وہ ہر تحریک جو انگریز کا طریقہ ہو ہر گز ہندوستان کے لیے مفید نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہندوستان کے لیڈروں کو چاہیے کہ وہ ہندوستان کی ترقی کے لیے ایسے طریقے تجویز کریں جو ہندوستان کے مزاج کے مطابق ہوں۔

سوسائٹی کی اعلیٰ سطح میں دو قدم پیچھے کر اکثر سیٹیں کے بیکٹیریا کو کوئی

اس سوال کے جواب میں کہ بے ہوش کیے ہوئے مریض کو دن میں دو بار ہسپتال لانا پڑتا ہے کیونکہ اس کے بعد مریض کو کئی گھنٹے کے لیے کوما یا بے ہوشی کی حالت میں رہنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر سیٹیں نے کہا کہ یہ بات درست ہے۔ ہم نے اس کے لیے بعض حواس کھونے والی دوائیں استعمال کی ہیں۔ ہم نے ثابت کیا ہے کہ ان دوائیوں کے عمل سے بچنے کے لیے ہم کیا کر سکتے

الارض

کرۂ ہوائی کے متعلق دلچسپ معلومات

تمہید

علم ارضیات اور ہیئت دانوں کا متفق علیہ قیاس ہے کہ زمین جس پر ہم بستے ہیں خلا میں معلق ایک کرہ ہے جو وقت معینہ ایک خاص جہت پر محور پر ہستی اور آفتاب کے تجاذب سے سال میں ایک دفعہ آفتاب کے گرد چکر لگاتی ہے اسکا اندرونی حصہ کرہ کے قریب قریب ٹھوس اور سیال ہے لیکن سطح پر اور سطح سے بہت دور اندر۔ اس کی سطح پتھروں اور چٹانوں کی ایک موٹی تہ ہے کرسٹ۔ اس علم کے ماہر کو ہیئت دان Geologist، اس علم کو علم طبقات الارض Geology اور اس کے ماہر کو ماہر ارضیات کہتے ہیں۔ اگرچہ ان تینوں علوم کے نام ایک ہی طرح پر ہیں کے لیکن متفرق اور مختلف ہیں۔ ہیئت دان آسمانی اجسام وغیرہ تمام علوم اسی طرز پر بکار لے چلتے ہیں جیسے ماہر طبقات الارض یا ماہر ارضیات وغیرہ مستقیات ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر ان علوم کے جن کے نام پہلے سے وضع ہو چکے ہیں ایسا ہی مختلف نام بھی

(Crust) مائع اور سیال مادہ کے انجماد سے پیدا ہو گئی ہے اسکی سطح کے بعض حصے تو خشک ہیں لیکن اکثر حصوں کے اوپر پانی کے بخارات نے مختلف جوہر کی وجہ سے مختلف شکل اختیار کر لی ہے سطح زمین کے اوپر کئی میلوں کی اونچائی تک ہوا کا ایک وسیع اور عمیق سمندر ہے اور اس سے ماورا فضائے سیاہ ہے جو کہ بالکل بے کنار ہے۔

اس ہیئت کے متعلق ہم ایک ایک کر کے تمام حصوں میں تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے۔ زمین ہمارے گھر ہے اور وقت کے اندازہ کے لیے زمین کی گردش لیل و نہار کی بھی جاتی ہے لیکن زمانہ اس کی حرکت گیرنڈی سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کی مدت گردش کا دفعہ ہے اس گردش کا ایک مقام صبح دوزانہ میں آج سے چند سال پیشتر سے چند ایک دقیقہ کی مقدار سے لیا ہو۔ احتیاط کے باوجود ہر دن رات بدلتے رہتے ہیں لیکن اس تناسب سے ہر مقام پر ہر سال ایک دن کا فرق پڑتا ہے۔

کرۂ ہوائی Atmosphere کرۂ آبی Hydrosphere

(گروہوائی) گروہ زمین کا ایک مخروطی حلقہ

زمین اپنی سالانہ گردش میں سیل فی ثانیہ کی رفتار سے سورج کے گرد ۱۸ میل فی گھنٹہ کی حیرت انگیز رفتار سے حرکت کرتی ہے لیکن گروہوائی ہمیشہ افق زمین سے ساتھ نصف زاویہ مخروطی پر مشتمل رہتی ہے اسی لئے گروہوائی گرد زمین کے ساتھ زمین کی بوجہ گردش یومیہ کے شرق سے غرب کی طرف ۱۰۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتی ہے۔ گروہوائی کے قریب کرہ ہوائی کے حصے زمین سے قریب ہیں ساڑھے دس سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتے ہیں اور جوں جوں اوپر جاتے ہیں رفتار میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ ۲۰۰ میل کی بلندی پر ہوائی حصے ۱۰۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتے ہیں۔

[illegible] زمین کے ساتھ ساتھ [illegible] رفتار سے گھومتے ہیں۔ بعض مصنفات غلطی سے خیال کرتے ہیں کہ گروہوائی زمین کی روزانہ گردش میں حائل ہیں۔ حالانکہ [illegible] زمین کے ساتھ ساتھ [illegible] رفتار سے گھومتے ہیں۔ [illegible] زمین کی گردش میں حائل ہیں۔ [illegible] زمین کے ساتھ [illegible] گروہوائی [illegible] زمین کے ساتھ [illegible] ہیں۔ [illegible] زمین کی گردش [illegible]

جس طرح ٹوٹ ہونے کے بے صندوق دو، جس کے ذریعے
کہ ہمہ کا علم رکھتی ہیں خرچ فوائد ہیں کی جو دولت رہیں کرہ
ہونی اور تمام دوسری جب ہو زمین کی کشش کے ساتھ اثر
ہیں دخل ہیں زمین کی رفتار اور سطح کرہ ہوئیں کہ ہمہ
ایک شکوہ ہے ہیں یہ بات کہ ۔ چاند جو زمین سے تقریباً
۲۵ لاکھ میل کے فاصلے پر ہے ہی مرکز زمین کی مختلف ہر کشش ہیں
حصہ جذب ہے بسطح بحر اور ٹھوکر سطح پر رہتے ہیں وفقہ کہ زمین کا
سمندر جو زمین کی مرکزی جذبات کی تجاذبوں کے اندر جاگزیں
ہو کر خیالی محل ایک طرف کے پیدا ہیں یہ ہے کہ کرہ مائی
زمین سے کہ زمام سطحی روز مرہ حرکت سے حاظ سے ہیں وہ تو
ایک جذبہ بنا ہوا ہے، ہیں رُکے دوسے جو زمین کرہ ہیچ کہ سمندر کی
کی زمین سے ہو ہیں اُن شروع کرے تو تقریباً بارہ گھنٹہ کے
بعد تمام سے وقت وسطی وکیمیں میکسیکو دیوار کی زمین پر آ
سکتا ہے!!!

سقطہ ہیں زمین کی روزانہ گردش کے قائل نہیں تھے
مخلوط یا خط اعتراضات کے جو وہ روز کرہ گردش سے خلاف
پیش کرتے تھے ایک اعتراض ہی نوع کا تھا جس کے متعلق
ہم بھی بحث کر چکے ہیں وہ کہتے تھے کہ اگر زمین واقعات ہیں
ایک دفعہ گھومتی ہو تو ہمیں وہ ذکر بیان ہو خط استوا پر
اسکے قرب وجوار کے مقامات ہیں ہو تقریباً ۱۰ میل فی منٹ
چلنی چاہیے کہ وجہ نہ رہے، اور بیان ہیں اور مکانات مسمار
ہو جائیں اس لیے ہوا ہیں ہوا کی رفتار زمین کے مقابلے
Law of Universal Gravitation ہیں کے قانون
ہیں ہوا کہ ہر ذرہ مادی کہ ہر دوسرے ذرہ مادی کی طرف جذبہ

ہیں ۱۰۰ میل فی گھنٹہ ہوگی۔ باضافہ وگیران کا اعتراض یہ تھا
کہ زمین تو ۱۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آگے بڑھیگی لیکن ہوا
جو زمین کی حرکت ہیں کوئی حصہ ہیں نہیں زمین کی اشیا کے
اوپر اسی رفتار کے ساتھ ٹکراتی رہیگی زمانہ حال ہیں تجارب
ہوی کے مسئلہ کو بحیثیت کے بعد اس قسم کے جملہ اعتراضات خود
بخود رفع ہو جاتے ہیں۔

ہوا ہیں خود بخود ہوائی جاذبی کا مسئلہ

زیادہ تر جو نہ کی کشش سے اور ایک تھوڑی حد تک سورج
کی کشش سے سمندر ہیں دو دفعہ مدوجزر ہوتا ہے۔ پانی کا جو حصہ
چاند کے قریب آتا ہے وہ دیکھا ہی عرف کیچ جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ
بندرگاہوں پر ۱۲ گھنٹہ میں سمندر کا پانی دو دفعہ اونچا چڑھتا ہے
اور دو دفعہ نیچوں سے گر جاتا ہے جب سورج اور چاند کی
کشش ایک ہی سمت میں ترکیبی طور پر تقریباً جوار بھاٹے پیدا ہوتے
ہیں اور جب ان کی کشش مخالف سمتوں میں اثر کرتی ہے تو تیموں
سے چھوٹے مدوجزر ہوتے ہیں سطح زمین کے نزدیک ایک بہت
ہوائی تھوڑے ہوتے کا ایک بڑا ہی نتیجہ یہ ہے کہ سمندر میں مدوجزر
ہوا کرتا ہے کہ ہوا ہی ہوتے پانی کے ساتھ نیچے سے سمندر کی
تہہ کی طرف کھنچی ہے مدوجزر جیسے ہمارے ہوا میں قیاس
یہ چاند کی جاذبیت کی کشش سے کرہ ہوائی میں بھی
سمندر ہیں مدوجزر ہوتا ہوگا سب سے سائنس دان کی طریقے
پر ہوا میں مدوجزر کی تحقیقات ہیں صرف ہیں کیونکہ ہوائی مدوجزر
جو بہت ہی چھوٹے ہیں بات غلب ہو جاتے جبکہ ہوائی جہاز ہیں جس زیادہ
استعمال کیے جاتے ہیں اس مسئلہ کی زیادہ اہمیت ہو گئی ہے ہوائی میں مدوجزر
کے معنی ہیں کہ ہوائی جہاز کو ان کو ملاحظہ کی طرح ہوائی مدوجزر کے
اوقات کا خیال رکھنا لازم ہوگا۔ ہیں یہ کہ ہوائی سمندر ماسوائے

صرف چند ایک کارکنوں کے جو بند پانی کی وجہ سے اس کی لگیر کیا نیت میں واقع ہوئی ہیں مدوجزر کے لیے وسط سمندر کا پانی کی سطح کا نشیب و فراز بندرگاہوں سے کہیں کم ہوتا ہے اور دوسرے ہوا پانی سے کئی سو گنا کمی ہو کر ہوائی میں مدوجزر کی وہ خدمت نہیں ہوتی جو تنگ بندرگاہوں میں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک اس صیغہ علم کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہیں کی گئی اور قیاس لہوا میں پارسے کے دیرپا بھی ہونے ہوئی مدوجزر کا پتہ نہیں لگ سکتا جب تک زیادہ وزنی طریقے ایجاد نہ کیے جائیں کے یہ مسائل ایک بڑی حد تک علمی حیثیت سے بازرسیدہ ہیں گے۔

موجوں کی خصوصیات

کرہ ہوائی کے متعلق جو یہ تین معلومات اس کے طبقات، علی کے حاوت کی مفصل دریافت ہر عہد کے ذریعے سے آدمی زیادہ سے زیادہ ایچ سیل کی مدد تک جا سکتا ہو دیا ہیں سب سے دلچسپ اور بجا بہار بھی ہے جو بحر بیچ میں مدوجزر کی بلندی کا حال ہی طوفانوں سے بھی طور پر ہی معلوم ہیں جو ان کی ہیں ایک یا طریقہ ایجاد ہو جس سے ہیں کی بلندی تک کے حالات معلوم کیے جا سکیں اس سے بہتر کوئی اور دلچسپ معلومات کا مفصل ذکر کریں ہو ہوا کی حالت کرہ ہوائی کا تعلق کرتے ہیں

اس طرح کیلیان اور دوسرے ہوائی حالوروں کے سمندر میں رہتے ہیں اسی طرح انسان ہوا کے سمندر میں رہتے ہیں حیوانات ہوا کے ایک سمندر میں رہتے ہیں جو پانی کے سمندر سے کیا لحاظ وسعت اور کیا لحاظ گہرائی کے ہر طرح سے زیادہ وسیع ہیں کا سطح ایک نہایت حصہ خشک ہی جو عوف عام میں بر یعنی کے حالوں سے مشہور ہے

باقی تین چوتھائی حصہ پانی کے سمندروں سے ڈھکا ہوا ہے لہوا سمندر کی وسعت سطح زمین کے مجموعی رقبہ کی تقریباً تین چوتھائی کے برابر ہے لیکن کرہ ہوائی کے تعلق یہ حصہ بیحد دلچسپی اور افادیت سے خالی ہیں کیونکہ سطح زمین کا ایک چپہ چپہ جو خشکی ہے تو ایک حالت ایسی ہے جس میں کرہ ہوائی اور سطح زمین کے درمیان ہوا کے سمندر کی بہت سی مفید خاصیتیں ہوتی ہیں ہوا کی رفتار کے علاوہ سے کرہ ہوائی سطح زمین کی وسعت کے باعث راہ ہوا اب ہوا کا ہونا ضروری ہے اسلئے کہ اس کے بغیر انسان یکدن تک زندہ رہ سکتا ہے لیکن اگر ہوا ایک محدود توجان سب ہو جاتا ہے ہوا کے ہے جو سب سے بیل صورت ہوا اس اگر ہوا کی خفت موجود ہے بھل مختلف ہوتی تو خالص قدرت ہمیں اسقدر ہوا کا نتیجہ

ہوا کے ہوں و لوی اور بیچ کا کلکو

یہ نمونہ ہوا کی کے ساتھ یوں کھلا جا سکتا ہے [illegible] پوں کی ایک نلکی ہی ہے اور اس میں پانی یا ہوا یہ دو کوئی ایک [illegible]

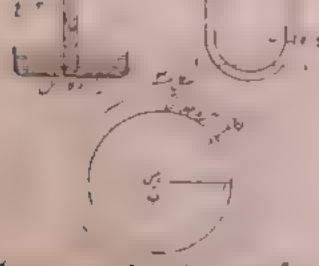

سطح ایک جتنی بلندی پر ہوگی لیکن ایک بازو میں ہوا دوسرے

میں پانی ڈالا جائے تو پانی کی سطح کی بلندی خط مستقیم ۱۰۰-۱ سے اوپر پارہ کی سطح کی بلندی خط ۱۰۰۰ سے اوپر کی نسبت تقریباً ۱۳/۱۴ گنا زیادہ ہوگی اسلئے کہ پارہ پانی سے ۱۳/۱۴ گنا زیادہ بھاری ہے دوسری شکل میں ایک شیشہ کی نلی پارہ سے بھر کر پارہ کے برتن میں الٹی کھڑی کی گئی ہے نلی میں پارہ برتن کے پارہ کی سطح سے ۳۰ انچ اونچا کھڑا ہوتا ہے یوٹیل کی نلی دے تجربوں سے قائم کامل کرکے آپ کر سکتے ہیں کہ یہاں بھی ایک کامل کی نلی ہے جسکا کیفیت ذیل دکھائی نہیں دیتا اس لیے کہ اسمیں ہوا بھری ہوا دوسرے بازو میں پارہ بھرا ہے گویا ۳۰ انچ لمبی پارہ کی نلی ہو کی ایک خیرونی لمبی نلی کے وزن کی وجہ سے پارہ کی ہیرونی سطح سے جس پر ہوا کے وزن کا باؤ ذکر رہا ہے اوپر کھڑی ہے جسکا سطح مستقل میں پانی کی ایک ۱۳/۱۴ گنا لمبی نلی پارہ کی ایک چھوٹی نلی کو سہارا دیئے ہوئے ہے ان تجارب کی بنا پر ہم فوراً کرہ ہوائی کی بلندی کا اندازہ لگا سکتے ہیں بشرطیکہ کرہ ہوائی نیچے سے اوپر تک ایک جتنا کثیف ہو۔ اس شرط کو صحیح مان کر کسان کثافت کی ہوا کے کرہ کی بلندی چونکہ پارہ ہوا سے دس ہزار گنا بھاری ہے ۳۰۰۰۰ انچ یعنی تقریباً ۵ میل نکلتی ہے لیکن چونکہ ہوا جون جون اوپر چڑھتی ہے میں لطیف ہوتی جاتی ہے کرہ ہوا کی بلندی کا اندازہ تو ہمیں باتوں کا لحاظ کرکے تقریباً پینتالیس میل پایا ہے۔ اس علم کے ساتھ ہم کرہ ہوائی کے وزن کا تناسب زمین کے وزن کے ساتھ ریاضی شکل کی مدد سے معلوم کر سکتے ہیں زمین کی کثافت خاکی پانی کے مقابلے میں ۵ ہے۔ خاطر فیر زمین کا برابر رکھنے والے پانی کے ۵ انچ کو کھینچ جائیں تو ان کا مجموعی وزن زمین کے وزن سے کچھ کم ہوگا اب اگر آپ ایک مکعب فٹ پانی کا وزن جننے میں تولیں کا وزن ان اعداد سے آسانی نکل سکتا ہے زمین کا حجم

۲۶۰۰۰۰

درجۂ حرارت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی

Troposphere

Stratosphere

۔۔۔ میں واقع نہیں ہوتی

کا مطالعہ زمانوں سے تاریخ ہوا ہے سنہ ۱۸۳۲ء میں Gleisher نے ایک
غبارہ پر بیٹھ کر ۲۸ ہزار فٹ کی بلندی تک پرواز کی تھی۔ اس کے بعد
سے اب تک بیسویں صدی کے شروع تک اس سے بہت کچھ
کوشش ہوتی رہی ہیں کی گئی ہیں کہ اس بارے
میں جو کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے
کہ زمین کی سطح سے بلندی کے ساتھ ساتھ درجۂ حرارت گھٹتا جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک فرانسیسی سائنس داں نے Sounding Balloon
ایجاد کیا۔ یہ ایک بڑا سا غبارہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ایک
چھوٹا سا آلہ لگا ہوا ہوتا ہے جس سے درجۂ حرارت کا پتہ چلتا ہے۔
اس آلہ کو ایک ریشمی ڈوری کے ذریعہ غبارہ سے لٹکا دیتے ہیں۔
غبارہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ اوپر اٹھتا جاتا ہے۔ جب وہ
بلندی پر پہنچ جاتا ہے تو ڈوری کاٹ دیتے ہیں۔ غبارہ
آہستہ آہستہ نیچے آتا ہے۔ اس طرح درجۂ حرارت کی پوری
تاریخ ہوا کے مختلف حصوں میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس آلہ کو
تھرموگراف (Thermograph) کہتے ہیں۔ دوسرے آلہ کا نام بیرو گراف
Barograph ہے۔ اس سے ہوا کے دباؤ کی پیمائش کی جاتی ہے۔
اس طرح ہوا کے درجۂ حرارت اور دباؤ کے بارے میں جو
معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین کی
سطح سے اوپر جانے پر درجۂ حرارت گھٹتا جاتا ہے۔ یہ
گھٹنا ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد
درجۂ حرارت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس حصہ کو
Stratosphere کہتے ہیں۔ اس کے نیچے کا حصہ
Troposphere کہلاتا ہے۔ اس میں درجۂ حرارت کی تبدیلی
ہوتی رہتی ہے۔ اس کی بلندی ۳۵ ہزار فٹ ہے۔

[illegible]

فیروز الدین احمد

پانی

اسکی خصلت صورتوں اور اسکی عمومیت پر ایک نظر

اور جنوبی امریکہ کے بعض حصوں میں بستے ہیں۔ تاں ۱۸ کہ کے ایک اور وحشی قبیلہ کا یہ خیال ہے کہ ابتدا میں سمندر تھے اور ان کے درمیان ایک جزیرہ تھا جو رفتہ رفتہ دنیا کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ ٹیشش کو بھیا کنڈ ۱۹ میں ایک وحشی قبیلہ ہے اس کے ہاں یہ روایت مروج ہے کہ ابتدا میں پانی تھا اور اس کے اندر ایک چھپکلی رہتی تھی جب اسے بھوک لگی تو وہ پانی کی تہ میں غوطہ مار کے کیچڑ تلاش کرتی وہاں کچھ پانی نگل کر جمع کرتی رہی جس سے بعد ازاں دنیا بنی۔

اہل چین کا خیال ہے کہ بادشاہ کے سوال و جواب کی صورت میں ہو جو اس ملک کے مشہور حکیم کنیوشس سے عالم کی ابتدا کے باب میں پوچھے گئے تھے جس زمانہ میں کائنات کا مادہ سیال تھا یہ ۲۰ ہوا تھوں نے حکیم موصوف کے سوال و جواب کا انگریزی میں کیا ہے شروع میں دو چیزیں پانی اور آگ تھیں۔ پانی کے ساتھ جو چیز میں ملی تھیں ان کے تہ بہ تہ جم جانے سے زمین پیدا ہوئی اگر کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ ہو کر قریب ہوا کی چادروں کو دیکھو تو وہ سمندر کی لہروں کی مانند نظر آئیں گی بعینہٖ ابتدا میں پانی سیلوں جیسا تھا جن میں خلا تھا جو کہ کنول ہیں جم کر ہوا تھا۔

ہندوؤں کی دھرم شاستر میں جہاں نکوین کا ذکر ہے وہاں پانی کو ایک خاص حکمت و تفوق حاصل ہے منو ۲۱ کے تیسرے ادھیائے میں لکھا ہے موجودہ عالم جو بھی ہو خلا سے سوا کوئی جانا اور پہچانا شے موجود نہ تھی مادے نے دنیا پیدا کرنے کا خیال کیا اس نے پانی، روشنی اور مخلوقات وغیرہ پیدا کر دیئے ۲۲ یہ ہے کہ ابتدا میں پانی تھا یہ دنیا بھی زمانوں میں ملی تھی ۲۳ مگر یہ ہے کہ ابتدا میں سمندر میں پانی کو

۱۵ اور ۱۶ ۱۷ اور سمندر میں بعد ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ خوال تہذیب ہندو ۲۳ ۲۴ ۲۵ اور ۲۶ بخار پیس ہسٹاریکل پیڈیا جلد چہارم صفحہ ۲۷۰۔

موجودات کا مبدا و مادہ قرار دیا گیا ہے جس سے آگ اور ہوا تک بنو ہی اپنے سماجات میں لکھتے ہیں ابتدا میں تاریکی چھائی تھی ۲۴ ایشور پرماتما نے اصول اور کیفیتی ابتدائی عناصر خلیہ مع پانی پیدا کئے۔ اس کے اندر اگنی (آگ) تھا۔ اس سے حرارت برآمد ہوئی انڈا نکلا جس کے اندر برہما جی تھے۔ الخ۔

یونان میں سب سے مشہور شاعر ہومر ہے اس نے زمین کنارا میں تصنیف کیے غیر فانی شہرت حاصل کی ہے وہ ایک جگہ عالم کی ابتدا پر بحث کرتا ہے اور سمندر کو اس کا منبع ۲۵ ظاہر کرتا ہے یعنی یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ دنیا سمندر کے پیدا ہوئی تھی اس کے کچھ عرصہ بعد تالیس تقریباً چھٹی صدی قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ یہ شخص یونانی علوم تجزیہ کا مورث اور بانی اول تھا۔ اس نے طبیعات ہیئت وغیرہ کے متعلق کچھ انکشافات کئے اس نے پانی کو اصلی عناصر اور علت اصلی مانا۔ یہ شاید چلا تھیلز ہے جس نے اس مسئلہ کو فلسفیانہ اصول پر ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے شاگردوں نے اس نظریہ کو وسعت دینے کی کوشش کی تالیس کا یہ بھی خیال تھا کہ صوت بگولے پر جو زمین پھیر پانی ہی میں حالتی میں جس سے دوبارہ آمد ہوتی ہیں۔

دنیا کی بہت سی وحشی اور مہذب اقوام کے درمیان یہ روایت مروج ہے کہ دنیا پانی کے وسیلے سے برباد ہو چکی ہے مدت زمانہ میکسیکو کے باشندے آسٹک اور یوکٹن ۲۶ مسلی امریکہ کے باشندے ہاکے کے بیان یہ روایت مشہور تھی کہ دنیا ایک مرتبہ پانی کے خوفناک طوفان اور تین مرتبہ آگ نے ہمیشہ سے برباد ہو چکی ہے بائبل میں طوفان نوح کا ذکر آیا ہے جس سے تمام یا ایک درجہ تک تباہ ہوئی تھی۔ زمانہ حال کے

۱۵ یہ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ہوا ہر شکل ۲۳ بلکہ پیڈیا ۲۴ ۲۵ ۲۶ خوان ڈارٹ ۲۷ بلکہ پیڈیا آف ایجوکیشن صفحہ ۱۰۲۔

ساحل کے ارد گرد حیات کی ایک رنگ تابیہ ہوگئی ہے
جبالوں شہادت ہے قوس اور نہایت حشر ہیر ایک نئے
کے بعد تک ان کی رات سے دن کے سیاہ کئے تھے۔ وہ بچ
جانے تھے۔ سانات اور بہادت کو بردار کرتے تھے جیا ہوں ایسا
نام عبد برت لیتی تکمیل ہے ہیں دنیا کی نما ہی کی ات سا ہیں
کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ زندگی آب سے ہا ہوئی ہاں ان ہیں
گھٹتا جاتا ہے ایک زمانہ ایسا تھا کہ ہمارا کرہ ارض کا حصہ پانی کا
جو جانے کا ہوا ہے دنیا کا ہ ج کا مر جاتا ہے جہاں پانی کا حصہ
گھٹتے گھٹتے بہت تھوڑا رہ گیا ہے صرف بڑے بڑے سمندر اور
اور دہاں کے پرند بند اسان اور رہ گئی سب سوکھ کر ہا ہو جائے
گی۔ دوسرا گمان یہ ہے کہ چند ہزار سال کے بعد دوسرے جانوروں
بھی آنے کا اور دنیا کو ہا دا دے گا۔

فی الحال ہمیں اس دنیا کا کوئی حصہ نہیں ہے جہاں پانی نہ ہو۔ کسی صورت
میں موجود ہو بلکہ بہ حال کے سا سی تا نات کی رو سے ہیں یہ کہنا
بجا معلوم ہوتا ہے کہ ہر پانی کے وجود سے خالی ہیں ہزار سے زیادہ
گنبد لکک کی جو ہیلیوں بہت نظر آتی ہے ہمارت کا کا ہو یہ ثابت ہو گیا
ہو کہ کسی زمانہ میں پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں ہتھر ہتان تھے جیسے
دالے ابلک ملے جاتے ہیں۔ یہ ہیں صاف کھاتے ہیں۔ وہاں
کسی سا ہیں پانی تھا مگر حرارت کے اخراج کے ساتھ گھٹتے گھٹتے بالکل
معدوم ہو گیا۔ اب وہاں نہ سمندر ہے اور نہ دریا ہی ایسے دریا
کے ہم سے پہلا جانا تھا۔ ہمی کے حالہ حالہ حیات ہتیا ہیں نے نہ تھا
ہیں چلے ہیں خیال ظاہر کیا تھا کہ ہیچ ہمسل سیارہ ہے جہاں
انسان رہتے ہیں ہتھوں سے آباد ہے کی حوض سے بڑے بڑے جانوروں
ہزار ہا کی ہیں جنگلی ساخت دیکھی نسان ٹک ہجاتی ہے
وہاں نہیں ہوتی ہیں سالوں سال کی دنیا ہا ہیں ایسی قرار

ف ... ہیں سے زمین سطح زمین ہی ہو کب تو ... طرح ہے
... سطح کی کہاں ... تک حد ... جانا ... اندازہ
... ہوں سے ... سمجھ ... آسمان ... کہ ...
... ہاں اپنے سوتیلے ... ہیں ... اور ... اعتدال کے
زور ... خان ... کب ... یا

... کی سمت ... یا ... شکل پر بھی غالب ... کرکے ... سے ... ہے
... زیر ... ہے | اگر ... کسی ... جوش ... آئے ... یا ... تو
زمین پر چڑھ ... ہے ... ہیں ... کہ ... کب
اور ... سب ... ستون ... کے ... کی ... کی ... کی
نکلی اور ... اصل ... میں ... کروڑ ... کا ... ہے ... میں ... ہے ... سمندری
پانی ... اور ... خشکی ... زمین ... بالفاظ ... گرچہ ... کو ... میں ... ہاتھ ... ہے
میلوں ... سمندر ... اور ... جھیلیں ... وغیرہ ... قطعات ... کی ... زمین ... وسعت ... ہے
پانچ ... کروڑ ... مربع ... میل ... خشکی ... ہے ... ہے ... ایک ... حصے ... پر ... انسان ... آباد ... ہیں ... اور
دوسرا ... حصہ ... اور ... جنگلوں ... اور ... پانی ... کا ... ہے ... ہوا ... ہے ... سمندر ... کا
عمق ... ہوا ... ہے ... ہے ... گہرا ... بعض ... مقامات ... میں ... اس ... سے ... بھی ... گہرا
ہے ... بحر ... جزائر ... مرغب ... منہ ... شمال ... و ... حرارت ... جزائر ... فوس ... ۱۲۲
فیدم ... گہرا ... ہے ... اور ... بحر ... الکاہل ... میں ... گہرائی ... سے ... پیمائش ... جا ... ہے ... جو ... سب ... بڑی
سے ... بڑی ... گہرائی ... ۳۰۰۰ ... ہوئی ... ہوا ... ہوئی ... ہے ... اب ... اندازہ ... کیا ... جا ... سکتا ... ہے
کہ ... کتنا ... پانی ... ہزار ... ہا ... سکتا ... کتنی ... ہوگی

انسان ... خلاصہ ... کہا ... جا ... سکتا ... ہے ... کہ ... بہت ... ہی ... معمولی ... سا ... پانی ... ہے ... کہ ... ایک
نقطہ ... سی ... نیا ... کہ ... بحر ... ہوا ... ہے ... سے ... ایک ... ہزار ... کرہ ... تذب ... سب ... ہی ... سب
انسان ... کے ... بدن ... میں ... جو ... دو ... ہی ... بدن ... انسانی ... ہر ... نقطہ ... خلاصہ ... کا
مجموعہ ... ہو ... پانی ... جا ... ہا ... انسانی ... میں ... ۱۰ ... حصہ ... ہوا ... ہے ... جو ... ہوا ... ہو ... ہوا ... ہے ... سکتا
ہوا ... ہی ... اور ... ہیں ... ہے ... کے ... اور ... سے ... ہے ... ہوا ... ہے ... ہوا ... ہے ... ہے ... جا ... سکتا

سلہ ... گیس ... ہے ... ہے ... ہر ... ہر ... ہے ... جا ... ہے ... کے

حساب ... ہوا ... سطح ... انسان ... کے ... جسم ... کا ... ہوتا ... ہے ... ایک ... من ... تیس ... سیر ... ہوا ... ہے
... میں ... ۱۵ ... ہے ... چوتھائی ... سیر ... ہے ... پانی ... ہوا ... یا ... ہوا ... اور ... تیسرا
... کے ... حصے ... میں ... جو ... حرارت ... ہے ... ہوتا ... ہے ... ان ... حصوں ... پانی ... کا ... ہزار ... واں
نصف ... ہیڑن ... سے ... کم ... ہے

... پانی ... کی ... بیسا ... عجیب ... چیز ... ہے ... ہوا ... ہوا ... ہے ... دو ... ہزار ... واں ... نمک ... مخلوط
اور ... محض ... شامل ... ہوتا ... ہے ... ہر ... ہزار ... میں ... محض ... ۳۵ ... ہوتا ... ہے ... ایک
شخص ... آکسیجن ... کہا ... جاتا ... ہے ... کی ... کو ... شخص ... سے ... کہا ... جاتا ... ہے ... ہوا ... یا ... ہوا ... کو
کولس ... عالم ... کی ... جس ... نے ... اس ... کو ... خارج ... کر ... دیا ... اسے ... جدا ... اور ... اور
ارباب ... کیمیا ... اس ... تجربے ... کرتے ... رہے ... اور ... اب ... یہ ... رتبہ ... پایہ ... ثبوت ... کو
پہنچ ... گیا ... ہے ... کہ ... پانی ... ہائڈروجن ... اور ... آکسیجن ... سے ... مرکب ... ہے ... اس ... الذکر ... ۱۱
فیصدی ... اور ... ثانی ... الذکر ... ۸۹ ... ۰۰۰ ... فی ... صدی ... مقدار ... میں ... پانی
جاتی ... ہے

پانی ... کی ... تین ... حالتیں ... | پانی ... کی ... تین ... بڑی ... صورتیں ... ہیں ... جیسے ... ہر ... کرۂ ... ارض ... پر
اس ... کے ... سوا ... اور ... صورتوں ... میں ... اور ... کیفیات ... کے ... ساتھ ... مخلوط ... بھی ... پایا
جاتا ... ہے ... مگر ... غیر ... مخلوط ... اور ... نیز ... مرکب ... حالت ... میں ... اسکی ... تین ... ہی ... صورتیں ... ہیں
یعنی ... مائع ... ٹھوس ... یا ... بھر ... کہ ... حالت ... میں ... کیس ... یعنی ... گرمیٹر ... قیاس ... الوار ... کے
درجہ ... صفر ... اور ... درجہ ... ہیٹ ... حرارت ... کی ... ہوا ... ڈالی ... کی ... نمکین ... سیال
مستاجر ... اور ... اس ... سے ... نیچے ... منجمد ... ہو ... جاتا ... ہے ... اور ... اس ... نہ ... آوے ... کے ... اور ... گرمی ... اور
موجود ... کے ... ہوا ... ڈالی ... پر ... بالکل ... اور ... پتلی ... سیال ... صورت ... میں ... کر
بخارات ... ہو ... جاتا ... ہے ... پانی ... کی ... ٹھنڈی ... سے ... ٹھنڈی ... درجہ ... ہوا ... گرمی ... سنتی ... گرمیٹر
حیات ... کی ... حرارت ... پر ... ہوتی ... ہے ... اسکی ... حرارت ... نوع ... سونے ... ہیٹ ... درجہ ... گیس
کے ... سب ... ہی ... سے ... زیادہ ... کہ ... پانی ... کو ... روئی ... یا ... گھاس ... یا ... گیس ... کی
طرح ... اکھیجا ... ٹھوس ... نہیں ... بنایا ... سکتا ... اگر ... بندوق ... سے ... خاص
پانی ... کو ... کیک ... ساتھ ... فولاد ... کی ... نلک ... بہت ... ہی ... ملکا ... نگون ... ہوتا ... ہے ... جس ... پانی
میں ... کہ ... سیسہ ... کا ... بوجھ ... ہو ... وہ ... نیچہ ... نشان ... ہوتا ... ہے ... اور ... اس ... میں ... سے

کوئی شے نظر نہیں آتی لیکن گرمیوں کے دنوں میں ہوا میں نمی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے اور ہوا کے ٹھنڈا ہونے سے یہ نمی پانی کے قطروں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح سردیوں کی راتوں میں جب ہوا ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو اس میں موجود نمی برف کے ذرات کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح بارش، برف اور اولے بھی بادلوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) سیال پانی: سب سے پہلے سیال پانی کی طبعی حالتوں اور قسموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلی قسم سمندر کا پانی ہے۔ سورج کی گرمی سے بخارات اٹھ کر ہوا میں جاتے ہیں اور جب کرہ ہوا کے کسی سرد طبقہ میں پہنچتے ہیں تو بادلوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر بارش بن کر زمین پر آجاتے ہیں مگر یہ سوا سے گرتے وقت اپنے ساتھ کئی چیزیں بھی لیتا ہے۔ مثلاً نوشادر، سوڈیم کلورائیڈ اور دیگر قسم کے معدنی نمک اور کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی پایا گیا ہے جس نقطہ پر یہ بخارات جمع ہوتے ہیں اور زمین کو لوٹتا ہوتا ہے تو بارش کے پانی میں گنہ حد کاربن آب ہو جاتا ہے دوسری قسم جاری پانی ہے جو دریاؤں اور ندی نالوں اور تالابوں میں ہوتا ہے۔ بارش کے پانی سے کہ خالص ہوتا ہے اسکے مقابلہ جو چیزیں پانی جاتی ہیں وہ اس زمین کی نوعیت اور وہ چیزیں ہیں موجود ہوتی ہیں جسکے درمیان سے گزرتا ہوا ہے اس پانی میں نمک نوشادر، نمک الملی کے سلفائٹ اور کبھی قسم کی نمکیات ہوتی ہیں علاوہ ازیں لوہے اور سنگیئر کی بھی مقدار پائی جاتی ہے اور کسی قسم کی نباتات کے ٹکڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ تیسری قسم طبعی پانی کی کنوئیں کا پانی ہے جو کنوؤں سے نکالا جاتا ہے اور جو اسکے اندر زمین کے گہرے اور اندرونی طبقوں سے آکر جمع ہوتا ہے۔ پانی دیہاتی قصبات میں کھارا اور پینے

اور نہانے دھونے کے کام آتا ہے اگر اس میں چونے کا حصہ زیادہ ہو تو بھی کھارا ہوتا ہے جس سے بیضہ لیہ کی زیادتی ہو جاتی ہے اس لیے ایسے پانی کو استعمال میں نہ لانا چاہیئے اس پانی کے ساتھ شورہ اور نوشادر پایا جاتا ہے اس سے اس کا ذائقہ کھاری ہوتا ہے اور یہ بتا دیتا ہے کہ اس میں کاربونیٹ حل ہے اور جو دھونے کے کام آتا ہے اور اگر اس میں کاربونیٹ کی مقدار زیادہ ہو تو اس کا پانی بہت خالص ہوتا ہے اور اس میں کاربونیٹ کی مقدار کم ہوتی ہے اس کی معدنیات کی مقدار بھی بہت کم ہوتی ہے اور جو اکثر کسی قسم کی بیماریوں کے علاج میں کام آتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شیریں پانی ہوتا ہے جسکے اندر نمکیات کی مقدار بہت کم ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اور علاوہ ازیں سلفیٹ کی ایسے بیسٹ بکاربونیٹ بھی پایا جاتا ہے سوڈیم کلورائیڈ یا نمک کی مقدار بھی بہت کم ہوتی ہے۔ نمکین پانی میں ہوتی ہے یا نمکین پانی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ سمندری پانی ہر جگہ مختلف ہوتا ہے یہ قسم کے نمکیات اور دریاؤں کا پانی کڑوا ہوتا ہے جو قابل نمک ہوتا ہے اس میں کئی قسم کی اشیاء مخلوط حالت میں پائی جاتی ہیں اسکا ذائقہ نمکین ہوتا ہے بخارات بن کر جو پانی زمانا ہوا ہے بالکل صاف ہوتا ہے اور اسکے لطیف اجزا سمندر میں رہ جاتے ہیں وہ مختلف موسموں میں سمندری پانی کے ساتھ مختلف تبدیلیوں میں مختلف تناسب اور مقدار میں پائی جاتی ہیں بخارات بننے سے بچ جاتی ہیں جو نمک سے بھرا ہوتا ہے جس سے پینا ناممکن ہو جاتا ہے اس کا مطلب ہے کہ کیلشیم اور سنگ سلیکیٹ کی مقدار خاص تناسب سے اسکے اندر موجود ہے۔

(۲) زمینی کی نمکیات پانی کی دوسری صورت یہ ہے جسکی نمکیات مختلف حالتوں کھا جاتا ہے جب پانی زمین سے نکلتا ہے تو اسکی حیثیت یہ ہوتی ہے جو ہوا جاتی ہے یہ جب زمین کے اندر

ہیں پانی طاہر ہے، اور تبدیلی صورت ہوسکے، درجہ حرارت بڑھنے پر بخارات بن کر اڑ جاتا ہے اگر ہوا میں نمی ہو تو ہوا بخارات سے سیر ہو جاتی ہے مگر جب درجہ حرارت بہت بڑھ جائے تو بہت سی نمی صورت بدل جاتی ہے جیسے چائے کے کھولتے ہوئے پانی اور بھاپ میں پانی پہلے سے آپ بڑھ جاتا ہے جیسے بخارات قطرہ کے کہ زمین پر پہنچتے ہیں تو وہ بھی جم جاتے ہیں اور برف کے تکاون کی صورت میں برسیاتی مقامات میں گرتے ہیں اور نہ بہ تکون بھی کہا تخم بنا لیتے ہیں۔ دوسری مصنوعی برف ہوتی ہے جو تہ بہ تہ بڑے شہروں میں گرمی کے موسم میں برف بنتی ہے اور سب چھوٹے بڑے شربت، پانی میں ڈال کر پیتے اور اپنے کلیجہ کی سوزش بجھاتے ہیں۔

(۳) پانی بخارات یا گیس کی صورت میں

پانی تیسری صورت میں بخارات یا گیس جو ہوا کرہ ہوا اس کا مسکن ہے ہوا کی خنکی اور گرمی بخارات کی کثرت و قلت پر منحصر ہے۔

پانی کا ایک گرام پتلے کے برابر وزن جب ۱۰۰ ڈگری سنٹی گریڈ پر بھاپ بنتا ہے تو اسکے لیے حرارت کی ۵۳۷ ڈگری الحرارتیان درکار ہوتی ہیں جو اسکے انجذب ہو کر اسکی ہیئت کو بدل دیتی ہیں بھاپ کا کوئی رنگ نہیں ہوتا اور بالکل صاف ہوتی ہے لیکن اگر یہ ہوا کے تو انجذاب واقع ہوتا ہے اور بخارات ہوا میں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں آفتاب کی حرارت سے سمندر یا دنیا کی تمام جھیلوں، ندی نالوں اور سمندروں سے ہر وقت بیشمار بخارات اڑتے رہتے ہیں اور کرہ ہوا میں پہنچ کر جمع ہو جاتے ہیں جب ہوا کی نمی، نمین، ثانی حالت میں بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے بہت ہوتی ہے تو بادل کی شکل میں ہو جاتی ہے بادل ہوا سے ہلکے یا بھاری ہوتے ہیں بلکہ زمین پر آجاتے ہیں جاتے رہتے ہیں جہاں سے حرارت نمین یعنی ہوا پر جھکیل دیتی ہے اسی طرح آوا گون کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور پانی گنگا کی طرح ہر ملک خاص کر طبعی

اسی طرح ہوا بھاپ بنتا ہے شہروں سے بڑا آبی ذخیرہ آخر یہ بھی پانی کے خزانہ جانور نباتات کی پانی کے وجود سے بیشمار فائدے حاصل ہوتے ہیں نباتات کی اسے رونق کہنا بجا ہے نہ ہوگا اسکے بغیر انکی زیست ناممکن ہے پھل پھول و ذخیرے بھی پانی کی احسان مند ہیں حضرت انسان بھی اپنے کو اس کے احسانوں سے بری نہیں کر سکتے ہوسے دیکھ درجہ پر پانی ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے یہ ہمیشہ اور ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا ہے پیدائش سے لیکر زندگی تک ہماری ہر کوشش رہتا ہے جب ہم اس عالم میں داخل ہوتے ہیں تو ہمارا یہ خیر مقدم کرتا ہے اور ہمارے ہاتھ پاؤں اور بدن کو پاک صاف کر کے اس دنیا کے تماشا گاہ میں لاتا ہے اور پھر جب ہم یہاں سے بھاگے جہاں کو کوچ کرتے ہیں تو بھی تبرکے کنارہ تک ہمارا ساتھ دیتا ہے دور دراز مسافت میں جو گرد و غبار ہمارے پاؤں دامن اور چہروں کو لگ جاتا ہے اور تہ خاکیوں سے منسوب ہو جاتے ہیں آخری غسل کے وقت پانی اسے صاف کرتا ہے اور ہم پاک و شفاف ہو کر ملک عدم کی سرحدوں میں داخل ہوتے ہیں۔ پانی کے ہر پرستار احسان ہیں جس سے سبکدوش ہونا چاہئے ساتھی سے بھی ہے بیماری کی حالت میں ہماری کئی ضروری خدمات بجا لاتا ہے دوا کے ساتھ مل کر جسم کے اندر داخل ہوتا ہے اور زخمی ہو کر جسم کو جسم سے خارج کرنے میں شامل حال رہتا ہے مسلمان کو صاف کر کے سینہ کے لیے ساتھ صاف کر دیتا ہے جو اسی کا چھپا جاتی ہے جب حرارت بدن میں اعتدال سے بڑھ کر ہمیں پریشان کرتی ہے تو اسوقت سرد پانی یا برف اسے گھٹا کر ہمیں تسکین دیتی ہے مسہلات کے ساتھ ملکر جاتے ہیں کھانوں کو ہضم کرتا ہے جب ہم تو انا و تندرست ہوتے ہیں تو پانی ہماری صحت و طاقت کو برقرار رکھنے میں بڑا ساتھی ہوتا ہے ہمارے بدن کو کئی قسم کی غلاظتوں سے صاف کرتا ہے ہمیں اچھے کپڑے اسی کی بدولت پہننے نصیب ہوتے ہیں ہماری رفیق غذاؤں کے ساتھ ملکر پانی ملے

دل و دماغ کو تازگی اور قوت دیتا ہے۔ ہماری عمارتوں میں بھی پانی حاصل ہو جائے تو ہر مکان سے بہتر حصہ اضافہ ہو جائے۔ مکان کے اندر پانی کے نل ہوں اور ان میں سے پانی کا فوارہ نکلتا ہو۔ یہ بات بہت ضروری ہے اور ہر مسلمان کو اس کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر پانی کے بغیر پاخانہ کی صفائی ہو سکے تو بہت اچھا ہے۔ اگر پانی ہو تو بہتر ہے کہ پاخانہ سے پیشاب کی جگہ علیحدہ ہو۔ پیشاب کی جگہ سے پانی بہہ کر پاخانہ کی جگہ آئے اور وہاں سے بہہ کر نالی میں جائے۔ اس طرح پانی کم خرچ ہوگا اور صفائی بھی اچھی ہوگی۔ اگر پانی کی کمی ہو تو ایک ہی پانی کئی دفعہ کام میں لایا جا سکتا ہے۔ مثلاً وضو کا پانی پاخانہ کی صفائی کے کام آ سکتا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی تدبیریں ہیں جن سے پانی کی کمی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اگر ان تدبیروں کو کام میں لایا جائے تو ہمارے گھروں میں پانی کی کمی نہ رہے۔

پانی کی فراہمی کے بعد اس کا صاف رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً پانی کے ذخیرہ کو ڈھانک کر رکھنا چاہیے۔ اس میں کوئی چیز نہ پھینکنی چاہیے۔ اس میں کپڑے نہ دھونے چاہئیں۔ اس میں نہانا نہیں چاہیے۔ اس میں کوئی جانور نہ جانے پائے۔ اس کے قریب پاخانہ نہ ہونا چاہیے۔ اس کے قریب کوئی گندی چیز نہ رکھنی

ہوں انہوں احسان نے کانپیں کے نفس ان تمہ رصفحہ ۱
ے کہ سنہ تین ہو۔ سی ہی جب پہلے پہل ہیلوی کا تو ہیک گیا تو نی
کی ایک کہانی جزیرے بیڈ۔ رحمن سے کام۔ یا گیا تھا اور اب
بھی جا رہا ہے

غرض کہ پانی کی تمام و احسانات کا ان کے کرکیا جائے
زمانہ حال کے سائنس نے سکے منعامات اور تو کو پہلے اچھی طرح
ظاہر کر دیا ہے

(منقول از ترقی)

مصنوعات دکن

ارباب سیاست مدن کا جو یہ فرقہ جس نے تمام نوع انسان کو ایک مستقل علم بنایا ہے اور ترقی و تنزل ملک کے اسباب اور ان کے معالجات کی کان تجویز کرنے کے ساتھ مدون کیا ہے دولت کی تعریف اس طرح کرتا ہے کہ۔ دولت سونا یا سونے چاندی کا نام نہیں ہے بلکہ اشیاء احتیاج اور سامان عیش و آرام کا نام ہے اس لیے جو اصول سیاست ان کے اصول کے کسی حصہ کے تحت ہونگے وہ اور ہمارے اس قول کی تصدیق کریں گے کہ زمانہ اور سرشوشا رائیس ہی ملک ہر جہان کے باشندے اپنے اشیاء احتیاج کو اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے ہیں اور اپنے ملک والوں کی ضروریات کے پورا کرنے کے بعد دوسرے شہروں کو بھیجتے ہیں تاکہ ان کی دولت کو اپنی محنت کے ذریعہ سے اپنی طرف جذب کریں جو ملک اپنے حوائج ضروری آپ پیدا نہیں کرسکتا بلکہ تمام خورد و فروش آمد و آمد اس کے اسباب عیش و تعیش کا دست نگر رہتا ہے ایسے ملک کی اگر وہ بدستور نہ کمین تو یہ نہیں ہے۔ جیسے کہ اہل ملک دکن جو بالفاظ دیگر جو ملک اپنے حوائج ضروری دوسرے سامان خود ان کا تیار کرنے کے صنعت سے برابر کرسکتا ہو۔ یہ وہ ملک ہے جسے کہ انجیل انگلستان ہے۔ اب میں اس مطلب کو کہ ہمارا ملک دکن ایک مخلص ملک ہے اور انگلستان ایک تعلقہ ملک ہے کسی قدر وضاحت سے بیان کیا چاہتا ہوں۔ ہم لوگ جس قدر اشیاء احتیاج و سامان عیش و آرام مکمل کرتے ہیں وہ ہمارے ملک کی بنی ہوئی نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام اشیاء امریکہ، لندن، یا جرمن یا فرانس یا امریکہ کی بنی ہوئی ہوتی ہیں اسی بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمارا ملک ایک ایسا ملک ہے جو اپنے مصنوعات سے زیادہ باشندوں کے لیے کافی سامان آرائش کے ساتھ مہیا کرسکتا ہے غیر ملکی اشیاء کا تبادلہ کرتا ہے برعکس اسکے انگلستان ایسا ملک ہے جو اپنے باشندوں سے گزر کر ہماری حاجات پوری کرتا ہے بلکہ آج تمام ہندوستان اس کا محتاج ہے علاوہ اسکے ہر جہاز دیکھتے ہیں کہ ہمارے احتیاج ہر قسم کے پارچہ آلات آہنی و چینی سے صابون و سلائی سوئی و تمباکو تک جو ممالک ترقی یافتہ سے پہلے آتے ہیں اور ہمارے ملک کے سوائے اجناس علم کے کوئی چیز دستکاری کی نہیں جاتی اور یہاں بھی ہو تو اس قدر کہ اس کا عشر عشیر ہماری ضرورتوں کو نہیں پورا کرسکتا ہے ہم یہاں اصول علم پولیٹیکل اکانومی سے بحث کرنا نہیں چاہتے لیکن جو کچھ اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ ایک مسلمہ اصول ہے اب ہمیں نظر ان کی تو یہ حاصل مطلب ہے کہ دکن کن کن صنعتوں کے لحاظ سے مشہور ہے کے ذریع کا نمبر کب تھا کی طرف متعلق کرتا ہوں۔

دکن کی گذشتہ اور موجودہ مصنوعات پر بحث کرنے کے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تجارت کا حال بھی لکھا جائے لیکن چونکہ اس کا صحیح حال معلوم نہیں ہے اس لیے صرف اندازہ کرتا ہوں اور اندازہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ دکن میں پیداوار اور مصنوعات اور تجارت ۱۰۰ برس پہلے صدی عیسوی میں جو کچھ تھی اس کا اندازہ لگانا ہے۔

---

۵۷ بڑی صنعت اور تجارت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ مرتب۔ یہ مضمون اسطلاع الاس اطلاع کہاں سے حاصل کیا ہے۔ مرتب

۵۸ نگارندہ گیرو دولت آباد است۔ ۱۲

دکن سے نکالا گیا تو یہاں میں آکر کچھ عرصہ رہا۔ پھر یہاں سے ہوتا ہوا بیجاپور چلا گیا۔ وہاں سے اس کی بلائیں ٹلا تو پھر واپس آیا اور یہیں رہ گیا۔ اب تک اس کی نسل کی کئی پشتیں یہاں گزر چکی ہیں۔ ان کی زبان بھی دکنی ہو گئی ہے۔ ان کی شکل و صورت بھی دکنی ہو گئی ہے۔ ان کے رسم و رواج بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے کھانے پینے کے طریقے بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے لباس بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے مکان بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے خیالات بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے جذبات بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے تعلقات بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے رشتے بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے دوست بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے دشمن بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے دوست بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے دشمن بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے دوست بھی دکنی ہو گئے ہیں۔ ان کے دشمن بھی دکنی ہو گئے ہیں۔

دکن کی قدیم دستکاری | یہ تو دکن کی پرانی دستکاری کا حال ہوا۔ اب رہا دکن کے قدیم دستکاری کے نمونوں کا سلسلہ۔ اس کا حال بھی ہمیں معلوم ہے لیکن ہمارے دکن میں ایسا کوئی نمونہ موجود نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس کا حال بیان نہیں کر سکتے۔ ہم نے اس کا حال بیان کرنے کے لیے دکن کے مختلف شہروں میں جانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن ہمارے ارادے پورے نہیں ہوئے۔ اس لیے ہم اس کا حال بیان نہیں کر سکتے۔ ہم نے اس کا حال بیان کرنے کے لیے دکن کے مختلف شہروں میں جانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن ہمارے ارادے پورے نہیں ہوئے۔ اس لیے ہم اس کا حال بیان نہیں کر سکتے۔

تیرھویں صدی عیسوی میں سلطان علاؤالدین نے دکن میں جب سے کاریگروں کو گجرات، دہلی، گولکنڈہ، حیدرآباد وغیرہ سے بلا بلا کر آباد کیا تھا اس کے بعد تو خلجی نے چودھویں صدی عیسوی میں لشکر بار کے قریب بہت سی دستکاریوں کا سلسلہ دکن میں قائم کیا تھا۔ اس کے بعد بہمنی سلطنت نے بھی بہت سے دستکاروں کو بسایا تھا۔ لیکن دکن کے صنعتوں کی اعلیٰ درجہ کی ترقی کا زمانہ چودھویں صدی عیسوی سے شروع ہوا۔ اس صدی عیسوی تک یہاں بہمنیہ سلطنت کے زمانہ کے قائم کیے ہوئے کارخانے بھی موجود تھے۔ ان کارخانوں کے علاوہ بہت سے نئے کارخانے بھی قائم ہوئے۔ ان کارخانوں میں بہت سے کاریگر کام کرتے تھے۔ ان کاریگروں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ ان کاریگروں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ ان کاریگروں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔

ہمدردانہ اشتہار اور انصاف کرنا | دکن میں سب سے زیادہ قابل ذکر یہ بات ہے کہ یہاں سے ایک خاص قسم کی دستکاری نیست و نابود ہو گئی یعنی ہمدردانہ اشتہار اور انصاف کرنا۔ یہ سلطنت عثمانیہ میں ہے۔ اس کو گولکنڈہ سے الحاق ہونے کے قبل تک اس ریاست کے مستقل اور جزوی ضلع کی کانوں میں بیس ہزار آدمی کام کرتے تھے اور حیدرآباد اور گولکنڈہ دونوں نے اس صنعت کے لیے مشہور تھے۔ ہمارے پاس سیاحوں نے ان کی صنعت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ سو صرف ایک فرنچ سیاح ٹیورنیئر نے ۱۶۶۵ء میں دولت گولکنڈہ کا ہوا اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ہیرے اچھے اچھے کاریگر بادشاہ دکن کے لیے کٹری کے کام بنا رہے تھے ہیں اور کانوں کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ جو ہیرے کو بھی اس نے اپنے کام میں رکھ چھوڑا ہے بیش بہا جواہرات کا نام لیتے ہیں کہ ہوتا ہے اور کہتے رکھا ہے کہ لوگ جو کام کرتے ہیں اس کا بھید کسی کو نہ بتاتے ہیں ایسے کہ اور لوگ سب کو یہ بھید معلوم ہو جاتا ہے۔ گولکنڈہ کے جہاں کاریگر ایسے ایسے بیش قیمت جواہرات کام کرتے ہیں اور وہ ان سے طلب کرتے ہیں۔ یہ قلعہ کے کاریگر اپنے کام کے نام پتھروں کے بتلانے میں بڑے ہوشیار ہیں اور گو وہ کچھ اللہ دیتے ہیں گزارہ کرنے کے لیے ان کو تھوڑی سی دست لتی ہے مگر وہ ان کو یہ لوگ بہت دن کی کمائی سے کاٹتے ہیں جس کاریگر کا ان بتلاتا ہے تو وہ اس کا حصہ ایک خاص حد تک ہوتا ہے۔ اس کا حصہ جو ہیرے کے معدن کی کان میں کام کرتا ہے اس کا کام کرنا ہے

سلہ [illegible] لکھے کے زیر کنٹرول [illegible]

ہوتا ہے کہ ہر سال ۱۵ مئی کو ہر ایک بندرگاہ میں ایک جہاز روانہ کیا جاتا ہے جو ۱۵ مئی کو واپس آتا ہے۔ اس طرح ہر ایک بندرگاہ میں ہر سال ۱۵ مئی کو ایک جہاز آتا ہے اور ۱۵ مئی کو ایک جہاز روانہ ہوتا ہے۔ اس طرح ہر سال ۱۵ مئی کو ایک جہاز آتا ہے اور

تعمیر اس مسجد میں [illegible] کنکر اور [illegible] ہیں

۱ [illegible] اس کی قیمت سستا [illegible] ہے

۲ [illegible] مگر پرچہ [illegible] ہے

۳ [illegible] کم [illegible] ہے

۴ [illegible] اس کی [illegible] ہے

۵ [illegible] اور [illegible] ہے

۶ [illegible] ہے

۷ [illegible] ہے

۸ [illegible] ہے

۹ [illegible] ہے

۱۰ [illegible] ہے

۱۱ [illegible] ہے

۱۲ [illegible] ہے

۱۳ [illegible] ہے

۱۴ [illegible] ہے

۱۵ [illegible] ہے

۱۶ [illegible] ہے

۱۷ [illegible] ہے

۱۸ [illegible] ہے

۱۹ [illegible] ہے

۲۰ [illegible] ہے

۲۱ [illegible] ہے

۲۲ [illegible] ہے

۲۳ [illegible] ہے

۲۴ [illegible] ہے

۲۵ [illegible] ہے

۲۶ [illegible] ہے

۲۷ [illegible] ہے

۲۸ [illegible] ہے

۲۹ [illegible] ہے

۳۰ [illegible] ہے

۳۱ [illegible] ہے

۳۲ [illegible] ہے

۳۳ [illegible] ہے

۳۴ [illegible] ہے

۳۵ [illegible] ہے

۳۶ [illegible] ہے

۳۷ [illegible] ہے

۳۸ [illegible] ہے

۳۹ [illegible] ہے

۴۰ [illegible] ہے

۴۱ [illegible] ہے

۴۲ [illegible] ہے

۴۳ [illegible] ہے

۴۴ [illegible] ہے

۴۵ [illegible] ہے

۴۶ [illegible] ہے

۴۷ [illegible] ہے

۴۸ [illegible] ہے

۴۹ [illegible] ہے

۵۰ [illegible] ہے

۵۱ [illegible] ہے

۵۲ [illegible] ہے

۵۳ [illegible] ہے

۵۴ [illegible] ہے

۵۵ [illegible] ہے

۵۶ [illegible] ہے

۵۷ [illegible] ہے

۵۸ [illegible] ہے

۵۹ [illegible] ہے

۶۰ [illegible] ہے

۶۱ [illegible] ہے

۶۲ [illegible] ہے

۶۳ [illegible] ہے

۶۴ [illegible] ہے

۶۵ [illegible] ہے

۶۶ [illegible] ہے

۶۷ [illegible] ہے

۶۸ [illegible] ہے

۶۹ [illegible] ہے

۷۰ [illegible] ہے

۷۱ [illegible] ہے

۷۲ [illegible] ہے

۷۳ [illegible] ہے

۷۴ [illegible] ہے

۷۵ [illegible] ہے

۷۶ [illegible] ہے

۷۷ [illegible] ہے

۷۸ [illegible] ہے

۷۹ [illegible] ہے

۸۰ [illegible] ہے

۸۱ [illegible] ہے

۸۲ [illegible] ہے

۸۳ [illegible] ہے

۸۴ [illegible] ہے

۸۵ [illegible] ہے

۸۶ [illegible] ہے

۸۷ [illegible] ہے

۸۸ [illegible] ہے

۸۹ [illegible] ہے

۹۰ [illegible] ہے

۹۱ [illegible] ہے

۹۲ [illegible] ہے

۹۳ [illegible] ہے

۹۴ [illegible] ہے

۹۵ [illegible] ہے

۹۶ [illegible] ہے

۹۷ [illegible] ہے

۹۸ [illegible] ہے

۹۹ [illegible] ہے

۱۰۰ [illegible] ہے

۱۰۱ [illegible] ہے

۱۰۲ [illegible] ہے

۱۰۳ [illegible] ہے

۱۰۴ [illegible] ہے

۱۰۵ [illegible] ہے

۱۰۶ [illegible] ہے

۱۰۷ [illegible] ہے

۱۰۸ [illegible] ہے

۱۰۹ [illegible] ہے

۱۱۰ [illegible] ہے

۱۱۱ [illegible] ہے

۱۱۲ [illegible] ہے

۱۱۳ [illegible] ہے

۱۱۴ [illegible] ہے

۱۱۵ [illegible] ہے

۱۱۶ [illegible] ہے

۱۱۷ [illegible] ہے

۱۱۸ [illegible] ہے

۱۱۹ [illegible] ہے

۱۲۰ [illegible] ہے

۱۲۱ [illegible] ہے

۱۲۲ [illegible] ہے

۱۲۳ [illegible] ہے

۱۲۴ [illegible] ہے

۱۲۵ [illegible] ہے

۱۲۶ [illegible] ہے

۱۲۷ [illegible] ہے

۱۲۸ [illegible] ہے

۱۲۹ [illegible] ہے

۱۳۰ [illegible] ہے

۱۳۱ [illegible] ہے

۱۳۲ [illegible] ہے

۱۳۳ [illegible] ہے

۱۳۴ [illegible] ہے

۱۳۵ [illegible] ہے

۱۳۶ [illegible] ہے

۱۳۷ [illegible] ہے

۱۳۸ [illegible] ہے

۱۳۹ [illegible] ہے

۱۴۰ [illegible] ہے

۱۴۱ [illegible] ہے

۱۴۲ [illegible] ہے

۱۴۳ [illegible] ہے

۱۴۴ [illegible] ہے

۱۴۵ [illegible] ہے

۱۴۶ [illegible] ہے

۱۴۷ [illegible] ہے

۱۴۸ [illegible] ہے

۱۴۹ [illegible] ہے

۱۵۰ [illegible] ہے

۱۵۱ [illegible] ہے

۱۵۲ [illegible] ہے

۱۵۳ [illegible] ہے

۱۵۴ [illegible] ہے

۱۵۵ [illegible] ہے

۱۵۶ [illegible] ہے

۱۵۷ [illegible] ہے

۱۵۸ [illegible] ہے

۱۵۹ [illegible] ہے

۱۶۰ [illegible] ہے

۱۶۱ [illegible] ہے

۱۶۲ [illegible] ہے

۱۶۳ [illegible] ہے

۱۶۴ [illegible] ہے

۱۶۵ [illegible] ہے

۱۶۶ [illegible] ہے

۱۶۷ [illegible] ہے

۱۶۸ [illegible] ہے

۱۶۹ [illegible] ہے

۱۷۰ [illegible] ہے

۱۷۱ [illegible] ہے

۱۷۲ [illegible] ہے

۱۷۳ [illegible] ہے

۱۷۴ [illegible] ہے

۱۷۵ [illegible] ہے

۱۷۶ [illegible] ہے

۱۷۷ [illegible] ہے

۱۷۸ [illegible] ہے

۱۷۹ [illegible] ہے

۱۸۰ [illegible] ہے

۱۸۱ [illegible] ہے

۱۸۲ [illegible] ہے

۱۸۳ [illegible] ہے

۱۸۴ [illegible] ہے

۱۸۵ [illegible] ہے

۱۸۶ [illegible] ہے

۱۸۷ [illegible] ہے

۱۸۸ [illegible] ہے

۱۸۹ [illegible] ہے

۱۹۰ [illegible] ہے

۱۹۱ [illegible] ہے

۱۹۲ [illegible] ہے

۱۹۳ [illegible] ہے

۱۹۴ [illegible] ہے

۱۹۵ [illegible] ہے

۱۹۶ [illegible] ہے

۱۹۷ [illegible] ہے

۱۹۸ [illegible] ہے

۱۹۹ [illegible] ہے

۲۰۰ [illegible] ہے

۲۰۱ [illegible] ہے

۲۰۲ [illegible] ہے

۲۰۳ [illegible] ہے

۲۰۴ [illegible] ہے

۲۰۵ [illegible] ہے

۲۰۶ [illegible] ہے

۲۰۷ [illegible] ہے

۲۰۸ [illegible] ہے

۲۰۹ [illegible] ہے

۲۱۰ [illegible] ہے

۲۱۱ [illegible] ہے

۲۱۲ [illegible] ہے

۲۱۳ [illegible] ہے

۲۱۴ [illegible] ہے

۲۱۵ [illegible] ہے

۲۱۶ [illegible] ہے

۲۱۷ [illegible] ہے

۲۱۸ [illegible] ہے

۲۱۹ [illegible] ہے

۲۲۰ [illegible] ہے

۲۲۱ [illegible] ہے

۲۲۲ [illegible] ہے

۲۲۳ [illegible] ہے

۲۲۴ [illegible] ہے

۲۲۵ [illegible] ہے

۲۲۶ [illegible] ہے

۲۲۷ [illegible] ہے

۲۲۸ [illegible] ہے

۲۲۹ [illegible] ہے

۲۳۰ [illegible] ہے

۲۳۱ [illegible] ہے

۲۳۲ [illegible] ہے

۲۳۳ [illegible] ہے

۲۳۴ [illegible] ہے

۲۳۵ [illegible] ہے

۲۳۶ [illegible] ہے

۲۳۷ [illegible] ہے

۲۳۸ [illegible] ہے

۲۳۹ [illegible] ہے

۲۴۰ [illegible] ہے

۲۴۱ [illegible] ہے

۲۴۲ [illegible] ہے

۲۴۳ [illegible] ہے

۲۴۴ [illegible] ہے

۲۴۵ [illegible] ہے

۲۴۶ [illegible] ہے

۲۴۷ [illegible] ہے

۲۴۸ [illegible] ہے

۲۴۹ [illegible] ہے

۲۵۰ [illegible] ہے

۲۵۱ [illegible] ہے

۲۵۲ [illegible] ہے

۲۵۳ [illegible] ہے

۲۵۴ [illegible] ہے

۲۵۵ [illegible] ہے

۲۵۶ [illegible] ہے

۲۵۷ [illegible] ہے

۲۵۸ [illegible] ہے

۲۵۹ [illegible] ہے

۲۶۰ [illegible] ہے

۲۶۱ [illegible] ہے

۲۶۲ [illegible] ہے

۲۶۳ [illegible] ہے

۲۶۴ [illegible] ہے

۲۶۵ [illegible] ہے

۲۶۶ [illegible] ہے

۲۶۷ [illegible] ہے

۲۶۸ [illegible] ہے

۲۶۹ [illegible] ہے

۲۷۰ [illegible] ہے

۲۷۱ [illegible] ہے

۲۷۲ [illegible] ہے

۲۷۳ [illegible] ہے

۲۷۴ [illegible] ہے

۲۷۵ [illegible] ہے

۲۷۶ [illegible] ہے

۲۷۷ [illegible] ہے

۲۷۸ [illegible] ہے

۲۷۹ [illegible] ہے

۲۸۰ [illegible] ہے

۲۸۱ [illegible] ہے

۲۸۲ [illegible] ہے

۲۸۳ [illegible] ہے

۲۸۴ [illegible] ہے

۲۸۵ [illegible] ہے

۲۸۶ [illegible] ہے

۲۸۷ [illegible] ہے

۲۸۸ [illegible] ہے

۲۸۹ [illegible] ہے

۲۹۰ [illegible] ہے

۲۹۱ [illegible] ہے

۲۹۲ [illegible] ہے

۲۹۳ [illegible] ہے

۲۹۴ [illegible] ہے

۲۹۵ [illegible] ہے

۲۹۶ [illegible] ہے

۲۹۷ [illegible] ہے

۲۹۸ [illegible] ہے

۲۹۹ [illegible] ہے

۳۰۰ [illegible] ہے

۳۰۱ [illegible] ہے

۳۰۲ [illegible] ہے

۳۰۳ [illegible] ہے

۳۰۴ [illegible] ہے

۳۰۵ [illegible] ہے

۳۰۶ [illegible] ہے

۳۰۷ [illegible] ہے

۳۰۸ [illegible] ہے

۳۰۹ [illegible] ہے

۳۱۰ [illegible] ہے

۳۱۱ [illegible] ہے

۳۱۲ [illegible] ہے

۳۱۳ [illegible] ہے

۳۱۴ [illegible] ہے

۳۱۵ [illegible] ہے

۳۱۶ [illegible] ہے

۳۱۷ [illegible] ہے

۳۱۸ [illegible] ہے

۳۱۹ [illegible] ہے

۳۲۰ [illegible] ہے

۳۲۱ [illegible] ہے

۳۲۲ [illegible] ہے

۳۲۳ [illegible] ہے

۳۲۴ [illegible] ہے

۳۲۵ [illegible] ہے

۳۲۶ [illegible] ہے

۳۲۷ [illegible] ہے

۳۲۸ [illegible] ہے

۳۲۹ [illegible] ہے

۳۳۰ [illegible] ہے

۳۳۱ [illegible] ہے

۳۳۲ [illegible] ہے

۳۳۳ [illegible] ہے

۳۳۴ [illegible] ہے

۳۳۵ [illegible] ہے

۳۳۶ [illegible] ہے

۳۳۷ [illegible] ہے

۳۳۸ [illegible] ہے

۳۳۹ [illegible] ہے

۳۴۰ [illegible] ہے

۳۴۱ [illegible] ہے

۳۴۲ [illegible] ہے

۳۴۳ [illegible] ہے

۳۴۴ [illegible] ہے

۳۴۵ [illegible] ہے

۳۴۶ [illegible] ہے

۳۴۷ [illegible] ہے

۳۴۸ [illegible] ہے

۳۴۹ [illegible] ہے

۳۵۰ [illegible] ہے

۳۵۱ [illegible] ہے

۳۵۲ [illegible] ہے

۳۵۳ [illegible] ہے

۳۵۴ [illegible] ہے

۳۵۵ [illegible] ہے

۳۵۶ [illegible] ہے

۳۵۷ [illegible] ہے

۳۵۸ [illegible] ہے

۳۵۹ [illegible] ہے

۳۶۰ [illegible] ہے

۳۶۱ [illegible] ہے

۳۶۲ [illegible] ہے

۳۶۳ [illegible] ہے

۳۶۴ [illegible] ہے

۳۶۵ [illegible] ہے

۳۶۶ [illegible] ہے

۳۶۷ [illegible] ہے

۳۶۸ [illegible] ہے

۳۶۹ [illegible] ہے

۳۷۰ [illegible] ہے

۳۷۱ [illegible] ہے

۳۷۲ [illegible] ہے

۳۷۳ [illegible] ہے

۳۷۴ [illegible] ہے

۳۷۵ [illegible] ہے

۳۷۶ [illegible] ہے

۳۷۷ [illegible] ہے

۳۷۸ [illegible] ہے

۳۷۹ [illegible] ہے

۳۸۰ [illegible] ہے

۳۸۱ [illegible] ہے

۳۸۲ [illegible] ہے

۳۸۳ [illegible] ہے

۳۸۴ [illegible] ہے

۳۸۵ [illegible] ہے

۳۸۶ [illegible] ہے

۳۸۷ [illegible] ہے

۳۸۸ [illegible] ہے

۳۸۹ [illegible] ہے

۳۹۰ [illegible] ہے

۳۹۱ [illegible] ہے

۳۹۲ [illegible] ہے

۳۹۳ [illegible] ہے

۳۹۴ [illegible] ہے

۳۹۵ [illegible] ہے

۳۹۶ [illegible] ہے

۳۹۷ [illegible] ہے

۳۹۸ [illegible] ہے

۳۹۹ [illegible] ہے

۴۰۰ [illegible] ہے

۴۰۱ [illegible] ہے

۴۰۲ [illegible] ہے

۴۰۳ [illegible] ہے

۴۰۴ [illegible] ہے

۴۰۵ [illegible] ہے

۴۰۶ [illegible] ہے

۴۰۷ [illegible] ہے

۴۰۸ [illegible] ہے

۴۰۹ [illegible] ہے

۴۱۰ [illegible] ہے

۴۱۱ [illegible] ہے

۴۱۲ [illegible] ہے

۴۱۳ [illegible] ہے

۴۱۴ [illegible] ہے

۴۱۵ [illegible] ہے

۴۱۶ [illegible] ہے

۴۱۷ [illegible] ہے

۴۱۸ [illegible] ہے

۴۱۹ [illegible] ہے

۴۲۰ [illegible] ہے

۴۲۱ [illegible] ہے

۴۲۲ [illegible] ہے

۴۲۳ [illegible] ہے

۴۲۴ [illegible] ہے

۴۲۵ [illegible] ہے

۴۲۶ [illegible] ہے

۴۲۷ [illegible] ہے

۴۲۸ [illegible] ہے

۴۲۹ [illegible] ہے

۴۳۰ [illegible] ہے

۴۳۱ [illegible] ہے

۴۳۲ [illegible] ہے

۴۳۳ [illegible] ہے

۴۳۴ [illegible] ہے

۴۳۵ [illegible] ہے

۴۳۶ [illegible] ہے

۴۳۷ [illegible] ہے

۴۳۸ [illegible] ہے

۴۳۹ [illegible] ہے

۴۴۰ [illegible] ہے

۴۴۱ [illegible] ہے

۴۴۲ [illegible] ہے

۴۴۳ [illegible] ہے

۴۴۴ [illegible] ہے

۴۴۵ [illegible] ہے

۴۴۶ [illegible] ہے

۴۴۷ [illegible] ہے

۴۴۸ [illegible] ہے

۴۴۹ [illegible] ہے

۴۵۰ [illegible] ہے

۴۵۱ [illegible] ہے

۴۵۲ [illegible] ہے

۴۵۳ [illegible] ہے

۴۵۴ [illegible] ہے

۴۵۵ [illegible] ہے

۴۵۶ [illegible] ہے

۴۵۷ [illegible] ہے

۴۵۸ [illegible] ہے

۴۵۹ [illegible] ہے

۴۶۰ [illegible] ہے

۴۶۱ [illegible] ہے

۴۶۲ [illegible] ہے

۴۶۳ [illegible] ہے

۴۶۴ [illegible] ہے

۴۶۵ [illegible] ہے

۴۶۶ [illegible] ہے

۴۶۷ [illegible] ہے

۴۶۸ [illegible] ہے

۴۶۹ [illegible] ہے

۴۷۰ [illegible] ہے

۴۷۱ [illegible] ہے

۴۷۲ [illegible] ہے

۴۷۳ [illegible] ہے

۴۷۴ [illegible] ہے

۴۷۵ [illegible] ہے

۴۷۶ [illegible] ہے

۴۷۷ [illegible] ہے

۴۷۸ [illegible] ہے

۴۷۹ [illegible] ہے

۴۸۰ [illegible] ہے

۴۸۱ [illegible] ہے

۴۸۲ [illegible] ہے

۴۸۳ [illegible] ہے

۴۸۴ [illegible] ہے

۴۸۵ [illegible] ہے

۴۸۶ [illegible] ہے

۴۸۷ [illegible] ہے

۴۸۸ [illegible] ہے

۴۸۹ [illegible] ہے

۴۹۰ [illegible] ہے

۴۹۱ [illegible] ہے

۴۹۲ [illegible] ہے

۴۹۳ [illegible] ہے

۴۹۴ [illegible] ہے

۴۹۵ [illegible] ہے

۴۹۶ [illegible] ہے

۴۹۷ [illegible] ہے

۴۹۸ [illegible] ہے

۴۹۹ [illegible] ہے

۵۰۰ [illegible] ہے

۵۰۱ [illegible] ہے

۵۰۲ [illegible] ہے

۵۰۳ [illegible] ہے

۵۰۴ [illegible] ہے

۵۰۵ [illegible] ہے

۵۰۶ [illegible] ہے

۵۰۷ [illegible] ہے

۵۰۸ [illegible] ہے

۵۰۹ [illegible] ہے

۵۱۰ [illegible] ہے

۵۱۱ [illegible] ہے

۵۱۲ [illegible] ہے

۵۱۳ [illegible] ہے

۵۱۴ [illegible] ہے

۵۱۵ [illegible] ہے

۵۱۶ [illegible] ہے

۵۱۷ [illegible] ہے

۵۱۸ [illegible] ہے

۵۱۹ [illegible] ہے

۵۲۰ [illegible] ہے

۵۲۱ [illegible] ہے

۵۲۲ [illegible] ہے

۵۲۳ [illegible] ہے

۵۲۴ [illegible] ہے

۵۲۵ [illegible] ہے

۵۲۶ [illegible] ہے

۵۲۷ [illegible] ہے

۵۲۸ [illegible] ہے

۵۲۹ [illegible] ہے

۵۳۰ [illegible] ہے

۵۳۱ [illegible] ہے

۵۳۲ [illegible] ہے

۵۳۳ [illegible] ہے

۵۳۴ [illegible] ہے

۵۳۵ [illegible] ہے

۵۳۶ [illegible] ہے

۵۳۷ [illegible] ہے

۵۳۸ [illegible] ہے

۵۳۹ [illegible] ہے

۵۴۰ [illegible] ہے

۵۴۱ [illegible] ہے

۵۴۲ [illegible] ہے

۵۴۳ [illegible] ہے

۵۴۴ [illegible] ہے

۵۴۵ [illegible] ہے

۵۴۶ [illegible] ہے

۵۴۷ [illegible] ہے

۵۴۸ [illegible] ہے

۵۴۹ [illegible] ہے

۵۵۰ [illegible] ہے

۵۵۱ [illegible] ہے

۵۵۲ [illegible] ہے

۵۵۳ [illegible] ہے

۵۵۴ [illegible] ہے

۵۵۵ [illegible] ہے

۵۵۶ [illegible] ہے

۵۵۷ [illegible] ہے

۵۵۸ [illegible] ہے

۵۵۹ [illegible] ہے

۵۶۰ [illegible] ہے

۵۶۱ [illegible] ہے

۵۶۲ [illegible] ہے

۵۶۳ [illegible] ہے

۵۶۴ [illegible] ہے

۵۶۵ [illegible] ہے

۵۶۶ [illegible] ہے

۵۶۷ [illegible] ہے

۵۶۸ [illegible] ہے

۵۶۹ [illegible] ہے

۵۷۰ [illegible] ہے

۵۷۱ [illegible] ہے

۵۷۲ [illegible] ہے

۵۷۳ [illegible] ہے

۵۷۴ [illegible] ہے

۵۷۵ [illegible] ہے

۵۷۶ [illegible] ہے

۵۷۷ [illegible] ہے

۵۷۸ [illegible] ہے

۵۷۹ [illegible] ہے

۵۸۰ [illegible] ہے

۵۸۱ [illegible] ہے

۵۸۲ [illegible] ہے

۵۸۳ [illegible] ہے

۵۸۴ [illegible] ہے

۵۸۵ [illegible] ہے

۵۸۶ [illegible] ہے

۵۸۷ [illegible] ہے

۵۸۸ [illegible] ہے

۵۸۹ [illegible] ہے

۵۹۰ [illegible] ہے

۵۹۱ [illegible] ہے

۵۹۲ [illegible] ہے

۵۹۳ [illegible] ہے

۵۹۴ [illegible] ہے

۵۹۵ [illegible] ہے

۵۹۶ [illegible] ہے

۵۹۷ [illegible] ہے

۵۹۸ [illegible] ہے

۵۹۹ [illegible] ہے

۶۰۰ [illegible] ہے

۶۰۱ [illegible] ہے

۶۰۲ [illegible] ہے

۶۰۳ [illegible] ہے

۶۰۴ [illegible] ہے

۶۰۵ [illegible] ہے

۶۰۶ [illegible] ہے

۶۰۷ [illegible] ہے

۶۰۸ [illegible] ہے

۶۰۹ [illegible] ہے

۶۱۰ [illegible] ہے

۶۱۱ [illegible] ہے

۶۱۲ [illegible] ہے

۶۱۳ [illegible] ہے

۶۱۴ [illegible] ہے

۶۱۵ [illegible] ہے

۶۱۶ [illegible] ہے

۶۱۷ [illegible] ہے

۶۱۸ [illegible] ہے

۶۱۹ [illegible] ہے

۶۲۰ [illegible] ہے

۶۲۱ [illegible] ہے

۶۲۲ [illegible] ہے

۶۲۳ [illegible] ہے

۶۲۴ [illegible] ہے

۶۲۵ [illegible] ہے

۶۲۶ [illegible] ہے

۶۲۷ [illegible] ہے

۶۲۸ [illegible] ہے

۶۲۹ [illegible] ہے

۶۳۰ [illegible] ہے

۶۳۱ [illegible] ہے

۶۳۲ [illegible] ہے

۶۳۳ [illegible] ہے

۶۳۴ [illegible] ہے

۶۳۵ [illegible] ہے

۶۳۶ [illegible] ہے

۶۳۷ [illegible] ہے

۶۳۸ [illegible] ہے

۶۳۹ [illegible] ہے

۶۴۰ [illegible] ہے

۶۴۱ [illegible] ہے

۶۴۲ [illegible] ہے

۶۴۳ [illegible] ہے

۶۴۴ [illegible] ہے

۶۴۵ [illegible] ہے

۶۴۶ [illegible] ہے

۶۴۷ [illegible] ہے

۶۴۸ [illegible] ہے

۶۴۹ [illegible] ہے

۶۵۰ [illegible] ہے

۶۵۱ [illegible] ہے

۶۵۲ [illegible] ہے

۶۵۳ [illegible] ہے

۶۵۴ [illegible] ہے

۶۵۵ [illegible] ہے

۶۵۶ [illegible] ہے

۶۵۷ [illegible] ہے

۶۵۸ [illegible] ہے

۶۵۹ [illegible] ہے

۶۶۰ [illegible] ہے

۶۶۱ [illegible] ہے

۶۶۲ [illegible] ہے

۶۶۳ [illegible] ہے

۶۶۴ [illegible] ہے

۶۶۵ [illegible] ہے

۶۶۶ [illegible] ہے

۶۶۷ [illegible] ہے

۶۶۸ [illegible] ہے

۶۶۹ [illegible] ہے

۶۷۰ [illegible] ہے

۶۷۱ [illegible] ہے

۶۷۲ [illegible] ہے

۶۷۳ [illegible] ہے

۶۷۴ [illegible] ہے

۶۷۵ [illegible] ہے

۶۷۶ [illegible] ہے

۶۷۷ [illegible] ہے

۶۷۸ [illegible] ہے

۶۷۹ [illegible] ہے

۶۸۰ [illegible] ہے

۶۸۱ [illegible] ہے

۶۸۲ [illegible] ہے

۶۸۳ [illegible] ہے

۶۸۴ [illegible] ہے

۶۸۵ [illegible] ہے

۶۸۶ [illegible] ہے

۶۸۷ [illegible] ہے

۶۸۸ [illegible] ہے

۶۸۹ [illegible] ہے

۶۹۰ [illegible] ہے

۶۹۱ [illegible] ہے

۶۹۲ [illegible] ہے

۶۹۳ [illegible] ہے

۶۹۴ [illegible] ہے

۶۹۵ [illegible] ہے

۶۹۶ [illegible] ہے

۶۹۷ [illegible] ہے

۶۹۸ [illegible] ہے

۶۹۹ [illegible] ہے

۷۰۰ [illegible] ہے

۷۰۱ [illegible] ہے

۷۰۲ [illegible] ہے

۷۰۳ [illegible] ہے

۷۰۴ [illegible] ہے

۷۰۵ [illegible] ہے

۷۰۶ [illegible] ہے

۷۰۷ [illegible] ہے

۷۰۸ [illegible] ہے

۷۰۹ [illegible] ہے

۷۱۰ [illegible] ہے

۷۱۱ [illegible] ہے

۷۱۲ [illegible] ہے

۷۱۳ [illegible] ہے

۷۱۴ [illegible] ہے

۷۱۵ [illegible] ہے

۷۱۶ [illegible] ہے

۷۱۷ [illegible] ہے

۷۱۸ [illegible] ہے

۷۱۹ [illegible] ہے

۷۲۰ [illegible] ہے

۷۲۱ [illegible] ہے

۷۲۲ [illegible] ہے

۷۲۳ [illegible] ہے

۷۲۴ [illegible] ہے

۷۲۵ [illegible] ہے

۷۲۶ [illegible] ہے

۷۲۷ [illegible] ہے

۷۲۸ [illegible] ہے

۷۲۹ [illegible] ہے

۷۳۰ [illegible] ہے

۷۳۱ [illegible] ہے

۷۳۲ [illegible] ہے

۷۳۳ [illegible] ہے

۷۳۴ [illegible] ہے

۷۳۵ [illegible] ہے

۷۳۶ [illegible] ہے

۷۳۷ [illegible] ہے

۷۳۸ [illegible] ہے

۷۳۹ [illegible] ہے

۷۴۰ [illegible] ہے

۷۴۱ [illegible] ہے

۷۴۲ [illegible] ہے

۷۴۳ [illegible] ہے

۷۴۴ [illegible] ہے

۷۴۵ [illegible] ہے

۷۴۶ [illegible] ہے

۷۴۷ [illegible] ہے

۷۴۸ [illegible] ہے

۷۴۹ [illegible] ہے

۷۵۰ [illegible] ہے

۷۵۱ [illegible] ہے

۷۵۲ [illegible] ہے

۷۵۳ [illegible] ہے

۷۵۴ [illegible] ہے

۷۵۵ [illegible] ہے

۷۵۶ [illegible] ہے

۷۵۷ [illegible] ہے

۷۵۸ [illegible] ہے

۷۵۹ [illegible] ہے

۷۶۰ [illegible] ہے

۷۶۱ [illegible] ہے

۷۶۲ [illegible] ہے

۷۶۳ [illegible] ہے

۷۶۴ [illegible] ہے

۷۶۵ [illegible] ہے

۷۶۶ [illegible] ہے

۷۶۷ [illegible] ہے

۷۶۸ [illegible] ہے

۷۶۹ [illegible] ہے

۷۷۰ [illegible] ہے

۷۷۱ [illegible] ہے

۷۷۲ [illegible] ہے

۷۷۳ [illegible] ہے

۷۷۴ [illegible] ہے

۷۷۵ [illegible] ہے

۷۷۶ [illegible] ہے

۷۷۷ [illegible] ہے

۷۷۸ [illegible] ہے

۷۷۹ [illegible] ہے

۷۸۰ [illegible] ہے

۷۸۱ [illegible] ہے

۷۸۲ [illegible] ہے

۷۸۳ [illegible] ہے

۷۸۴ [illegible] ہے

۷۸۵ [illegible] ہے

۷۸۶ [illegible] ہے

۷۸۷ [illegible] ہے

۷۸۸ [illegible] ہے

۷۸۹ [illegible] ہے

۷۹۰ [illegible] ہے

۷۹۱ [illegible] ہے

۷۹۲ [illegible] ہے

۷۹۳ [illegible] ہے

۷۹۴ [illegible] ہے

۷۹۵ [illegible] ہے

۷۹۶ [illegible] ہے

۷۹۷ [illegible] ہے

۷۹۸ [illegible] ہے

۷۹۹ [illegible] ہے

۸۰۰ [illegible] ہے

۸۰۱ [illegible] ہے

۸۰۲ [illegible] ہے

۸۰۳ [illegible] ہے

۸۰۴ [illegible] ہے

۸۰۵ [illegible] ہے

۸۰۶ [illegible] ہے

۸۰۷ [illegible] ہے

۸۰۸ [illegible] ہے

۸۰۹ [illegible] ہے

۸۱۰ [illegible] ہے

۸۱۱ [illegible] ہے

۸۱۲ [illegible] ہے

۸۱۳ [illegible] ہے

۸۱۴ [illegible] ہے

۸۱۵ [illegible] ہے

۸۱۶ [illegible] ہے

۸۱۷ [illegible] ہے

۸۱۸ [illegible] ہے

۸۱۹ [illegible] ہے

۸۲۰ [illegible] ہے

۸۲۱ [illegible] ہے

۸۲۲ [illegible] ہے

۸۲۳ [illegible] ہے

۸۲۴ [illegible] ہے

۸۲۵ [illegible] ہے

۸۲۶ [illegible] ہے

۸۲۷ [illegible] ہے

۸۲۸ [illegible] ہے

۸۲۹ [illegible] ہے

۸۳۰ [illegible] ہے

۸۳۱ [illegible] ہے

۸۳۲ [illegible] ہے

۸۳۳ [illegible] ہے

۸۳۴ [illegible] ہے

۸۳۵ [illegible] ہے

۸۳۶ [illegible] ہے

۸۳۷ [illegible] ہے

۸۳۸ [illegible] ہے

۸۳۹ [illegible] ہے

۸۴۰ [illegible] ہے

۸۴۱ [illegible] ہے

۸۴۲ [illegible] ہے

۸۴۳ [illegible] ہے

۸۴۴ [illegible] ہے

۸۴۵ [illegible] ہے

۸۴۶ [illegible] ہے

۸۴۷ [illegible] ہے

۸۴۸ [illegible] ہے

۸۴۹ [illegible] ہے

۸۵۰ [illegible] ہے

۸۵۱ [illegible] ہے

۸۵۲ [illegible] ہے

۸۵۳ [illegible] ہے

۸۵۴ [illegible] ہے

۸۵۵ [illegible] ہے

۸۵۶ [illegible] ہے

۸۵۷ [illegible] ہے

۸۵۸ [illegible] ہے

۸۵۹ [illegible] ہے

۸۶۰ [illegible] ہے

۸۶۱ [illegible] ہے

۸۶۲ [illegible] ہے

۸۶۳ [illegible] ہے

۸۶۴ [illegible] ہے

۸۶۵ [illegible] ہے

۸۶۶ [illegible] ہے

۸۶۷ [illegible] ہے

۸۶۸ [illegible] ہے

۸۶۹ [illegible] ہے

۸۷۰ [illegible] ہے

۸۷۱ [illegible] ہے

۸۷۲ [illegible] ہے

۸۷۳ [illegible] ہے

۸۷۴ [illegible] ہے

۸۷۵ [illegible] ہے

۸۷۶ [illegible] ہے

۸۷۷ [illegible] ہے

۸۷۸ [illegible] ہے

۸۷۹ [illegible] ہے

۸۸۰ [illegible] ہے

۸۸۱ [illegible] ہے

۸۸۲ [illegible] ہے

۸۸۳ [illegible] ہے

۸۸۴ [illegible] ہے

۸۸۵ [illegible] ہے

۸۸۶ [illegible] ہے

۸۸۷ [illegible] ہے

۸۸۸ [illegible] ہے

۸۸۹ [illegible] ہے

۸۹۰ [illegible] ہے

۸۹۱ [illegible] ہے

۸۹۲ [illegible] ہے

۸۹۳ [illegible] ہے

۸۹۴ [illegible] ہے

۸۹۵ [illegible] ہے

۸۹۶ [illegible] ہے

۸۹۷ [illegible] ہے

۸۹۸ [illegible] ہے

۸۹۹ [illegible] ہے

۹۰۰ [illegible] ہے

۹۰۱ [illegible] ہے

۹۰۲ [illegible] ہے

۹۰۳ [illegible] ہے

۹۰۴ [illegible] ہے

۹۰۵ [illegible] ہے

۹۰۶ [illegible] ہے

۹۰۷ [illegible] ہے

۹۰۸ [illegible] ہے

۹۰۹ [illegible] ہے

۹۱۰ [illegible] ہے

۹۱۱ [illegible] ہے

۹۱۲ [illegible] ہے

۹۱۳ [illegible] ہے

۹۱۴ [illegible] ہے

۹۱۵ [illegible] ہے

۹۱۶ [illegible] ہے

۹۱۷ [illegible] ہے

۹۱۸ [illegible] ہے

۹۱۹ [illegible] ہے

۹۲۰ [illegible] ہے

۹۲۱ [illegible] ہے

۹۲۲ [illegible] ہے

۹۲۳ [illegible] ہے

۹۲۴ [illegible] ہے

۹۲۵ [illegible] ہے

۹۲۶ [illegible] ہے

۹۲۷ [illegible] ہے

۹۲۸ [illegible] ہے

۹۲۹ [illegible] ہے

۹۳۰ [illegible] ہے

۹۳۱ [illegible] ہے

۹۳۲ [illegible] ہے

۹۳۳ [illegible] ہے

۹۳۴ [illegible] ہے

۹۳۵ [illegible] ہے

۹۳۶ [illegible] ہے

۹۳۷ [illegible] ہے

۹۳۸ [illegible] ہے

۹۳۹ [illegible] ہے

۹۴۰ [illegible] ہے

۹۴۱ [illegible] ہے

۹۴۲ [illegible] ہے

۹۴۳ [illegible] ہے

۹۴۴ [illegible] ہے

۹۴۵ [illegible] ہے

۹۴۶ [illegible] ہے

۹۴۷ [illegible] ہے

۹۴۸ [illegible] ہے

۹۴۹ [illegible] ہے

۹۵۰ [illegible] ہے

۹۵۱ [illegible] ہے

۹۵۲ [illegible] ہے

۹۵۳ [illegible] ہے

۹۵۴ [illegible] ہے

۹۵۵ [illegible] ہے

۹۵۶ [illegible] ہے

۹۵۷ [illegible] ہے

۹۵۸ [illegible] ہے

۹۵۹ [illegible] ہے

۹۶۰ [illegible] ہے

۹۶۱ [illegible] ہے

۹۶۲ [illegible] ہے

۹۶۳ [illegible] ہے

۹۶۴ [illegible] ہے

۹۶۵ [illegible] ہے

۹۶۶ [illegible] ہے

۹۶۷ [illegible] ہے

۹۶۸ [illegible] ہے

۹۶۹ [illegible] ہے

۹۷۰ [illegible] ہے

۹۷۱ [illegible] ہے

۹۷۲ [illegible] ہے

۹۷۳ [illegible] ہے

۹۷۴ [illegible] ہے

۹۷۵ [illegible] ہے

۹۷۶ [illegible] ہے

۹۷۷ [illegible] ہے

۹۷۸ [illegible] ہے

۹۷۹ [illegible] ہے

۹۸۰ [illegible] ہے

۹۸۱ [illegible] ہے

۹۸۲ [illegible] ہے

۹۸۳ [illegible] ہے

۹۸۴ [illegible] ہے

۹۸۵ [illegible] ہے

۹۸۶ [illegible] ہے

۹۸۷ [illegible] ہے

۹۸۸ [illegible] ہے

۹۸۹ [illegible] ہے

۹۹۰ [illegible] ہے

۹۹۱ [illegible] ہے

۹۹۲ [illegible] ہے

۹۹۳ [illegible] ہے

۹۹۴ [illegible] ہے

۹۹۵ [illegible] ہے

۹۹۶ [illegible] ہے

۹۹۷ [illegible] ہے

۹۹۸ [illegible] ہے

۹۹۹ [illegible] ہے

۱۰۰۰ [illegible] ہے

شطرنجیان اور قالین | اسا قدیم سے رنگ کی شطرنجیان مشہور ہیں لیکن میں اس بہار کی حکایت سے اطلاع یہاں کی جاتی ہے کہ مسلمان حملہ آوروں کے ساتھ ایک سنی مسلمان شیخ تھا جس نے اس کارگاہ کو دکن میں ترقی دیکر قالین بننے کے بنائے جانے والے تین ترکیبی سوتی اونی۔

شطرنجی قالین مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔

ملک راجہ ہیں انگلستان کی نسبت ہیں بہتی قالین لیکن سستے بھی گئے ہیں ان کی قیمت ۱۲ روپیہ فی مربع گز تھی۔ بہتی قالینوں کی معمولی قیمت ۱۰ روپیہ گز سے ۱۵ تک ہوتی ہے اس وقت مگر گز کے حساب میں بھی شطرنجیاں اور قالین بنے جاتے ہیں

نمبر ۱۔ عالیہ پر ہیں شطرنجیاں بھی جاتی ہیں۔

کپڑا | کپڑا کوئی ایسا زمانہ خاکہ دکن میں اور رنگ کا بارہ کا کتاب مشہور تھا جیسے بہ کثرت سے تیار ہوتا تھا اور نہایت گراں بکتا تھا اور بہت پسند ہوتا تھا۔

سنہ ۱۶۰۰ء میں ایک ایرانی سفیر شاہ گولکنڈہ سے ملنے کے لیے آیا اور واپسی پر اسکو چھ سال تک دکن میں رہنا پڑا۔ واپسی پر کوئی دکن کی مصنوعات بطور تحفہ کے چلا ان میں ایک کتاب کا تھان بھی تھا اسکی قیمت اسقدر تھی کہ ۱۰۰ قیمت سے بڑھ سال تک رہا بکا رہا کا کار چلتا۔ ۱۰ پیچان میں بھی کتاب تھا۔ اب ۱۰ تک ۱۰ پر ہیں ہوتی ہیں زی ایک شہ اتنی تو جہان چند کارگر جو دکن میں مشہور بہت چوکھے بنتے ہیں تیار آبا دیکھ بھیجتے ہیں۔

کتاب کے تھان کا طول ایک گز دھلوں تین ہوتا ہے۔ موجودہ قیمت ۱۰۰ روپیہ تک ہوتی ہے اور اسطرح کے کتاب کے تھان کی قیمت ایک ہزار تک ہوتی ہے کہ یہ نمائش پر بنایا ہوا ہے ستہ ۱۰ ہاتھ و بازار قیمت کتاب اور رنگی کپڑے یہ ہیں ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ آنہ میں تیار ہوتی ہیں۔

پھیٹ | حیدرآباد اور بھیل مندہ کی چھینٹ ایک زمانہ میں اتنی اچھی ہوتی تھی اور اس زمانہ میں اسکی تجارت ہوتی تھی چھینٹ بہت پائدار اور خوشرنگ ہوتی تھیں اس کارگاہ کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔

نمدہ | نمدہ کے ہوئے اچھے رہے اور نقشی ساڑیاں نمدہ پر اور نمایاں بنجی کی مشہور تھیں اب بھی کچھ ہوتا ہے۔

سندیل | سندیل کے نورد رسین نمدہ کی مشہور ہیں بہت عمدہ اور پائدار ہوتی ہیں۔

سوتی سادیان و حوتیان۔ کہاڑی لنگیان۔ کمرتہ۔ رومال کمل، قندہ، ٹاٹ، مالک اور رسین کی جگہ سنہ نمدہ رنگدار اس بھاگلپور رنگل، اندور، بھاگلپور، فرخ آباد، چھپرہ وغیرہ میں تیار ہونے لگا جاتے ہیں۔

جاجم۔ پردے دسترخوان سیک کے مشہور ہیں۔

نمبر ۱ گجرات میں پڑنے کے کپڑے شکاری کپڑے۔ ڈیرے کے کپڑے بھی تیار ہوتے ہیں تھکانہ کی مل اور دوسرے سوتی کپڑے زمانہ حال سے مشہور ہیں۔ ۱۰ گوا جو جس نے بارھویں صدی میں ہندوستان کو سیاست کی ہر رنگل کی مصنوعات کا نگر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جس ریاست میں کپڑا بہت عمدہ بنتا ہو اور جو فیشی ہوتا ہو وہ بہت عمدہ اور بہترین نمل کپڑوں کے بنانے کے خطرناک ہو یہ خیال نہ ہو کہ دنیا میں کوئی اور شاہ یا شہر ایسی نہیں ہو جو اسے پسند کرتا ہو۔

اس اقتباس پر کرنل جول نے یہ نوٹ لکھا ہے اگر ہر ایک ریاست اس بات کو سمجھ لے کہ کتنے ہی بھیل پن اور اسکے اصلی اصلاح دین میں اور رنگین چھینٹوں کے بنوانے۔

رنگ | نیل ہلکہ۔ ۱۰ گلنڈل۔ اور سندک میں تیار کیا جاتا تھا اب بہت سے اضلاع میں قدیم طریقہ نیل بنانے کا ختم ہو گیا ہے جدید طریقہ پر نیل تیار ہونے لگا ہے۔ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ کارخانے نیل کے ہیں لیکن پرانے بہت چھوٹے چھوٹے

ہیں کہ بعض جگہ اس سے مراد نہیں لیتے بلکہ رنگ کے سب جنس کسی کے رنگ مثلاً ۔ روغن گل یا روغن زرد وغیرہ کسی کے بعض پختگی کی کوشش اور جنگلی لکڑیوں سے تیار کئے جاتے ہیں جو اس خدا رہتے ہیں جس خدا سکے کے بڑے ہوئے بڑے ہوتے ہیں ہوتے ہیں اور ریگ کہلاتے ہیں پھر کر یہ ہی دانے رنگ کے سان خدا رنگ کا خانہ کہلاتا ہے یہ ہیں پڑتے ہیں کہ یہ تین قسم کے ہیں اچھے ہیں اور غیر ہیں ہیں ہوتے ہیں ہوتے ہیں ہوتے

لکڑی کا کام اندور، رنگ آباد، الکندل گلبرگہ، کمر میں بہ نسبت کی گڑھی کا کام ہوتا ہے ہر صندل کے صندوق، نقارہ دان عطردان کمرہ وغیرہ اور رنگ آباد میں عمدہ بنتے ہیں۔

پلنگ کے پائے بیگن پلی میں نہایت عمدہ بنتے کے غضنفر جوڑی رنگ کے تیار کئے جاتے ہیں

کانچ کا کام اجانتہ کردان وغیرہ میں کانچ کی قوالیں اور جھاس وغیرہ تیار ہوتے ہیں جیسے کام خوب چلتا تھا اب بھی ہے مگر جو جوڑ ہیں لیکن کام بہت سستی سے چلتا ہے ترقی کی امید نہیں۔

مٹی کے برتن۔ ممالک محروسہ کے ہر ضلع کے مٹی کے برتن مثل صراحی۔ لوٹا صراحی آبخورہ، پھولدان وغیرہ بنتے ہیں۔ بھونگیر کے برتن بادشاہی ہیں۔ رنگین چینی، پاکیر میں عمدہ بنتی ہیں۔ چوکی کے کھلونے مثل سانپ چھپکلی وغیرہ۔ تیسیر وغیرہ۔ دیوی جیسے تصویر شیر بادرسیہ وغیرہ عالیہ و رنگ آباد خدوبن عمدہ اور خوش رنگ بنتے ہوتے ہیں۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہوگیا کہ دکن کی کوہستان کے لحاظ سے شہر ہیں۔ کوہستان کے ذریعہ کا ذریعہ کیا ہے اور کیا کیا اب کونسی صنعتیں دکن میں موجود ہیں۔ کہاں کہاں ہیں اور کیسی ہیں۔

اب سوال یہ ہوگا کہ کیا سبب تھے جو انکے زوال کا باعث ہوئے۔ ہم نے اپنے مضمون دکن کے زوال کے کئی ایک اسباب لکھے ہیں۔

(۱) اورنگ زیب کی جو کہ تخت نشین شاہان دکن کے ساتھ

(۲) مسلمانوں کی سلطنت برباد ہونے کی وجہ سے ہندوستان کی صنعتوں کا زوال ہوا اسی طرح دکن کی صنعتوں کا بھی ہوا۔

(۳) انگریزی بنک کا قائم ہوگئی، وغیرہ کی یہ سوداگر یورپ سے اشیاء کو ہندوستان سے آسانی لگیں اور بہایت سامان درخت ہوا تو اس وجہ سے بھی

طرح پر لوگ ان کو استعمال کرنے لگے۔

اب کیا تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں جن سے ان کو پھر رونق ہو۔

یہ ایک بڑی اہم سند ہے بڑے بڑے اہل الرائے اپنی رائے ظاہر کر چکے ہیں مگر جو کچھ ہوا۔

باشندگان ہندوستان خصوصاً دکن کی نوجوان صنعت دکن پر متوجہ کرنے لئے گورنمنٹ نظام نے مدرسہ کھولے بہت کوشش کیں پھر بھی ان رفتہ کی بحالی کی بشرط مقدور کوشش نظامین نظامیہ گذشتہ کے کرنے کے بعد نوبت شیشہ و بین سر اور جنگ دل ہو گئے جیسا کہ عام طور پر ظاہر ایک نمائش گاہ زراعتی سالانہ کے انعقاد کی تجویز ہوئی تھی مگر صرف کاغذی کارروائی ہی ہوئی اور عملی حیثیت سے کچھ نہ ہوا۔ اب بھی ممالک محروسہ میں ہر سال نمائشیں ہوتی ہیں ہوں یا نہ ہوں ہمارے حصہ میں تو یہی ہوئے۔ اس سے ترقی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اس کی وجہ کیا ہے۔

اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو کہ ہمارا ان سے دلی تعلق نہیں ہے۔

جب تک ہم خود اپنے خون کو سرد نہ کریں اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔

مکرر سہ اے قوم کو سرد نہیں کر سکتی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارے عاملی نظامات کی طرف متوجہ ہو اور ہمارے کاشتکار دیہاتی دور کریں مکرر یہ احسان کیا کم ہے کہ اس نے ہم کو حالت امن میں رکھا ہے اور ہماری قیمتی زندگیوں اور املاکوں کو بیدست کرنے سے بچا لیا ہے نہیں نہیں ہے ہم کو اس قابل بنا دیا ہے کہ ہم قوم کے سنبھلنے اور اپنی حالت کو درست کرنے کا موقع دیا ہے ہمارے ہاتھ میں ایک نعمت آئندہ ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس میں اپنی صورت دیکھ کر اپنے چہرے کے عیب سے واقف ہو جائیں اور ان کے ازالہ کی فکر کریں۔

ملک کا رہنے والا ہو اس پر موقوف نہیں ہے کہ غیر ملکوں سے روپیہ یا چاندی یا سونا اس میں لایا جائے بلکہ پیرو موقوف ہے کہ غیر ملکوں سے وہ اشیا بہ ثبت میں لائی جائیں جن کے بدلے میں غیر ملکوں کو مصنوعات حاصل ہوں اور اسکے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ جو اشیا ملک میں پیدا ہوتے ہیں ان کی مصنوعات حاصل ہو۔

پہلی اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری ضروریات اور کس قدر ملک میں رزاقی کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ جو مال یہ پیدا ہوتا ہو کہ اشیا بہ ثبت کو آسانی سے لا سکے یہ ہو۔

اس مسئلہ کا جاننا چند باتوں کے جاننے پر موقوف ہے۔

محنت۔ مدد اس المال دولت پیدا کرنے کے لیے لازمی ہے۔

جو چیز ہم کو محنت کرنے کی حاجت کو بلا محنت کے ملتی ہے وہ طبعی ہے۔

تغیر محنت سے پیدا ہو اس کی کمیت آسانی ہوتی ہے۔

تغیر راس المال بھی کمیتی کے تغایر کرنے کا حاصل ہے۔

مختصر یہ کہ جب تک ہم اپنی بے ضروری کو اپنے سے دور نہ کریں اور ان اشیا کو جو ملکی ترقی میں زیادہ ہوتے ہیں بنا محنت نہ بنائیں

اس وقت تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم اپنے ملک کو دوسرے ملکوں سے بے نیاز کرنے کے لیے تیار ہیں کہ ہم ان اصولوں کی پیروی کریں جو ہم کو عاجل سے اجل تک بہت فائدہ سے دو نہ کر سکتی ہیں۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے ملک کو ان سے بچا لیں تو روزہ کے عیوب سے بچ سکتے ہیں۔

لے لکھی ہوئی اعظمت سے بیدار ہونے نہ ہی کو اپنے سے دور کرو اتھیں کہ کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ ملک اور ملت کیا چیز ہے ترقی و تنزل کے کیا اسباب ہیں اور اس کا مدار بالآخر ہم پر کیونکر ہو چکا ہے۔ اب تو کوئی تدبیر ایسی اختیار کرنی چاہیں جس سے ہم اپنے ملک کی حالت پر سطحی نظر ڈالیں گے اور اس مصلح میں اپنی عزت و دولت و جان کو بھی نہ بچائیں گے اس وقت تک ملک نہیں کہلا سکتا۔

اب میں اس مضمون کو خوب طوالت ختم کرتا ہوں لفظ

حافظ سید احمد (حیدرآبادی)

فہرست مضامین

نثر

۱۔ آنریبل مولوی سید حسین بلگرامی
۲۔ الصر
۳۔ پیٹیوریل
۴۔ تتمہ سائنس شیخ عبدالرحمن
۵۔ انسانی وقت کی وسعت
۶۔ ساغر نظامی کی فارسی شاعری
۷۔ اجودھیا۔ جناب حریف
۸۔ اصول زندگی
۹۔ تاثر
۱۰۔ تنقید کتب
۱۱۔ تحصیل سائنس کی اہمیت
۱۲۔ تاریخی نقوش تاجین انقلاب
۱۳۔ تذکرہ سید حفیظ میخانی
۱۴۔ حفاظت درختان
۱۵۔ حرکت کا جاپانی قانون
۱۶۔ حیات بعد الممات
۱۷۔ دنیا کی بربادی
۱۸۔
۱۹۔
۲۰۔
۲۱۔
۲۲۔ فوت لاسہ
۲۳۔ فوت جہاں
۲۴۔ کرہ ہوائی
۲۵۔ کیا زمین کی حرکت سست ہو رہی ہے؟
۲۶۔ گریجویشن
۲۷۔ لارڈ کیلون
۲۸۔ مغلوں کی سوشل زندگی
۲۹۔ مسلمانوں کی علمی ترقی
۳۰۔ مایا کی فلاسفی
۳۱۔ مصنوعی انسان
۳۲۔ میر مہدی مجروح
۳۳۔ نواب سالار جنگ ثالث
۳۴۔ نظام شمسی
۳۵۔ نواب فریدون جنگ بہادر

نظم

۱۔ آنکھ کا طلسم
۲۔ اے ذوق
۳۔
۴۔
۵۔ اردو کیا ہے؟
۶۔
۷۔

۱۔ تحسین کلام اکبر ۔ ۔ ۔

فہرست مضامین

نثر	صفحہ
۱ دیباچہ	۴
۲ ۱۰ رسالون پر مدرسی فاضلی صاحب	۸
۳ انتشار نور	۱۱
۴ ۱۲ تقاء انسانی	۲۲
۵ انجام مستو	۲۰
۶ ہرخوردار خان بہادر	۲۲
۷ ہمدردی	۳۰
۸ ۹ کاکی شاعری	۳۲
۹ ہندی شاعری	۴۰
۱۰ پنڈت ایشور چندر	۴۲
۱۱ تنقید کتب	۴۲
۱۲ قانی	۴۳
۱۳ شعر پارسیہ	۴۹
۱۴ سیر سقہ	۵۱
۱۵ حیاۃ النذیر	۱۰۱
۱۶ ۱۷ اسکوٹ	۵۹
۱۸ ۱۹	۲۰۵
۱۹ سید محمد	۲۵
۲۰ سادگی	۱۹۰
۲ خصوصیت	۳۰۰

	صفحہ
۲۱ فلسفہ تربیت	۱۰۱
۲۲ ۲۳	۲۲۹
۲۳ ۲۴	۲۲
۲۴ ۲۵	۲۰۰
۲۵ ۲۶	۱۲
۲۶ ۲۷	۲۵
۲۷ ۲۸	۲
۲۸ ۲۹	۲۰۰
۲۹ ۳۰	۱۱

نظم

۱	۴
۲	۲۲
۳	۲۳
۴	۲۹
۵	۲۳
۶	۲۳
۷	۲۳
۸	۲۳
۹	۲۰
۱۰	۲۲
۱۱	۲۹
۱۲	۳۰

۱۳۔ تصویر جانان ۔ حضرت مانیق صاحب بلند شہری ۱۵۵
۱۴۔ نماز و نعرہ دین ۔ ۔ ۔

فہرست مضامین جلد ہشتم

نثر

۱۔ آوازِ صبح ... ۳
۲۔ العصر ... ۵۲
۳۔ البحر ... ۶۸
۴۔ اثبات واجب الوجود ... ۸۱
۵۔ ایک ہفتہ بھوپال میں ... ۱۹۵
۶۔ باسی روٹی ... ۱۱۱
۷۔ تنقید کتب ... ۱۲۲
۸۔ جین ... ۱۹۵
۹۔ حسن انتخاب ... ۱۵
۱۰۔ خبط ... ۲۲
۱۱۔ دیا سلائی ... ۵۵
۱۲۔ رومیوں اور انگریزوں کی طرز حکومت ... ۵۵
۱۳۔ رسم مالگزاری کی تاریخ ... ۱۳۲
۱۴۔ زبان یونیورسٹی ... ۱۳۸
۱۵۔ عصریات ... ۵۵
۱۶۔ غالب کے خطوط ... ۱۳۲
۱۷۔ قسمت کا ستارہ ... ۱۳۵
۱۸۔ کرۂ زمین ... ۱۵۲
۱۹۔ مقدمۃ العلوم ... ۱۵۲
۲۰۔ مزار فیض الودود ... ۲
۲۱۔ مکالمہ ... ۲۲
۲۲۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب ... ۱۱

نظم

۱۔ آزاد ... ۲۸
۲۔ آواز دوست ... ۱۸۹
۳۔ ایک چیونٹی کی موت ... ۵۰
۴۔ بند ... ۵۸
۵۔ برگ گل ... ۹
۶۔ تاب حسین ساگر ... ۱۱۱
۷۔ تاریخ وفات ... ۵
۸۔ تاریخ غزلین ... ۱۲۸/۱۲۷/۱۲۶/۱۲۳
۹۔ تضمین ... ۵۸
۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱

۱۳۔ رازِ بقا۔ سوامی ہمت بہادر صاحب لاہوتی تاسخی ۔ ۔ ۔ ۲

۱۴۔ زخمہ کو تمہید۔ منشی نانک چند صاحب نانک رحمان آبادی ۲۰

۱۵۔ شرحِ غم۔ بہ محمد فیض صاحب تسلیم ۔ ۔ ۔ ۹۴

۱۶۔ عشق و موت۔ شاکر برٹھی ۔ ۔ ۔ ۱۰۷

۱۷۔ عبادت گذار۔ منشی محمد قاسم صاحب فیض لاہوری ۱۱۰

۱۸۔ ظلمات۔ ماہر صاحب عنبر ۔ ۔ ۱۳۳

۱۹۔ قطعاتِ علم۔ منشی ہری رام صاحب قیصر ۔ ۱۳۴

۲۰۔ قطعہ شاکر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۰

۲۱۔ سیکی نقاش مہوی مرحوم صاحب انصاری ۱۴۹

۲۲۔ ظلِ ہما آپ ۔ ۔ ۔ سید کرم حسین صاحب اکبر الہ آبادی ۱۵۱

۲۳۔ گلخنِ حسی۔ منشی نانک چند صاحب نانک رحمان آبادی مرحوم ۱۶۲

۲۴۔ گوہرِ خوبان ۔ ۔ ۔ منشی صاحب عزیز فلسفی ۱۶۹

۲۵۔ [illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۸۵

۲۶۔ نعرہ مستانہ ۔ ۔ ۔ ایضاً ۱۸۶

۲۷۔ دشتِ عشق۔ منشی امثال ساہر صاحب راسخ ۱۹۱

۲۸۔ ہندی زبان۔ سید افضل حق صاحب آزاد عظیم آبادی ۱۹۷

فہرست مضامین جلد چہارم

نثر

۱۔ آثار جمیل نواب عماد الملک بہادر مرحوم سید آل حسن صاحب ۱
۲۔ الحصہ خان بہادر نواب سلطان جہاں صاحب ۶۵
۳۔ انار کلی قصہ سنگ جگت موہن لال رواں پرشاد ۹۱
ارتقائے حیات مفتی شیخ محمد ارشد صاحب ارشد خلوی ۱۲۶
اہل بابل کا عدالتی نظام ۱۶۵
۶۔ پشت آئینہ مفتی [illegible] پرشاد صاحب قتیل ۱۲
۷۔ پانی [illegible] ۲۴۹
۸۔ تنقید کتب [illegible] ۲۷۱
۹۔ تیر نیمکاں افسانہ منشی محمد تصدق حسین خان صاحب ۹۰
۱۰۔ جاپان اور چین کی تعلیم محمد مفتی الدین خان صاحب فہم ۲۱
۱۱۔ حرارت [illegible] ۲۷
۱۲۔ خدا [illegible] ۶
۱۳۔ خاقانی ہند ذوق مغفور [illegible] ۲۲۰
۱۴۔ خطاب کی مفتی نیاز محمد صاحب نیاز ۳۹
۱۵۔ ادب اسپیکٹر اب [illegible] ۸۵
۱۶۔ خسرو شاہجہان منشی [illegible] ۱۰
۱۷۔ ذات کی اصلیت و ماہیت ۵۵
۱۸۔ رویائے صادقہ قاضی محمد غوث صاحب فضا ۲۰۲
۱۹۔ سچ و جھوٹ افسانہ منشی [illegible] ۳۰
۲۰۔ سکہ [illegible] ۱۰۵
۲۱۔ سحر بنگالہ [illegible] ۲۳۰
۲۲۔ سائنٹفک [illegible] ۱۸۳
۲۳۔ سائنس کا ایک سبق [illegible] ۲۴۲
۲۴۔ شباب [illegible] ۲۵۲
۲۵۔ شاعری [illegible] ۱
۲۶۔ سلطان میسور ٹیپو [illegible] ۲۶
۲۷۔ علم مغنیت کی تاریخ [illegible] ۸۳
۲۸۔ [illegible] ۲۳۷
۲۹۔ فلسفہ حیات [illegible] ۲۵۳
۳۰۔ فن تیراکی [illegible] ۱۹۵
۳۱۔ فن بیگم افسانہ محمد حسین صاحب ناظر ۲۱۵
۳۲۔ گیتا کی تعلیم [illegible] ۹۹
۳۳۔ میر تقی میر [illegible] ۲
۳۴۔ میر تقی میر [illegible] ۸۱
۳۵۔ محاورہ تحقیق [illegible] ۱۳۲
۳۶۔ مہادیو کی حیات مفتی [illegible] ۱۸۹
۳۷۔ مضمونات دکن حافظ [illegible] ۱۵۹
۳۸۔ مادر مکرم [illegible] ۲۶۳
۳۹۔ نفس انسانی کا ناقابل پیمائش عمق مولوی [illegible] ۲۰۰
۴۰۔ نظر لکھنوی کی غزل پر ایک سرسری نظر [illegible] ۱۷۸
۴۱۔ الدواء رس کی نسبت مفتی محمد ابراہیم صاحب قتیل ۲۰

نظم

۱۔ آئینہ حیرت سیدہ [illegible] ۲۳۶
۲۔ آنسو کی بوند منشی رشید احمد صاحب ارشد خلوی ۲۰۲
۳۔ ابر بہار منشی محمد [illegible] ۴۲

۴۔ ایک تمنا۔ سید محمد یوسف صاحب قیصر ... ۱۱۲
۵۔ افسوس۔ منشی توکل چند صاحب محروم۔ ۱۶۰
۶۔ اولاد۔ سید امتیاز احمد صاحب تمیز بلند شہری ۲۳۱
۷۔ انصاف۔ پنڈت نند کشور صاحب مہر ۲۰۰
۸۔ آنسو (غزلیں) ۹۶-۱۱۵-۱۷۱-۲۳۴-۲۵۹
۹۔ جذبات اکبر۔ خان بہادر شیخ اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی ۴۰
۱۰۔ اکمل۔ قاضی امیر حسن صاحب اختر ہوڈلوی ... ۱۵۰
۱۱۔ حشر کا منظر۔ سید صادق حسین صاحب عندلیب بھوپالی ۳۹
۱۲۔ خبر۔ سید محمد حسین صاحب شاکر دہلوی ۱۴۱
۱۳۔ خیر مقدم۔ منشی محمد حسین صاحب محوی نصوی ۱۶۰
۱۴۔ خدا دوں۔ حضرت سید پیر جی ... ۴۵
۱۵۔ خدا نے محبت۔ منشی رشید احمد صاحب ارشد خانوی ۳
۱۶۔ رباعیات: ۱۰۰، ۱۴۰، ۱۸۰، ۲۰۰ شاد عظیم آبادی ۸۰
۱۷۔ رباعیات: ۱۱۰، ۱۲۰، ۱۳۰، ۱۴۰ شوکت بریلوی ۱۱۱
۱۸۔ رباعیات: ۱۳۰، ۱۴۰، ۱۵۰، ۱۶۰ سید محمد صاحب تمیز ۲۳۰
۱۹۔ رباعیات: ۱۷۰، ۱۸۰، ۱۹۰، ۲۰۰ شاکر دہلوی ... ۲۰۰
۲۰۔ رباعیات: ۲۱۰، ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۴۰ قاضی حبیب الدین صاحب حمید ۲۰۱
۲۱۔ رباعیات: ۲۵۰، ۲۶۰، ۲۷۰، ۲۸۰ منشی دیانند نشی اقبال صاحب سحر ۲۵۰
۲۲۔ رباعیات: ۲۹۰، ۳۰۰، ۳۱۰، ۳۲۰ سکون یاس دہلوی سید محمد صاحب فانی ۴
۲۳۔ شام جوانی۔ سید محمد صاحب قیصر ... ۵۰
۲۴۔ شش۔ قاضی محمد دین صاحب اختر ہوڈلوی ۲۳۴
۲۵۔ شاعر۔ منشی فضل شاد صاحب الہ آبادی ... ۲۸۷
۲۶۔ صدمۂ فنا۔ منشی اقبال درد صاحب سحر ۱۱۱
۲۷۔ فکر انجام۔ مرزا محمد علی صاحب شوق ۱۵۰
۲۸۔ قطعہ۔ مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی ۲۸۵
۲۹۔ قومی ہمدردی۔ منشی محمد یوسف صاحب انجم ۲۰۵
۳۰۔ کلام وہاج۔ سید وہاج الدین حیدر تخلص بہ شرر ایڈیٹر ۴۰
۳۱۔ کلام شاد۔ سید کرامت حسین صاحب بالغ ۱۰۰
۳۲۔ کلام جاوید۔ منشی محمد یوسف صاحب جاوید لکھنوی ۲۳۲
۳۳۔ کل۔ سید محمد صاحب فانی دہلوی ۱۳۳
۳۴۔ گل بنفشہ۔ قاضی امیر حسن صاحب اختر ہوڈلوی ۴۵
۳۵۔ گریبانِ چاک۔ منشی عبد الحق صاحب خلیق دہلوی ۱۶۲
۳۶۔ گہوارۂ کارگہ۔ سید محمد یوسف صاحب قیصر ۲۳۳
۳۷۔ منظر سرد جنگل نامہ۔ ایضاً ۴۲
۳۸۔ مطالعۂ فطرت۔ مرزا فخر الدین صاحب سفیر دہلوی ۴۲
۳۹۔ مزار غالب۔ منشی عبد الودود صاحب حلیق دہلوی ۱۶۵
۴۰۔ مجذوب۔ مرزا محمد رشید صاحب نیر دہلوی ۶۰
۴۱۔ محبت۔ سید نذر یوسف صاحب قیصر ۶۰
۴۲۔ موسم برسات کے شہرت آفریں نام۔ حضرت خواجہ حسن نظامی ۲۶۶
۴۳۔ نگاہ و یقین۔ سید محمد صاحب صفدر دہلوی ۲۳۲
۴۴۔ وقت کا تازانہ۔ منشی محمد صاحب تعلق مرادآبادی ۶۳

فہرست اسماء و مکمل
(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]
(۵) [illegible]
(۶) [illegible]
(۷) [illegible]
(۸) [illegible]
(۹) [illegible]
(۱۰) [illegible]
(۱۱) [illegible]
(۱۲) [illegible]
(۱۳) [illegible]
(۱۴) [illegible]
(۱۵) [illegible]
(۱۶) [illegible]
(۱۷) [illegible]
(۱۸) [illegible]
(۱۹) [illegible]
(۲۰) [illegible]
(۲۱) [illegible]

فہرست مضامین جلد پنجم

نثر

۱۔ اخلاق محسنی کہانیاں جزء اول ... مولانا سلطان احمد صاحب ۲۹۰
۲۔ الاخلاق ... مولانا ابوالکلام صاحب آزاد (دہلوی) ... ۶۰
۳۔ اعتماد علی النفس ... شیخ صلاح الدین احمد صاحب علیگ ... ۱
۴۔ ملا الآپ یونیورسٹی اور اردو زبان ... مولوی سید ہاشمی صاحب ۳۳
۵۔ اردو ہندی ... مولانا شبلی نعمانی مرحوم ... ۷۰
۶۔ بحر مواج ... ہر کشن چندر صاحب بی اے ۱۰۰
۷۔ بیوی ... مشہور مسعود اوراق ... ۱۳
۸۔ پاپل اور گھاگل ... مولوی محمد عبدالحق صاحب خٹک دہلوی ۶۰
۹۔ تقریر ... مہاراجہ گوالیار ۷۱
۱۰۔ تنقید کتب ... سید مقبول ۱۰۳، ۱۲۰، ۱۴۵
۱۱۔ تمدن ... مشہور آرنلڈ ۹۳
۱۲۔ جہانگیری ... منشی پیارے لال صاحب ۱۱۹
۱۳۔ حضرت ابراہیم اور انکے مہمان کے ہزار ... مولانا فضل حسین صاحب ۱۸۱
۱۴۔ خدا کی تعریف ... مشہور ضیاء الدین صاحب برنی ۴۳
۱۵۔ دعا کی حکمت ... ۴۲
۱۶۔ ذوق و شیخ ... مولانا حسن صاحب حالی ۹۵
۱۷۔ زبان ... سید سلیمان صاحب ندوی ۱۵۳
۱۸۔ سلاطین صفویہ ... سید حسن صاحب غفاری ۱
۱۹۔ علوم دین ... مولانا شبلی نعمانی ۱۸۱، ۱۸۵
۲۰۔ فلسفہ تشکیکیہ ... مولانا ابوالکلام صاحب آزاد دہلوی ۱۴۱
۲۱۔ فن تقریر ... مشہور ذوالجلال ۱۲۵
۲۲۔ قدیم ہندو لوآبادیات ... خصوصاً مدراس ۲۵۷، ۲۷۱
۲۳۔ کسان کی لڑکی ... افسانہ ... ۴۴
۲۴۔ ... حکیم سید فخر الدین صاحب بلگرامی ۲۰
۲۵۔ مذہب و سائنس ... (مقالہ) ... ۶۲
۲۶۔ نیکی و تقویٰ ... سید حسن صاحب علوی ۷۰
۲۷۔ نیک اور بد ... مولانا سلطان احمد صاحب ۵۰
۲۸۔ ہندوستان کے قدیم مذاہب (سترہویں بات) ... ۱۵۰
۲۹۔ یہ ... (مقالہ) ... ۱۹۲

نظم

۱۔ آفتاب ... منشی محمد امین صاحب فوق صدیقی ... ۲۶
۲۔ اسیر قفس ... شیخ علی اختر صاحب اختر دہلوی ... ۵۱
۳۔ انتظار ... مولانا محمد یعقوب صاحب داغ بیگ دہلوی ... ۲۰۱
۴۔ اگلا پچھلا پیار ... شیخ محمد یاس صاحب اختر ... ۲۰۳
۵۔ بستر مرگ ... سید محمد یوسف صاحب قیصر ... ۹۰
۶۔ تازہ غزلیں (۵) ۹۱، ۱۴۰، ۲۰۲
۷۔ تو بی کے سو کون ... سید احمد حسین شیدا نجد ... ۹۰
۸۔ ترجمہ رباعیات عمر خیام ... مولوی سید ابراہیم صاحب ۱۲۰
۹۔ تیر نگاہ ... منشی فضل رسول صاحب لاابالی ... ۱۳۸
۱۰۔ تقریب آمد ... مشہور مظہر نظامی ... ۳۹
۱۱۔ تخمیس مرزا غالب ... مولانا حکیم سید احمد حسین صاحب شفق اورنگ آبادی ۲۰
۱۲۔ تبسم نازنین ... جناب شفیق اورنگ آبادی ... ۲۰۳
۱۳۔ تاریخ وفات حضرت ... مشہور مظہر نظامی ... ۲۰۳
۱۴۔ پھول ... منشی عبدالخالق صاحب خلیق دہلوی ... ۴۹
۱۵۔ جشن دلی ... منشی محمد یاسین صاحب ... ۹۱

۱۶۔ چشم جانان ۔ نظم مرتب صاحب اوج گیاوی ۱۳۹
۱۷۔ خواب مرگ ۔ مولوی فخرالدین احمد صاحب سفیر کاکوری ۱۳۷
۱۸۔ خوشی کی آرزو ۔ منشی قبال دل صاحب ۱۰۱
۱۹۔ رباعیات کوثر ۔ حضرت بسمل صاحب کوثر انبیٹوی ۱۶
۲۰۔ شبیہ غالب ۔ منشی رشید احمد صاحب ارشد اٹاوی ۸۹
۲۱۔ شب تنہائی ۔ منشی صادق حسین خاں صاحب اقبال مرحوم آبادی ۱۳۹
۲۲۔ شام ۔ مسٹر محمد یعقوب صاحب اکبر بارہ بنکوی ۲۰۲
۲۳۔ صبح ۔ منشی درگا سہائے صاحب سرور جہان آبادی مرحوم ۱۲۷
۲۴۔ فصل بہار ۔ مسٹر محمد یعقوب صاحب اکبر بارہ بنکوی ۳۹
۲۵۔ قطعہ ۔ منشی لوک چند صاحب محروم ۴۱
۲۶۔ کلام اکبر سخن بہار ۔ منشی اکبر حسین صاحب اکبر آبادی ۴۷
۲۷۔ کلام جاوید ۔ مولانا منشی محمد ظفر منصور جاوید لکھنوی ۴۷
۲۸۔ " شبلی ۔ مولانا شبلی نعمانی مرحوم ۱۹۰
۲۹۔ " نادر ۔ منشی نادر علیخان صاحب نادر اسکاروی مرحوم ۱۲۱
۳۰۔ " جنون ۔ مولوی محمد عمر صاحب جنون اٹاوی ۲۰۳
۳۱۔ کیفیت نظارہ ۔ منشی رشید احمد صاحب ارشد اٹاوی ۸۹
۳۲۔ کیا چاہیئے ۔ منشی غلام مصطفےٰ صاحب ذہین ۴۸
۳۳۔ موتیوں کی لڑی ۔ مولوی کلب احمد صاحب نعمانی جائسی ۸۹
۳۴۔ ندی کا کنارہ ۔ مولوی عبدالمتین صاحب متین ۵۰
۳۵۔ نغمہ بہار ۔ قاضی حمید الدین احمد صاحب حمید ۸۹
۳۶۔ نالۂ یتیم ۔ منشی درگا سہائے صاحب سرور جہان آبادی مرحوم ۱۹۹

فہرست تصاویر

(۱) ہوا تر سر حسین بسمل۔
(۲) ہز اکسلنسی نواب صاحب اچھ۔
(۳) مسٹر ڈیس فیلڈ۔
(۴) ہز اکسلنسی صاحبہ صاحب گورنر آگرہ۔
(۵) منشی لوک چند صاحب مرحوم۔
(۶) بسمل مرحوم۔
(۷) ہز اکسلنسی صاحبہ صاحب لیفٹیننٹ گورنر اودھ۔
(۸) مسز ارنلڈ ہیسٹ صاحبہ۔
(۹) سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور۔
(۱۰) فرمان اورنگ زیب بادشاہ۔
(۱۱) فرمان عادل شاہی۔
(۱۲) مولوی رشید الدین احمد صاحب عوی
(۱۳) ہفت بشن رائن صاحب مرحوم
(۱۴) قاری محمد سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی۔
(۱۵) طغرا بہ خط علی
(۱۶) طغرا بہ خط نستعلیق
(۱۷) کتبہ بر تابوت بیرنگ۔
(۱۸) کتبہ مقبرہ مرحوم

فہرست مضامین جلد ششم

نثر

۱ اہل اسلام کے علمی احسانات ... ۱۲
۲ افعال کی اخلاقی قیمت ... ۲۰۰
۳ عقار الملک جناب مضطر ... ۲۶۹۰۰
۴ اردو یونیورسٹی حیدرآباد ... ۲۷
۵ اردو انسائیکلوپیڈیا ... ۵۷
۶ پارس سرنقشہ ... ۲۳
۷ تقریر ... ۱
۸ تنقید کتب ... ۲۸
۹ تقریر صدارت اردو پریس کانفرنس ... ۲۹۰
۱۰ تبصرہ مشاہیر یونان و روم ... ۱۹۰
۱۱ تعلیم پر چند خیالات ... ۲۱۰
۱۲ جاپان کی حیرت انگیز تجارتی ترقی ... ۲۰۶
۱۳ جھانسی کی رانی ... ۲۲۱
۱۴ حضرت ... ۲
۱۵ حکمت ... ۲۰
۱۶ ... ۲۲۰۰
۱۷ ... ۲۲۰۰
۱۸ ... ۲۱۵
۱۹ ڈاکٹر ... ۲۰۸
۲۰ سراج و منہاج ... ۲۶
۲۱ روح اور اس کا مسکن ... ۲۶۲
۲۲ روح انسانی ... ۲۶۲
۲۳ عثمانیہ یونیورسٹی کا ارتقا ... ۲۰۰
۲۴ فن تعمیر ... ۰۰۰۰
۲۵ فلسفہ مشرب آرزو ... ۵
۲۶ قدیم ہندوستان کی سیاسی ... ۱۵
۲۷ قدیم ہندو دور کا نظریہ جرائم ... ۲۰۰
۲۸ قوانین ... ۲۰
۲۹ کنور نارائن ... ۲۳
۳۰ کلام مشفق ... ۲۰۲
۳۱ کتاب الآثار ... ۲۸۰
۳۲ لکھنؤ کا قومی ہفتہ ... ۳۸
۳۳ مفتی پراگ ... ۳۵
۳۴ منوجی کے اصول اخلاق ... ۲۳
۳۵ حکمت تصوف ... ۲۸
۳۶ نواب نصیر حسین ... ۸
۳۷ وطن پرست ... ۹۰
۳۸ ہندو ... ۵
۳۹ ہندوستان کی تاریخ ... ۲۲۱۰۰
۴۰ یونیورسٹی ... ۰۰

نظم

۱ امیر مینائی ... ۵
۲ اردو ... ۹۶
۳ افسانہ ... ۳۲۹
۴ بیکار ... ۲۲۸۰

۵۔ تازہ غزلیں ۔۔۔ ۵۴-۱۰۲-۱۵۲-۱۹۸-۲۳۹
۶۔ چاندنی رات ۔ مسٹر محمد ذکیر صاحب ذاکر بارہ بنکوی ۔۔۔ ۱۵۱
۷۔ حمد ۔ ابوالمنیر شیخ منیر الدین احمد صاحب اشک ۔ بلدہ شہری ۔۔۔ ۲۳۷
۸۔ حسن مغنی کا سہارا ہے تمنا مرزا جان آبادی (مرحوم) ۔۔۔ ۲۰۹
۹۔ خوشبو منشی احسان صاحب تاباں دہلوی ۔۔۔ ۵۲
۱۰۔ خزینۃ الخیال ۔ سید غلام مصطفےٰ صاحب ذہین ۔۔۔ ۲۳۰
۱۱۔ دعائے معصوم ۔ سید محمد یوسف صاحب قیصر ۔۔۔ ۵۲
۱۲۔ داد شجاعت ۔ منشی نہال دہلوی صاحب سحر ۔۔۔ ۹۹
۱۳۔ رباعیات (۱) حکیم محمد عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی ۔۔۔ ۱۰۹
(۲) لسان الفہم مولوی سید علی فہیم صاحب مغنی لکھنوی ۔۔۔ ۲۰۸
۱۴۔ زبان اردو ۔ منشی عبدالحق صاحب حقیق دہلوی ۔۔۔ ۵۲-۱۴۹
۱۵۔ سکندر کا تابوت ۔ مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی ۔۔۔ ۱۴۹
۱۶۔ سرسید کی یاد ۔ جناب سید مگرونی ۔۔۔ ۱۵۰
۱۷۔ سوز و ساز ۔ مولوی فخر الدین احمد صاحب سفیر بیکانیری ۔۔۔ ۱۹۶
۱۸۔ سیر کہسار خواجہ معین الدین صاحب سلام (مرحوم) ۔۔۔ ۲۰۰
۱۹۔ شکایت ۔ لسان السلطنت مرزا حیدر الدین صاحب حمید ۔۔۔ ۲۰۰
۲۰۔ عشرت خلوت ۔ مولوی مسٹر شاکر علی صاحب اُبانی ۔۔۔ ۱۵۱
۲۱۔ غم آخرت ۔ مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی ۔۔۔ ۵۱
۲۲۔ غمزہ و حسن ۔ مولوی حسن الدین صاحب شفق (عظیم پوری) ۔۔۔ ۲۳۶
۲۳۔ فریاد و دشنہ ۔ حکیم رگھبیر سہائے صاحب بیان جہانگیری ۔۔۔ ۱۰۱
۲۴۔ فلسفۂ تصویر ۔ مولوی احسان صاحب تاباں دہلوی ۔۔۔ ۱۴۹
۲۵۔ فکر انجام ۔ لسان السلطنت حاجی حمید الدین احمد صاحب حمید ۔۔۔ ۱۵۰
۲۶۔ قطعہ ۔ سید الشعراء حضرت صمیم بلند شہری ۔۔۔ ۱۴۶
۲۷۔ مناظرہ حسن و عشق ۔ سید کلب المرتضیٰ صاحب رجانی ۔۔۔ ۹۶
۲۸۔ موسم برسات کی صبح ۔ مسٹر جارج اے فسر (بیرسٹر) ۔۔۔ ۱۹۶
۲۹۔ مرد نابینا ۔ ابوالمنیر شیخ منیر الدین احمد صاحب اشک ۔ بلدہ شہری ۔۔۔ ۱۹۷
۳۰۔ نصاب خیرآبادی ۔ جناب رشک جاوری ۔۔۔ ۲۵۰
۳۱۔ نغمۂ آبگیر ۔ مولوی فخر الدین احمد صاحب سفیر بیکانیری ۔۔۔ ۵۳
۳۲۔ واردات عشق ۔ ابوالرضا مولوی سید علی الدین حسن صاحب مغنی ۔۔۔ ۲۳۹
۳۳۔ یاد ایام عیش ۔ منشی عبدالرزاق صاحب مائل ۔۔۔ ۱۹۸

فہرست تصاویر

(۱) نواب امیر حسن خاں صاحب مرحوم نیشاں
(۲) نواب زادہ احمد جلیلہ بانو بیگم
(۳) مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب شرر
(۴) حضرت امیر مینائی
(۵) آنریبل مسٹر لے ہی مزدار
(۶) ہملے جادہ منشی برگ نرائن بہادر مرحوم
(۷) مائے معصوم
(۸) ہملے جادہ منشی گوپال سہائے صاحب برق کاکوروی بہادر
(۹) سید کلب حسین صاحب نشاط
(۱۰) رسائنہ سید یعقوب صاحب انور الہ آبادی
(۱۱) لوط
(۱۲) مسٹر جے آر۔ راسے۔
(۱۳) پنڈت کیسری کشور صاحب ایم اے
(۱۴) مہاراجہ صاحب بیسور۔
(۱۵) راسے رئیس مہاراجہ سر پرشاد صاحب بہادر
(۱۶) اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ
(۱۷) مہاراجہ صاحب بیکانیر
(۱۸) عماد الملک جناب سید حسین خیرآبادی)

فہرست مضامین جلد ہفتم

(۷)

(نثر)

آم - مولوی محمد صدیق صاحب - - - - - - ۶۹
آسام میں اُردو حکومت - حکیم حبیب الرحمٰن صاحب - ۱۳
آگرہ کی دو پرانی یادگاریں - مولوی شمس الدین احمد صاحب بلوی ۱۶۱
آگ کی ماہیت - ماخوذ - - - - - - ۲۱۱
انسان کا کچا چٹھا - فاضل محمد رمضان صاحب (تخلص بہ جوانا گڈھی) - ۷۳
انداز بیان - جناب ابوالوس صاحب - - - - ۱۱۰
امتحان محبت "سالک راہ" - - - - - - ۱۲۹
اُردو دواخانوں کی ترقی کی صورت - مشیر پرست قریشی (علیگ) - ۲۰۰
ایک بعید ترین عالم - فاضل محمد رمضان صاحب (تخلص بہ جوانا گڈھی) ۲۳۱
بہشت کی نسبت خیالات - - - - - - ۱
بادلوں کی بجلی - سید محمد ظہیر قریشی (علیگ) بی ایس سی ایل ٹی - ۲۱۹
بیکرم (قصہ) منشی جاجا پرشاد صاحب - - - - ۳۶۹
تمدن حیوانات - خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب - ۵۲
ترقی - - - - - - - - - - - ۹۷
تاثرات - خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب - - ۱۴۸
جاپان - منشی شب چرن لال صاحب - - - ۱۵
جُوا - آغا قزلباش صاحب (لندھوری) - - - ۹۵
جاپان میں تعلیم نسواں - جناب سید وحید خاتون صاحبہ - ۱۴۵
جنگ یورپ کے سبق آموز اسرار - - - - ۱۵۲
حسن کیا ہے؟ - سید کلب احمد صاحب نقی جائسی - - ۱۱۲
خیالات پریشان - مولوی محمد حسین صاحب نقوی (کھنڈی) - ۳۱
خواجہ آتش - خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت (لکھنوی) - ۱۱۹
دوست - منشی عبدالرحمٰن محمد حسن صاحب - خوشنود سنڈیلوی ۳۱
دریائے لطافت - جناب نامی - - - - - - ۱۶۳
زراعت و حرفت کی ترقی - - - - - - ۲۰۳
صنائع و بدائع - عبدالوہاب - سید محمد حسن صاحب (بیرسٹر ایٹ لا) ۲۸
صناعۃ ہند - منشی شیام لال صاحب (شاد) الہ آبادی - - ۹۹
صلح محبت - سید محمد حسن صاحب - - - - - ۲۳۳
طوفان زمین (مسلسل) - منشی شیام لال صاحب (شاد) الہ آبادی - ۳۵-۸۸-۱۰۵
فن کیمیا - (متعلقہ انفعال) - - - - - ۹۲
قانون تغیر کا اثر انسان پر - حکیم سید شاہ ولی الدین صاحب چشتی ۹۱
قطرۂ آب اور اسکی بادی زندگی - منشی مہر لال صاحب نیم لکھنوی ۱۲۵
کچھ اپنی نسبت - ایڈیٹر - - - - - - ۹۲
مضمون نگار کی بیوی (قصہ) - پشپ - - - - ۹۴
میر محمد تقی میر - مولانا مولوی محمد نعمت اللہ صاحب حسرت (لکھنوی) ۱۹۹
مسرت کی چند گھڑیاں - سید سخاوت حسین صاحب - - ۱۸۴
مرزا غالب کی ایک غزل - مولانا نیاز عباس (دیالی) - ۲۲۲
نیرنگی زمانہ - منشی محمد فرحت اللہ صاحب فضا - - - ۱۲۷
ہنڈویگ - منشی نیر حسن صاحب (فیروزپوری) - - ۴۹
ہوا - سید محمد ظہیر قریشی بی ایس سی ایل ٹی - - - ۱۶۹
ہندی تویت - ترجمہ مولوی دریس احمد صاحب بی اے - ۱۳۵

(نظم)

آثار بہار - مولوی نورالدین احمد صاحب نیر (کاکوروی) - - ۱۰۰
اشعار از تلامیذ الرحمٰن - جناب سید (سنگاپوری) - - ۴۵
اسلم کی عید - مظفر حسین صاحب آرزو (گیاوی) - - ۴۵

بلبل اور گل - قاضی عبدالغنی صاحب قمر (مراد آباد) ۳۴۰
پیام بہار - بابو رام پرشاد کپل صاحب - - - - ۳۹
تازہ غزلیں ۳۸ ..... ۹۵ ..... ۱۳۵ ..... ۱۹۰ ..... ۲۴۷
حقیقت زندگی - مولوی فضل شاہ صاحب الہ آبادی - ۹۰
نواب عبرت - منشی عبدالرحمن محسن صاحب خوشتر (شکوہ آباد) - ۱۸۸
خط جانان - پروفیسر آل صادق صاحب بی اے - ۲۰۵
خدا کی محبت - شیخ محمد علی میر سعدی (ایبری) - - - ۲۳۷
دور انقلاب - سید اللہ اسلام صاحب قمر (میرٹھی) - ۳۰۷
رباعیات (۱) حضرت بیان (بریلوی) مرحوم - - ۱۳۳
(۲) شاکر (میرٹھی) - - - - - -
(۳) میر سعدی (ایبری) - - - - -
(۴) مشیر حسین زیدی بلرامپوری قاصد - - - - ۱۸۷
سکندر کا خط - مولوی محمد علیصاحب شوق قدوائی (گونڈوی) - ۱۹۹
ساقی نامہ - منشی عبدالرحمن صاحب طیش (دہلوی) - - ۲۴۵
صبح و شام - شیخ محمد علیصاحب میر سعدی (ایبری) - - ۴۶
صورت و سیرت - مولانا سید غلام بھیک صاحب نیرنگ - ۳۲

علم - منشی عبدالرحمن صاحب خلیق (دہلوی) - - - - ۲۹۰
فغان یعقوب - حافظ محمد یعقوب صاحب آتش (گیاوی) - - ۹۳
کلام وفا - لالہ بھرگو بھرگوپال بہادر وفا - - - - ۹۲
کلام قمر - پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب قمر (بھرتپوری) - - ۹۵
کوئی نہیں! مولانا سید انور حسین صاحب آزر (گھنوری) - ۱۸۵
کسی کی یاد - منشی محمد ذکی خاں ذکر (بازید پوری) - - ۲۴۶
گمنام بچہ - جناب وفا صدیقی - - - - - ۹۳
گلہ تغافل - پروفیسر آل صادق صاحب بی اے - - ۱۹۹
مہر کے ماہی گیر - مولوی فخر الدین احمد صاحب تنویر کاکوری - ۲۰
مرزا غالب - منشی تمولک چند صاحب تحوم - - - ۹۲
مدینۃ الرسول - حافظ محمد یعقوب صاحب آتش (گیاوی) - ۱۳۵
ندی - منشی محمد ذکی خاں ذکر (بازید پوری) - - - - ۹۲
نالۂ غم - مولوی محمد مظہر صاحب قمر (تھانوی) - - - ۱۸۷
نذر عشق - لسان العلماء قاضی عبدالدین احمد صاحب قمید - ۲۴۴
نوروز - پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب قمر (بھرتپوری) - ۲۲۷

KHUDA BAKHSH LIBRARY

JOURNAL

13-14-15

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna